مسلک اہل حدیث کا داعی

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور پاکستان

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

زیر سرپرستی
پروفیسر ساجد میر
امیر مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری ایم اے

معاون
محمد بلال حماد

بیادِ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سب کی دعا ہے یہی ہاتھوں کو اُٹھا کر
یا ربّ تو انہیں جنتِ فردوس عطا کر
آمین

شیخ الحدیث نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جامع مسجد اہلحدیث چوک نیائیں گوجرانوالہ کے مختلف مناظر

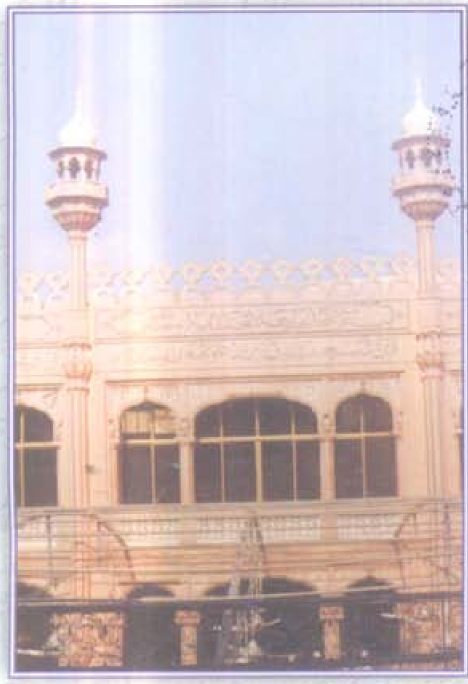

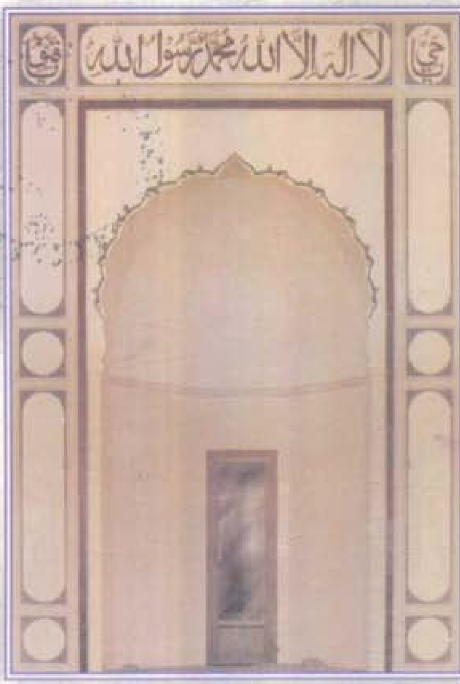

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

(القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
1	رفتید ولے نہ از دلِ ما	مدیر اعلیٰ	5
2	امیر و سرپرست جمعیت	پروفیسر ساجد میر	7
3	مولانا...... عظیم تر افکار بھی کردار بھی	میاں محمد جمیل	13
4	والدِ گرامی...... چند یادیں، چند باتیں	میاں مجیب الرحمٰن	20
5	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	محمد عمران عریف	31
6	میرے حضرت شیخ، میرے مربی	قاضی سجاد اصغر خلیل	34
7	والد محترم...... شفقت و محبت کا پیکر	حافظ محمد نعمان	37
8	جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ...... خدمات کے آئینہ میں	مولانا محمد اعظم	39
9	شیخ الحدیثؒ کا سیاسی کردار، چند تابندہ نقوش	بشیر انصاری	45
10	دانش و جرات کی نادر مثالیں	مولانا محمد نعیم بٹ	58
11	میرے محسن...... میرے شیخ	مولانا محمد رفیق سلفی	63
12	میرے شیخ الحدیث...... حضرت الامیرؒ	رانا شفیق خاں پسروری	66
13	شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کی شخصیت	مولانا برق التوحیدی	74
14	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	مولانا عبدالعظیم انصاری	82
15	شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ، چند یادیں.... چند ملاقاتیں	حافظ عبدالستار حامد	85
16	شیخ الحدیث ہو تو ایسا..........................!	مولانا نصر اللہ خاں مظفر	89
17	شیخ الحدیث کے چند اوصاف حمیدہ	مولانا محمد یوسف راجووال	96
18	چمن اداس ہے...... مولانا محمد عبداللہؒ	حافظ محمد عبد الاعلےٰ	99
19	آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	مولانا عبدالرزاق مسعود	103
20	مولانا محمد عبداللہؒ... حق گوئی اور جراتمندانہ کردار کی جھلک	حافظ محمد عباس انجم گوندلوی	104
21	پیکرِ علم و بصیرت.......... مولانا محمد عبداللہؒ	عبدالرشید عراقی	107
22	ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا	پروفیسر عبدالغفور راشد	113
23	شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ... ایک باوقار علمی شخصیت	مولانا عبدالرشید حنیف	117
24	آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	پروفیسر محمد عبداللہ کلیم	119
25	اِک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا	حافظ عتیق اللہ عمر	121

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
26	سیدی اُستاذی مولانا محمد عبداللہؒ	مولانا محمد بشیر الطیب (کویت)	123
27	مولانا محمد عبداللہؒ انتقال فرما گئے	مولانا عبداللہ شاکر (لندن)	126
28	حضرت شیخ الحدیثؒ کی یاد میں!	حافظ عبدالشکور (گوجرانوالہ)	127
29	عظیم سانحہ!	مولانا محمد یحییٰ گوندلوی	131
30	آہ! شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ	حافظ محمد عثمان مدنی	133
31	حضرت مولانا محمد عبداللہؒ بھی چل بسے!	مولانا محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی	135
32	مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ .... (نظم)	علیم ناصری	137
33	خراجِ عقیدت بروفات مولانا محمد عبداللہؒ ...... (نظم)	عبدالرحمٰن عاصم (میانچنوں)	138
34	آہ! شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ .... (نظم)	بشیر انصاری' ایم.اے	139
35	مرعوب کر سکی نہ کسی کی نگہ اسے! .... (نظم)	محمد سعید وساویوالہ	140
36	آہ! شیخ الحدیثؒ .... (نظم)	مولانا عاصم فیروزپوری	141
37	اظہار تعزیت' مسلم لیگ سعودی عرب وجمعیت اہلحدیث برطانیہ		142
38	شیخ الحدیثؒ کی وفات پر مرکزی رہنماؤں کے تاثرات	ابنِ حسن	143
39	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ...	(نواسی و بیٹی کے تاثرات)	149
40	میاں نواز شریف کا تعزیتی مکتوب		152
41	سعودی ایمبیسی اور مکتب الدعوۃ اسلام آباد کی طرف سے اظہار تعزیت		153
42	جناب محمد رفیق تارڑ کا تعزیتی مکتوب		154
43	جمعیت احیاء التراث الاسلامی کویت کی طرف سے تعزیتی مکتوب		155
44	مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر گوجرانوالہ کا ہنگامی اجلاس		156
45	شیخ الحدیثؒ .... میدانِ مناظرہ کے شہسوار	حافظ محمد بلال حماد	157
46	حضرت شیخ الحدیثؒ ...... سعودی عرب اور برطانیہ میں	حافظ محمد بلال حماد	166
47	ہماری دعوت	رشحاتِ فکر مولانا محمد عبداللہ	172
48	کشمیر' پاکستان کا جزوِ لاینفک ہے	ترتیب: طارق بشیر' ایم.اے	178
49	اسلام میں جمہوریت کا تصور؟	ازافادات: شیخ الحدیثؒ	184
50	مسئلہ خلیج	(شیخ الحدیثؒ کا خطاب)	188
51	شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کے چند پسندیدہ اشعار	مرتب: میاں مجیب الرحمٰن	190
52	اسے کیا کہیے؟	ازافادات شیخ الحدیثؒ	191
53	جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوجرانوالہ ...... ایک تعارف		192

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتید ولے نہ از دل ما

ہمارا یہ ایمان ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہوتو عزم مصمم اور کوشش بسیار کے باوجود کوئی کام وقت مقررہ پر سرانجام دینا انسان کے بس کی بات نہیں۔ شیخ الحدیثؒ کی وفات حسرت آیات کے معاً بعد جماعت نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ ملک کے مایہ ناز عالم دین' سرپرست جمعیت مہتمم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی دینی' علمی' مسلکی' جماعتی اور قومی وملی خدمات کے اعتراف میں 15 جون 2001ء کو مجلّہ ''اہلحدیث'' کا ''شیخ الحدیث نمبر'' شائع کیا جائے گا۔ لیکن جب کام کا آغاز کیا۔ مضامین کی تقسیم ہوئی۔ اہل قلم سے رابطہ ہوا۔ مرحوم کی زندگی کے مختلف گوشے سامنے آئے تو موضوع پھیلتا چلا گیا اور وقت سمٹتا ہوا نظر آیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول بار بار ذہن سے ٹکرانے لگا ''عرفت ربی بفسخ العزائم''

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک جامع کمالات اور جامع جہات شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے بہت سی مسندیں خالی ہوگئی ہیں۔ جن کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ ایسی نابغۂ روزگار شخصیتیں موت کے ہاتھوں دنیا سے تو رخت سفر باندھ لیتی ہیں مگر لوگوں کے دلوں اور تاریخ کے صفحات سے محو نہیں ہوسکتیں۔ ایسی شخصیتوں کے حالات زندگی' ان کے کارنامے اور خدمات جلیلہ کا تذکرہ نہ صرف تاریخ کا مایۂ ناز حصہ ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے دلیل راہ ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ قوم زوال سے کبھی آشنا نہیں ہوتی جو اپنے تابناک ماضی کی روشنی میں حال کو سنوارا اور مستقبل کو نکھارا کرتی ہے۔

ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ زیر نظر خصوصی اشاعت کوئی باقاعدہ سوانح عمری نہیں بلکہ یہ شیخ الحدیثؒ کی مجاہدانہ خدمات' جلالت علمی اور مساعی جمیلہ کی ایک ہلکی سی جھلک ہے' جس سے آئندہ اس موضوع پر کام کرنے والے احباب استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ قارئین اپنے فکر و عمل کی اصلاح اور خیر وفلاح کا جذبہ حاصل کرسکتے ہیں۔ حیات شیخ کے باب سے ''زمانہ طالب علمی' تدریسی سفر' آغاز خطابت' شوق مطالعہ' انداز گفتگو' فقہی بصیرت' علمی استحضار' درس قرآن وحدیث میں محققانہ اور افہام وتفہیم کا سہل انداز' اتباع کتاب وسنت' حق گوئی و بے باکی' امانت ودیانت' مناظرانہ گرفت' جماعت میں مثالی اور سیاست میں قائدانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرادار۔قوت استدلال' جذبہ ایثار ووفا' حالات حاضرہ پر گہری نظر' علمی وجاہت' خوداعتمادی اور غیر ملکی تبلیغی اسفار ایسے ہی دیگر بیسیوں موضوع ہیں جو اس خصوصی اشاعت میں سمٹ آئے ہیں۔

اس مختصر وقت میں بتوفیق الٰہی ہم سے جو کچھ ہوسکا وہ آپ کے سامنے ہے۔اسے اغلاط سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے۔ بایں ہمہ اگر کہیں پروف ریڈنگ میں غلطی موجود ہو تو اسے بتقاضائے بشریت نظر انداز فرمائیں۔ ہاں' اگر کہیں واقعاتی اور علمی تسامح نظر آئے تو اس سے ہمیں آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔اس مقام پر ہم تمام مقالہ نگار حضرات کے بے حد شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود قلمی تعاون فرمایا۔ ہم امیر محترم پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ اور ناظم مرکزیہ جناب میاں محمد جمیل کے بے حد ممنون و متشکر ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنے گرانقدر مضامین سے نوازا بلکہ ان کی سرپرستی وتعاون اور مشورے بھی شامل حال رہے۔ اس مرحلہ پر مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر گوجرانوالہ کے ذمہ دار حضرات کا شکریہ ادا نہ کرنا ناسپاسی ہوگی جنہوں نے شیخ الحدیث نمبر کی اشاعت میں قابل قدر وسائل مہیا فرمائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ میں اپنے رفقا کار جناب حافظ محمد بلال حماد مدیر معاون' جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی' جناب ڈاکٹر عبدالغفور راشد' جناب مولانا رانا محمد شفیق خاں پسروری اور جناب حافظ عبدالاعلیٰ کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔جنہوں نے ''شیخ الحدیث نمبر'' کی تہذیب وتصحیح اور پروف ریڈنگ میں بھرپور تعاون فرمایا۔جبکہ محترم رانا صاحب اور ڈاکٹر راشد صاحب نے شاندار مضامین بھی لکھے۔اور جناب حافظ بلال حماد نے شیخ الحدیث ؒ کے تبلیغی اسفار' مناظروں کی روداد اور تاثرات ترتیب دیئے۔ اس مقام پر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادگان گرامی جناب مجیب الرحمٰن اور مولانا حافظ محمد عمران عریف ناظم شہری جمعیت گوجرانوالہ کے بے حد شکر گزار ہیں جنہوں نے ''شیخ الحدیث نمبر'' کے لئے بہت اچھے مضامین لکھے۔

آخر میں ان مضمون نگار حضرات سے معذرت خواہ ہیں جن کے مضامین شیخ الحدیث نمبر کی محدود ضخامت کے پیش نظر اس میں جگہ نہ پاسکے۔ان مضامین کو ''اہلحدیث'' کے عام شماروں میں شائع کردیا جائیگا۔ ان شاء اللہ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی سعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔آمین............ (مدیر اعلیٰ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر و سرپرست جمعیت

تحریر: جناب امیر محترم علامہ پروفیسر ساجد میر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ ایک بے بدل عالم لاثانی خطیب اور قابل استاد ہونے کے علاوہ مرد میدان بھی تھے۔ عام طور پر ہمارے جید علماء اور کامیاب اساتذہ و خطباء ایک طرح کی گوشہ نشینی ضرور اختیار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اجتماعی اور مجلسی سرگرمیوں میں شرکت ان کی علمی، تدریسی اور تبلیغی سرگرمیوں کی راہ میں رکاوٹ بنے گی۔

لیکن شیخ موصوف گوجرانوالہ کی سب سے بڑی اور اہم ترین اہلحدیث مسجد میں جمعہ اور درس، جامعہ محمدیہ کے تدریسی، اور مالی معاملات میں انہماک اور مطالعہ، تحقیق اور افتاء کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ مقامی و ملکی سطح پر جماعتی سرگرمیوں کو بھی اہمیت دیتے اور ان کے لئے وقت نکالتے تھے۔

میں 1960ء میں پہلے سیالکوٹ اور پھر ملکی سطح پر مرکزی جمعیت اہلحدیث کی سرگرمیوں سے وابستہ ہوا۔ اس سلسلہ میں پہلا جماعتی رابطہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کا تھا۔ وہ اگرچہ میرے جد امجد حضرت مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کے شاگرد ہونے کے ناطے مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ میرا جماعتی رابطہ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی معیت میں اور ایک حد تک ان کی وساطت سے ہوا، جبکہ حضرت علامہؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ کے ساتھ میرے رابطہ و تعلق میں اول الذکر رابطہ کی نسبت زیادہ نمایاں کردار ادا کیا۔

علامہ شہیدؒ کو جب کام کے لئے وہ ماحول نہ ملا جو وہ چاہتے تھے۔ تو جماعت میں اختلافات ابھرنا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ 1973ء میں شیخ الحدیث اور حضرت علامہؒ کی کوششوں سے گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان اہلحدیث کنونشن منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا پیر بدیع الدین راشدیؒ کو امیر اور مجھے ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ علامہ صاحبؒ کو ابھی تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی۔ اس لئے انہوں نے کوئی تنظیمی ذمہ داری قبول نہ کی۔ مگر شیخ الحدیث کسی منصب کے بغیر ہی اس تنظیم کی عملی سرپرستی کرتے اس کے لئے مالی وسائل مہیا کرنا اور تنظیمی و تبلیغی کام کے لئے اسے مشورہ اور رہنمائی دینا انہی کی ذمہ داری تھی جسے وہ بڑے اچھے طریقے سے پورا کرتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1975ء میں میں اپنی تدریسی مصروفیات کے سلسلہ میں نائجیریا چلا گیا۔ ادھر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر جماعتی سرگرمیوں میں ہمہ تن مصروف ہو چکے تھے۔ اور ایک طرف تیزی سے عوامی مقبولیت کا سامنا کر رہے تھے۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ جماعت دو واضح اور مختلف کیمپوں میں تقسیم ہوگئی جماعتی ادارے (مرکزی دفتر جامعہ سلفیہ' جماعتی مجلّہ اور بعد ازاں وفاق المدارس کی امارت) مولانا لکھوی و میاں فضل حق گروپ کے پاس رہی۔ لیکن شیخ الحدیثؒ کی امارت اور علامہؒ صاحب کی نظامت میں قائم گروپ تھوڑے ہی عرصہ میں زیادہ تر علماء' چیدہ مبلغین' اہلحدیث عوام اور نوجوانوں کو ساتھ ملانے اور نسبتاً زیادہ تیز رفتاری سے کام کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس کامیابی میں جہاں علامہ صاحبؒ کی تنظیمی اور خطیبانہ صلاحیتوں کا دخل تھا۔ وہاں اس کے حصول میں شیخ الحدیثؒ کا حصہ بھی کم نہ تھا۔ وہ نہ صرف گوجرانوالہ کی مضبوط اور باوسائل جماعت کی پوری طاقت کو لے کر علامہ صاحبؒ کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ بلکہ ملک کے دوسرے حصوں میں ان کا اثر و رسوخ اور رابطے بھی علامہ صاحبؒ کی جماعت کے کام آئے اور سب سے بڑھ کر ان کا استقلال' پامردی اور جواں ہمتی اس جماعت کا قیمتی اثاثہ اور اس کی کامیابی اور ترقی کے ضامن تھے۔

میں 1985ء میں بیرون ملک سے واپس آیا اور شیخ الحدیثؒ اور علامہ صاحبؒ سے دیرینہ تعلق کی بنا پر انہیں کی زیر سرکردگی جماعتی سرگرمیوں میں از سر نو حصہ لینا شروع کیا۔ 1987ء کے دوران سانحہ اور علامہ احسان الٰہی شہیدؒ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ اور ہمارے دوسرے قابل قدر ساتھیوں کی شہادت کے بعد جماعت انتہائی مایوس اور دل شکستگی کا شکار تھی اور مستقبل بڑا تاریک دکھائی دیتا تھا۔ شیخ الحدیثؒ کو اپنے لائق ترین رفقاء کے بچھڑنے کا شدید غم تھا۔ لیکن ایک قابل رہنما کی حیثیت میں انہوں نے اعصاب پر قابو رکھا۔ میں نے انہیں صرف حضرت یزدانیؒ کے جنازہ اور پھر علامہ صاحب کے غائبانہ جنازہ کے موقع پر قدرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار پایا۔ ورنہ انہوں نے خود بھی ہمت قائم رکھی اور دوسرے کو بھی حوصلہ دیا۔

قیمتی شخصیات کو جو ہم سے جدا ہونا تھا' وہ تو ہو ہی چکی تھیں۔ لیکن شیخ الحدیثؒ کو اپنی ذمہ داری کا مکمل احساس اور جماعت کے مستقبل کی پوری طرح فکر تھی۔ حضرت علامہ احسانؒ کے جنازہ سے فراغت کے جلد ہی بعد انہوں نے گوجرانوالہ میں مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا اور مجھے قائم مقام ناظم اعلیٰ نامزد کرایا۔ پھر مناسب وقت ملنے پر انہوں نے گوجرانوالہ ہی میں مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد کرایا۔ جس میں مجھے باقاعدہ طور پر ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

میں نے ناظم اعلیٰ کی حیثیت میں شیخ الحدیث کو بطور امیر کیسا پایا؟ ہماری جماعتی تاریخ میں اس سے پہلے کئی مرتبہ وقت کے امیر اور ناظم اعلیٰ میں اختیارات اور ترجیحات کے حوالہ سے تھوڑی یا زیادہ کشمکش دیکھنے میں آتی رہی ہے۔ لیکن میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ ہمارے درمیان ایسی کسی کشمکش کا شائبہ تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا اور اس کا بہت زیادہ کریڈٹ حضرت شیخ الحدیثؒ کو جاتا ہے۔ وہ ساتھیوں کے کام میں رکاوٹیں ڈالنے اور ان کی حوصلہ شکنی کے قائل نہیں تھے۔ ضرورت پڑنے پر مگر کبھی کبھار مفید مشورہ ضرور دیتے اور رہنمائی بھی کرتے۔ لیکن ہر وقت کی روک ٹوک سے پرہیز فرماتے۔ ان میں جماعتی معاملات' کام اور ترقی کے لئے فکر مندی تھی۔ اور یہی فکر وہ ساتھیوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اچھے کام' اچھی گفتگو اور بین الجماعتی میٹنگوں میں اچھی کارکردگی پر بڑی فراخدلی اور کھل کر اظہار تحسین کرتے۔ لیکن غلطیوں' کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کی نشاندہی میں کوئی رعایت نہ کرتے۔ وہ ہر لحاظ سے ایک قابل اور موثر امیر تھے۔ اس بات پر اکثر اظہار افسوس فرماتے کہ گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ زیادہ جماعتی دوروں اور پروگراموں میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن ان کی مؤثر رہنمائی اور جماعتی امور میں ان کی بے پناہ دلچسپی کی وجہ سے ہمیں کبھی یونہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہماری ہر سرگرمی میں پوری طرح شریک ہیں۔ میں اور مرکزی کابینہ کے سارے ساتھی ان کی بزرگانہ شفقت' تدبر' لگن اور مستقل مزاجی کو اپنا قیمتی اثاثہ اور مضبوط سہارا سمجھتے تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ اور ان کے ساتھیوں' خصوصاً حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانیؒ کی شہادت سے پیدا ہونے والے بحران سے تو جماعت بحمد اللہ نکل گئی اور مناسب رفتار سے اپنی منزل اور ہدف کی طرف از سر نو جادہ پیما ہوئی۔ لیکن اب اسے ایک اور بحران کا سامنا کرنا پڑا ہمارے کچھ نوجوان اچھی طرح جانتے تھے کہ جس سانحہ کے تانے بانے بیرون ملک تک پہنچتے ہوں۔ اس کی تفتیش اور مجرموں کی نشاندہی پاکستان جیسے ملک میں ممکن نہیں اور ماضی کی ایسی کئی سفاکیوں کا سراغ نہیں ملا۔ انہیں یہ معلوم تھا کہ قاتلوں کی گرفتاری کے لئے تحریک کو غیر معینہ مدت تک چلانے کے لئے جس تربیت وقوت کی ضرورت ہے' ابھی ہماری جماعت اس کی متلاشی تھی۔ لیکن ان کا اصرار تھا کہ یہ تحریک لامتناہی اور غیر مختتم انداز میں چلتی رہے۔ اور اس سے اس کا اصل مقصد نہ بھی حاصل ہو تو انہیں اپنا سیاسی چسکا اور لیڈری کا شوق پورا کرنے کا موقع ملتا رہے۔ خواہ جماعت کے اصل اہداف خصوصاً مسلکی تبلیغ واشاعت کے فریضہ کی طرف توجہ دینے کے لئے اسے وقت نہ ملے اور اس کی ساری توانائیاں ایک ہی سمت پر استعمال ہوتی رہیں۔ جبکہ قائدین ایک طرف قاتلوں کی گرفتاری چاہتے تھے۔ اور اس مقصد کے لئے تحریک کے نتیجہ خیز دباؤ کے ذریعہ اچھے اور اپنی مرضی کے تفتیشی افسروں کی تقرری کا مقصد بھی انہیں حاصل ہو رہا تھا۔ دوسری طرف وہ اپنی جماعت کی تربیت' افتاد طبع اور قوت وصلاحیت کا درست (نہ کم نہ زیادہ) اندازہ بھی رکھتے تھے۔ اور تیسری طرف جماعت کے اصل اہداف کی طرف توجہ اور پیش رفت بھی انہیں مطلوب تھی۔ اس لئے وہ غیر مختتم' لاحاصل اور صرف سیاسی انداز کی تحریک بے مقصد طور پر چلاتے رہنے کی بجائے اسے کوئی مناسب موڑ دینا چاہتے تھے۔ لیکن مذکورہ نوجوانوں نے وقت کی جذباتی فضا سے فائدہ اٹھا کر ماحول کو تلخ بنا دیا اور بے بنیاد اور ناجائز الزام تراشی کر کے مشکلات کھڑی کر دیں۔ اس موقع پر ہمارے اکابر کسی حد تک گھبراہٹ کا شکار ہو گئے اور ان نوجوانوں کی نظم وضبط' اخلاقی اور جماعتی وقار کے منافی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکات کے باوجود ''مصلحت'' اور نرمی کی تلقین کرنے لگے۔ لیکن شیخ الحدیثؒ نے اس موقع پر بھی ثابت قدمی اور استقلال اور پامردگی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے پورے حوصلہ اور جرأت سے مضبوط موقف اختیار کیا اور اپنا پورا وزن باغی نوجوانوں کے فتنہ کی سرکوبی اور ان کے جمعیت سے اخراج کے حق میں ڈالا۔ حالانکہ ان میں ان کی اپنی گوجرانوالہ کی جماعت کے بعض اعیان واکابر کے بیٹے اور چہیتے شامل تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے ان پرانے ساتھیوں کے ساتھ محبت اور ان کی مقامی اہمیت کے باوجود حق بات کہی اور حق کا ساتھ دیا۔

جماعت کے دونوں بڑے گروپوں کی صلح اور اتحاد کے لئے کئی کوششیں ہوتی رہی تھیں بالآخر اللہ کے فضل وکرم سے اگست 90ء میں جماعت متحد ہوگئی اس اتحاد کو ممکن بنانے میں بھی حضرت شیخ الحدیثؒ کا کردار بڑا نمایاں اور انتہائی بے غرضی پر مبنی تھا۔ مذاکرات اور گفتگو میں لوگ اکثر ان کے سخت اور مضبوط موقف سے خائف رہتے تھے۔ لیکن صلح واتحاد کے مذاکرات میں انہوں نے کسی بے جا سختی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ جامعہ سلفیہ وغیرہ بعض معاملات کے متعلق ان کا موقف اصولی تھا۔ اور اس کا موثر اظہار بھی انہوں نے فرمایا۔ لیکن صلح کے مجموعی مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے غیر معمولی لچک اور تحمل سے بھی کام لیا۔ ان کے اخلاص اور بے غرضی کا واضح ثبوت یہ تھا کہ انہوں نے متحدہ جمعیت میں کوئی ایک عہدہ قبول کئے بغیر نہ صرف اتحاد کو ممکن بنایا بلکہ اسے کامیاب کرنے کے لئے پوری کوشش بھی کرتے رہے۔

جماعتی صلح کے بعد حضرت موصوفؒ کے کردار کا ایک اور انتہائی خوبصورت اور اونچا پہلو سامنے آیا۔ انہوں نے فریق ثانی کے ساتھ اپنی ماضی کی رنجشوں اور شکایتوں کو یکسر فراموش اور دفن کر دیا۔ محترم میاں فضل حقؒ بھی بڑے کھلے دل کے ساتھ بار بار اس چیز کا اعتراف کیا کرتے تھے کہ مولاناؒ ان لوگوں میں بڑے پیش پیش تھے جنہوں نے ماضی کو بھلا کر مومنوں اور اچھے انسانوں کی طرح باہمی تعلقات کو نبھایا اور سابقہ گروپوں کی سوچ سے بالاتر ہو کر جماعت کو متحد ومضبوط کرنے اور رکھنے میں مؤثر کردار انجام دیا۔

اتحاد کے بعد طے شدہ عبوری عرصہ گذرنے پر نئی رکن سازی اور جماعت بندی ہوئی۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیثؒ کا بے مثال مومنانہ مخلصانہ کردار ایک مرتبہ پھر اپنے پورے حسن کے ساتھ سامنے آیا۔ میاں فضل حقؒ سمیت دوسرے گروپ کے سرکردہ افراد اس وقت تک مولاناؒ کی صلاحیتوں کے قائل ہو چکے تھے۔ اور اگر وہ امارت حاصل کرنا چاہتے تو کیفیت یہ تھی کہ اپنا سابقہ گروپ تو ان کے علاوہ کسی اور کو منصب امارت پر دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر دوسرے حضرات بھی (ایک آدھ استثناء کے علاوہ) بڑی خوشدلی سے ان کی قیادت وامارت پر راضی ہوسکتے تھے۔ لیکن حضرت مولانا نے ایک ہی بات کہی کہ وہ اپنی صحت خصوصاً گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے زیادہ نقل وحرکت نہیں کرسکتے اور اس طرح امارت کی ذمہ داریوں سے انصاف نہ کرسکیں گے۔ پھر انہوں نے میرے نہ چاہنے کے باوجود میری امارت کی تجویز دی اور اس پر اصرار کیا۔ ان کا کمال یہ تھا کہ میاں فضل حقؒ نے اپنی جماعتی سنیارٹی اور بزرگی کے باوجود اس تجویز کو قبول کیا۔ تاہم اس بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں میاں صاحب مرحوم کو کریڈٹ نہ دینا بھی زیادتی ہوگی۔ کیونکہ دوسری طرف وہ لوگ بھی تھے جو اپنی امارت کے سوا اور کسی تجویز پر غور کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے۔

جیسا کہ شروع کی سطور سے واضح ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ عرصہ دراز سے جمعیت اہلحدیث کی سرپرستی فرمارہے تھے۔ 1973ء کی جماعتی تشکیل میں بھی وہ رسمی عہدہ کے بغیر جماعت کی پشت پر قوت محرکہ اور اس کے عملاً سرپرست تھے۔ پھر علامہ صاحبؒ اور میرے ساتھ ان کی امارت کا طویل دور رہا۔ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے بھی وہ غیر اعلانیہ اور عملی سرپرست رہے۔ میری' میاں فضل حقؒ اور باقی ساتھیوں کی رہنمائی' مدد اور سرپرستی کرتے رہے۔ اس لئے میرے امیر منتخب ہونے کے بعد ہم نے ''حق بحق دار رسید'' کے مصداق انہیں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کا رسمی سرپرست بنانے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ وہ اس بات کے خواہش مند نہیں تھے' بلکہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ ''سرپرست'' وہ ہوتا ہے ''جو کچھ نہ ہو'' لیکن ہمارے اصرار پر انہوں نے اس تجویز کو ''شرف قبولیت بخشا'' اور ہم نے بھی دستور میں ترمیم کر کے طے کیا کہ سرپرست '' کچھ نہ ہونے'' سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جمعیت کے تمام باہمی معاملات میں اس سے مشورہ ضرور ہوگا اور وہ تمام اہم مرکزی اجلاسوں میں عزت واحترام کے ساتھ شرکت کرے گا۔

جب تک مولانا مرحوم کی صحت نے اجازت دی' وہ باقاعدہ جماعتی اجلاسوں اور مشوروں میں شریک ہوتے رہے۔ اگر ہم رہنمائی اور مشورہ کے لئے گوجرانوالہ حاضر ہوتے تو انہوں نے ہمیشہ بڑی خوشدلی سے اور دیگر تمام مصروفیات ترک کر کے ہمیں وقت دیا۔ ہمیں جب بھی کوئی الجھن پیش آتی' ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے تدبر وفراست اور بلند نظری ہمارے کام آتی۔ دوسری طرف صحت زیادہ خراب ہونے تک وہ بھی شاید ہی کوئی مرکزی اجلاس سے غیر حاضر رہے ہوں گے۔ ہمیشہ وقت پر آتے اور امیر سمیت لیٹ ہونے والوں کی جواب طلبی سے گریز نہ فرماتے۔ جماعتی کام میں سستی اور کوتاہی کسی کی کیوں نہ ہو انہیں سخت ناگوار گذرتی تھی اور اس پر وہ کسی خوف اور رعایت کے بغیر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ مرکزی دفتر کی تعمیر شروع کرنے میں بوجوہ تاخیر ہوئی تو انہوں نے متعدد دفعہ سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ افسوس جب یہ کام تیزی سے شروع ہوا تو ان کی صحت خراب ہو چکی تھی۔ لیکن وہ طبی مشورہ یا کسی ضرورت سے جب بھی لاہور آتے تو حافظ عمران صاحب وغیرہ صاحبزادوں یا ساتھیوں کو اس کے قریب رکنے کا اشارہ کرتے اور اپنی خوشی کا اظہار کئے بغیر نہ رہتے۔

ہماری وہ بڑی یادگار مجلسیں تھیں' جن میں حضرت شیخ الحدیثؒ بطور امیر اور پھر بطور سرپرست شرکت فرماتے رہے۔ سرپرستی کے زمانہ میں بھی ''صدارتی'' اور آخری خطاب انہیں کا ہوتا تھا۔ اور حقیقت میں حرف آخر ہی ہوتا تھا۔ قرآن وحدیث اور اسلامی تاریخ کے واقعات سے مزین ان کی مدلل ومؤثر گفتگو بھولنے والی چیز نہیں ہے۔ ان کی صائب رائے سے شاذونادر ہی اختلاف ممکن تھا اور اگر اختلاف ہوتا بھی تھا تو ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل کی اپنی جگہ مضبوطی پھر بھی متاثر کرتی تھی۔

جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر اور مختلف ادوار میں اس کے عملی اور رسمی سرپرست کی حیثیت میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے یقیناً بڑی وقیع اور قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور اپنی بے پناہ صلاحیتوں کو اس کی ترقی کے لئے خوب کھپایا۔ سچی بات یہ ہے کہ ان کی شفقت' تدبر' رہنمائی' جرأت' مستقل مزاجی' ثابت قدمی' پامردی' حق گوئی' گفتگو' لگن' بے غرضی اور اخلاص ایسی خوبیاں تھیں جن کا ایک ہی شخصیت میں بے مثال اجتماع اللہ کی ایک خاص نعمت تھی۔ جو ہمیں میسر تھی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کی جماعتی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

بقیہ چند یادیں.........چند باتیں

اس وقت سے آج تک اداسی ہے کہ جاتی ہی نہیں۔ غم کی بارش میں جئے تو جاتے ہیں مگر یہ جینا کیا جینا ہے۔ دنیا ہمارے لئے اندھیر ہے میں اداس' گھر والے اداس' بچے اداس' ہر سو ویرانی کا عالم ہے۔

وہ ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

زخم گہرا لگا ہے اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے۔ میری چھوٹی بیٹی ابھی تیسری کلاس میں پڑھتی ہے اسے اپنے دادا سے بہت پیار تھا۔ وہ بھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے اس کی بھولی بھالی باتیں سن کر ہنستے وہ جب اداسی میں کہتی ہے کہ۔

یا رب وہ ہستیاں کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

تو ماحول کچھ اور گھمبیر ہو جاتا ہے۔ ابھی تو کچھ لکھنے پر دل آمادہ نہیں تھا مگر محترم بشیر انصاری صاحب کے حکم پر دل کا دکھڑا لکھ دیا ہے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے کہ ہمارے لئے اور خصوصاً والدہ محترمہ کیلئے صبر اور صحت کاملہ کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ **اللهم اغفرله. وارحمه وعافه واعف عنه. اللهم اجعل قبره روضة من رياض الجنة.**

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا...... عظیم تر افکار بھی کردار بھی!

تحریر: جناب میاں محمد جمیل ناظم مرکزیہ

حقیقی کردار اور اعلیٰ افکار کی تعریف یہ ہے کہ اعلیٰ اصولوں پر استوار ہونے کے ساتھ ان میں کوئی بناوٹ، کسی قسم کا تصنع اور ان کے عقب میں ذاتی مفاد وابستہ نہ ہو۔ ان گنت مذہبی پیشوا، سیاسی زعماء حتیٰ کہ میدان کارزار میں کٹ مرنے والے بھی ایسے ہوا کرتے ہیں کہ جن کے نعروں اور دعوؤں کے پیچھے لیڈری کا شوق، منصب کا حصول اور دولت کی ہوس کا ایک طوفان برپا ہوتا ہے۔

جو حالات کی مجبوری کے تحت درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے ان کے ہاں اسباب اور وسائل کی فراوانی کا عالم یہ ہے کہ اچھے بھلے سرمایہ دار بھی انہیں حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی کے بقول " کل کے درویش کروڑوں کے مالک ہونے کے بعد اربوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہ اصحاب اسباب و وسائل اور ذہانت کے بل بوتے، ہٹو بچو کے حصار میں رہ کر مصنوعی زہد و تقویٰ کا نقاب اوڑھے ہوئے بظاہر کامیاب زندگی گزار رہے ہیں " مولانا پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عظیم تھا کہ وہ ہر اعتبار سے بناوٹ اور خود ساختہ پن سے مبرا تھے۔ رہن سہن میں بناوٹ نہیں اور نہ ہی ان کے افکار و کردار کے ایوان پر تکلف کی کوئی تختی آویزاں تھی۔ فرق صرف یہ تھا۔ ان سے دور رہنے والا ایک رعب اور خوف محسوس کرتا اور جو ان کے قریب ہوا وہ اپنائیت میں آگے ہی بڑھتا چلا گیا بشرطیکہ وہ بڑے پن اور آداب کی چاہت سے پرہیز کرنے والا ہو۔ کیونکہ نہ انہیں بڑے بڑے القاب کی آرزو اور نہ ہی تعریف و ستائش سننے کا شوق۔ ان سے بھی بے جا تعریف کی توقع کرنا احمقوں کی سرزمین پر قدم رکھنے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ آئیں فکر و عمل کے اسی زاویے سے ان کی حیات مستعار کا تذکرہ شروع کرتے ہیں

عقیدت واحترام اور جماعتی معاملات میں مشاورت کے لئے اکثر ان کے ہاں حاضری کا شرف پایا کرتا تھا۔ دروس و تدریس کی مصروفیات اور جامعہ کی نگرانی کے سلسلے میں کئی سال سے حضرت نے چوک نیائیں کے دفتر میں ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ گھٹنوں کی تکلیف کے باعث ہفتہ میں ایک آدھ دفعہ ہی گھر جانا ہوتا۔ اسی دفتر میں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اچانک کیا دیکھتا ہوں ایک طرف تقریب بخاری کے فل سائز اشتہارات کا بنڈل پڑا ہے۔ جس پر تین چوتھائی کے قریب مولانا محترم کا نام لکھا ہوا تھا۔ دائیں بائیں دوسرے علماء کے ساتھ حضرت حافظ عبدالمنان صاحب کا نام نمایاں دکھائی دیا۔ میں نے عرض کیا اس اشتہار کے مطابق درس بخاری کی تاریخ تو گزر چکی ہے۔ کیا یہ تقریب ملتوی ہوگئی تھی۔ جسکی وجہ سے یہ اشتہار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑ کے توں پڑے دکھائی دیتے ہیں۔ مولانا نے میری بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کسی اور عنوان پر ارشادات فرمانے شروع کئے۔ میں نے اپنے چھوٹے پن کی وجہ سے موقع پاتے ہی اپنی اس بات کا اعادہ کیا۔ کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ تقریب تو ہو چکی ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ پھر اتنے اشتہار کیوں اس طرح پڑے ہیں۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرماتے ہیں' دیکھتے ہو! کہ اس اشتہار میں درس بخاری تو حافظ عبدالمنان صاحب نے دینا تھا مگر ان کا نام میرے نام سے باریک لکھا گیا ہے۔ میری طبیعت نے یہ بات گوارہ نہیں کی' اس لئے میں نے نیا اشتہار چھپوا کر تقریب بخاری کا اہتمام کروایا ہے۔'' ان صلوتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ''

1968ء نے ابھی فروری کا سفر طے کیا تھا کہ شیخ القرآن والحدیث امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ نے شاہراہ دنیا کا سفر چھوڑ کر جنت کا راستہ اختیار کیا۔ گوجرانوالہ میں میرا یہ پہلا تعلیمی سال تھا۔ مولانا عبداللہ دال بازار کی جامع مسجد کے کامیاب خطیب اور جامعہ محمدیہ جو اس وقت جامعہ شرعیہ تھا کے ناظم اور بانی تھے اسے کامیابی کے ساتھ چلا رہے تھے۔ نہ بجٹ کی کمی اور نہ ہی کسی قسم کا انتظامی بحران۔ جامعہ شرعیہ چند ہی سال میں ملک بھر کے مدارس میں ایک نام اور مقام پیدا کر چکا تھا۔ حضرت سلفی صاحب کی وفات کے بعد جامع چوک نیائیں میں ملک کے نامور خطباء کے خطبات جمعہ رکھے گئے۔ مگر حضرت سلفی صاحب کا خلا پر کرنے میں کسی حد تک بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر گوجرانوالہ کی جماعت نے شیخ الحدیث سے درخواست کی کہ آپ سلفی صاحب کے منبر و محراب کی ذمہ داریاں اٹھائیں۔

کسی خطیب کے لئے اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا تھا کہ وہ عالم اسلام کی مسلمہ شخصیت اور اپنے استاد گرامی کی جانشینی کا شرف حاصل کرے۔ مگر شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب نے جامعہ محمدیہ کے وفد کو فرمایا میرے لئے اس وقت تک ممکن نہ ہوگا جب تک دال بازار کی جماعت آمادگی کا اظہار نہ کرے۔ کیونکہ ان لوگوں نے عسر یسر میں میرا ساتھ دیا ہے۔ میں بڑی مسجد کے شوق میں اپنے ساتھیوں سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ کئی ہفتے دونوں جماعتوں کے مذاکرات چلتے رہے۔ جب بات آگے بڑھی تو کچھ لوگوں نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ جس طرح آپ نے یہ ہماری فرمائش قبول کی ہے۔ اسی طرح ہماری یہ درخواست بھی قبول فرمائیں کہ دونوں جامعات کو یکجا کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ مطالبہ بھی ہوا کہ جامعات کے یکجا ہونے کی صورت میں جامعہ شرعیہ کی بجائے جامعہ محمدیہ نام ہونا چاہئے۔ یہ بڑا ہی مشکل اور کٹھن مرحلہ تھا۔ کیونکہ جامعہ محمدیہ چوک نیائیں کی مسجد میں چند کمروں پر مشتمل تھا۔ جبکہ جامعہ شرعیہ جی ٹی روڈ پر کئی ایکڑ زمین اور پر شکوہ عمارت پر محیط تھا اور پھر مولانا محترم کی جوانی کی محنتوں کا یہ ثمرہ تھا۔ لیکن شیخ الحدیث نے ایک لمحہ تامل کئے بغیر فرمایا کہ نام میں کیا پڑا ہے۔ اگر آپ اس طرح راضی ہیں تو آج کے بعد جامعہ شرعیہ کو جامعہ محمدیہ کے نام سے پکارا جائے۔

گوجرانوالہ کے محلہ حاجی پورہ میں مولانا محترم نے بچپن، جوانی اور اپنا بڑھاپا گزارا اس طرح مولانا نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساٹھ سال کے شب وروز اس گلی کوچے میں بسر کئے۔ پھر اسی محلے میں ہی دال بازار کی جامع مسجد میں مدت تک تدریس وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ وہ جسمانی طور پر پاور فل انسان، بے پناہ قوت فیصلہ ونافذہ کے مالک اور متحرک وفعال شخصیت تھے۔ ان کے ساتھی انتہائی بااثر اور طاقت ور ہونے کے باوجود انکے نہایت ہی جاں نثار تھے۔ مولانا محترم کو لوگ گوجرانوالہ کا بے تاج بادشاہ تصور کرتے تھے۔ اس اختیار اور اقتدار کے باوجود کوئی شخص بھی کردار کی کمزوری اور دیانت وامانت کے حوالے سے ان کی حیات مستعار کے دامن پر ایک معمولی نشان بھی نہیں دکھا سکا۔ آج کل تو خطابت کی دنیا میں یہ صورتحال ہے کہ کامیاب خطیب جماعت کے ساتھ چلنے کے لئے تیار نہیں اور باوسائل جماعتیں خطیب کی پروا نہیں کرتیں۔ جب کہ مولانا کا فرمان یہ تھا۔ کامیاب خطیب وہ ہے جو اپنے دامن کو ہر حال میں اخلاقی کمزوریوں اور دنیا کے لالچ سے پاک صاف رکھتے ہوئے حتی الوسع جماعت کو ساتھ لے کر چلے۔ خطابت کے حوالے سے بھی آپ کا کردار علماء کے لئے مشعل راہ ہونا چاہئے۔

جرات وبیباکی کی بے نظیر مثال

کردار کی یہی قوت تھی جسکی وجہ سے دولت کی چھنکار، منصب کی تمکنت، مغرور کی نخوت مولانا پر اثر انداز نہیں ہوا کرتی تھی۔ 1970ء صوبائی اور نیشنل اسمبلی کے الیکشن کا دور ہے۔ تمام جماعتیں اپنی اپنی استعداد کے مطابق حصہ لینے کے لئے تیاریاں کر رہی ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث نے بھی فیصل آباد، قصور اور دیگر حلقوں کے ساتھ گوجرانوالہ میں بھی اپنا امیدوار کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا۔ مقامی اور مرکزی جماعت کی امید نظر مولانا پر ٹھہری۔ بڑی مشکل کے بعد مولانا اس شرط پر آمادہ ہوئے کہ اگر مجھے انتخاب میں کھڑا کرنا ہے تو پھر حالات جیسے بھی ہوں مجھے بیٹھنے پر مجبور نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح کینڈیڈیٹ پر ہمیشہ کے لئے یہ الزام لگ جاتا ہے کہ یہ پیسے لے کر بیٹھ گیا تھا۔ جب الیکشن کی مہم اپنے شباب کو پہنچی (یاد رہے کہ اس الیکشن مہم کا دورانیہ چھ مہینوں پر محیط تھا) تو گوجرانوالہ کے ایک مسلم لیگی امیدوار جو برادری کے حوالے سے جماعت کی مرکزی قیادت کے قریب تھے۔ اس نے مرکز کے حوالے سے مولانا پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ آہستہ آہستہ مولانا کا گھیرا تنگ کیا جا رہا تھا۔ اب ایک طرف الیکشن کی بے پناہ مصروفیات اور دوسری طرف اپنے ہی مرکز کا پریشر اور حالات کا دباؤ اس قدر شدت اختیار کر چکا تھا کہ اگر کوئی اور عالم دین یا امیدوار ہوتا تو اس کے لئے بیٹھنے کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ لوگ معمولی تعاون کے بدلے جماعتوں کو زیر دست کر لیتے ہیں۔ اور کئی علماء اس کے لئے شرعی دلائل ہر وقت حاضر لئے پھرتے ہیں۔ آج تو بے شمار علماء چھوٹی سی رسید کے بدلے ذاتی' جماعتی موقف کو چھوڑ جانے میں عار محسوس نہیں کرتے۔

متاعِ دین دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مولانا بے سروسامانی کے عالم میں پوری استقامت کے ساتھ میدان عمل میں ڈٹے ہوئے تھے۔آخر کار گوجرانوالہ کے صنعتکار اور جامعہ محمدیہ کے بھرپور معاون اکٹھے ہوئے کہ مولانا کو مسلم لیگی امیدوار کے حق میں بٹھایا جائے۔عشاء کا وقت اور جامع چوک نیائیں کی دوسری منزل میں ہونے والے مذاکرات کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

وفد: مولانا یہ کفر اسلام کی جنگ ہے۔

مولانا: اسی بنیاد پر میں الیکشن میں حصہ لے رہا ہوں۔

وفد: مولانا اگر ہم منتشر رہے تو سوشلزم جیت جائے گا۔

مولانا: واقعی ہمیں متحد ہو جانا چاہیے۔

وفد: مولانا اس لئے آپ ہمارے حق میں بیٹھ جائیں۔

مولانا: آپ یہ بتائیں کہ سوشلزم کے خلاف ایک عالم دین بہتر جنگ لڑ سکتا ہے یا کوئی دوسرا شخص؟

وفد: مولانا اسمبلی میں تو انگلش بولی جاتی ہے۔

مولانا: یہ انگریز کا کلچر تو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں۔تاہم آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہاں اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں گفتگو کرنے کی اجازت ہے اور ننانوے فیصد ممبر اردو میں تقریریں کرتے ہیں۔

وفد: چاپلوسی کے انداز میں،اس منبر سے تو ہمیں ہمیشہ راہنمائی ہی ملتی رہی ہے۔اس لئے ہم توقع کرتے ہیں...............

مولانا: میں اسی روشنی کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ آپکو اسلام کی حمایت میں ایک عالم دین کے حق میں بیٹھ جانا چاہیے۔

سناٹا اور خاموشی کا عالم

وفد: ایک شخص طیش میں آ کر کہتا ہے کہ مولانا ہم جیت چکے ہیں اور آپ ہار جائیں گے۔(یاد رہے یہ کینڈیڈیٹ بری طرح ہار گیا تھا)

مولانا: اگر آپ جیت چکے ہیں تو میرے پاس کیا لینے آئے ہیں۔

وفد: (پورے زور سے) اس طرح تو آپ کا مدرسہ بند ہو جائے گا۔

مولانا: ہرگز نہیں۔دنیا کی کوئی طاقت اس مدرسے کو بند نہیں کر سکتی۔خدانخواستہ اگر یہ مدرسہ اسلام کی پشت بانی میں رکاوٹ بنے تو اسے کل کی بجائے آج ہی بند ہو جانا چاہیے۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بھی بوئے اسد اللّٰہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے پناہ حب الوطنی اور ملت کی فکر مندی

بے شمار سیاسی اور مذہبی راہنماؤں کی مجالس اور انکے ساتھ طویل ترین سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جو راہنمائے قوم، ملت اور وطن عزیز کے حق میں بیانات کے دریاؤں میں تڑپتے اور ڈبکیاں لیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں اکثریت کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی نجی زندگی میں وطن عزیز کے قیمتی اور عزیز ترین مفاد کو اپنے معمولی، حقیر اور عارضی فائدے پر قربان کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مذہبی طبقے کو تو قریب سے دیکھتے ہوئے عرصہ بیت چکا ہے۔ یہاں تو بے شمار ایسے علماء اور پیشوا موجود ہیں کہ جنہوں نے سب کچھ اس ملک کے حوالے سے حاصل کیا لیکن وہ اس پیارے وطن کی تشکیل کے بارے میں محبت بھرے جذبات تو درکنار اچھے الفاظ کہنے میں بھی تکلف محسوس کرتے ہیں۔ اور جب کبھی سرزمین وطن پر مشکل لمحات وارد ہوتے ہیں وہ برملا کہتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی پاکستان کے حق میں نہ تھے۔ مدارس اور مذہبی طبقے کی زبان پر یہ الفاظ تکیہ کلام کے طور پر ادا ہوتے ہیں۔" کہ اگر ملک میں قرآن وسنت کا نفاذ نہیں ہوتا تو یہ ملک جہنم میں جائے ہمیں اس کی کیا پروا ہے"؟ عقل وفکر سے عاری درویش ان جملوں پر سر سے پاؤں تک جھومتے، جھولتے اور داد دیتے ہوئے غیرت ایمان کا مظہر جانتے ہیں۔ جبکہ مولانا کا نقطۂ نگاہ یہ تھا، بلاشبہ یہ ملک اسلام کے لئے معرض وجود میں آیا اس کے لئے مال جان اور عزت وآبرو کی لاتعداد قربانیاں پیش کی گئیں مگر اس کا یہ معنی نہیں کہ اس میں اب تک اسلام نافذ نہیں ہوا تو ملک کی حفاظت سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جس طرح نفاذ اسلام ہمارے ایمان کا حصہ ہے اسی طرح ہی وطن عزیز کی حفاظت ہماری جان کا جز ولاینفک ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں پر آفت آئے تو وہ پاکستان کو اپنی پناہ گاہ سمجھیں۔ کشمیریوں پر مظالم ڈھائے جائیں تو پاکستان ان کے لئے امن وامان کا گہوارہ ثابت ہو۔ افغانستان کے مسلمانوں پر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹیں تو وہ پاکستان کو اپنا سمجھ کر پناہ گزیں ہوں۔ مولانا فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدانخواستہ وطن عزیز کو نقصان پہنچا تو ہم اور ہماری بہو بیٹیاں کہاں پناہ حاصل کرینگی۔ اس لئے وہ پاکستان کے بارے میں بڑے گہرے جذبات اور ٹھوس نظریات کے حامی تھے۔ یقین جانئے میں نے آج تک بہت کم مذہبی اور سیاسی راہنماؤں میں وطن کے حوالے سے اس قدر پرخلوص جذبات دیکھے اور محسوس کئے ہیں۔ مولانا کی سوچ ملک کی سرحدوں تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ وہ ملت کے حوالے سے آفاقی سوچ کے حامل انسان تھے۔ ایک دفعہ صلیبی جنگوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جب یہ واقعہ ان کی نوک زبان پر آیا کہ ایک انگریز جرنیل شہید اسلام صلاح الدین ایوبی کی قبر پر پہنچ کر ان کی قبر کو پاؤں کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہتا ہے۔ او صلاح الدین! میں پھر آگیا ہوں ہمت ہے تو اٹھ کر مقابلہ کر۔

ابھی یہ الفاظ پوری طرح ادا نہیں کر پائے تھے کہ مولانا اس قدر ہچکی بندھ کر رونے لگے کہ پوری محفل زار زار ہوگئی۔ اور ایسی ہی کیفیت ان پر اس وقت بھی طاری ہوتی تھی جب وہ ہسپانیہ کی تاریخ کا ذکر کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ بالخصوص سسلی کے مقام پر علامہ اقبال کا یہ مرثیہ پڑھتے تو سفر کے دوران کئی میل تک ساتھیوں پر سنانے کا عالم ہوتا۔ چند اشعار آپ بھی ملاحظہ فرمائیں.........

صقلیہ

(شاعر مشرق علامہ اقبالؒ)

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونناب بار — وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار
تھا یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا کبھی — بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی
زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے — بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے
غلغلوں سے جس کے لذت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہے؟
آہ اے سسلی! سمندر کی ہے تجھ سے آبرو — رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تو
تو کبھی اس قوم کی تہذیب کا گہوارہ تھا
حسن عالم سوز جس کا آتش نظارہ تھا
نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر — داغ رویا خون کے آنسو جہاں آباد پر
آسمان نے دولت غرناطہ جب برباد کی — ابن بدروں کے دل ناشاد نے فریاد کی
غم نصیب اقبال کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا
میں ترا تحفہ سوئے ہندوستاں لیجاؤں گا
خود یہاں روتا ہوں اوروں کو وہاں رلواؤں گا

اسی جذبہ حب الوطنی کی وجہ سے وہ پیپلز پارٹی کے مقابلے میں نواز شریف کی حمایت میں اس قدر آگے چلے جاتے کہ لوگ حیران ہو کر کہا کرتے تھے کہ مولانا کو نواز شریف سے کوئی مفاد بھی درکار نہیں لیکن اس کی حمایت میں اس قدر سرگرم عمل کیوں ہیں؟ انہی کے خطبات جمعہ کا اثر تھا کہ گوجرانوالہ میں پیپلز پارٹی کا سیاسی قلعہ ریزہ ریزہ ہو گیا' جس کا اعتراف گوجرانوالہ کے ایم-پی-اے، ایم-این-اے برملا کیا کرتے تھے۔

بے پناہ اخلاص کے پیکر قوموں اور جماعتوں کی زندگی میں ایسے واقعات شاذ و نادر ہی ملا کرتے ہیں کہ ایک شخص ہر اعتبار سے منصب کے اہل ہو۔ لوگ اسے قائد اور قیادت کے منصب پر دیکھنا بھی چاہتے ہوں لیکن وہ اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی دوسرے کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ اس کی نظیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ میں بالخصوص مذہبی جماعتوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ ہماری جماعت کی زمین اس سلسلہ میں زیادہ زرخیزی کا مظاہرہ نہیں کر پاتی۔ جماعتی تاریخ میں فقط مولانا محترم کی ہی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جماعتی انتخابات میں اکابرین جماعت کے اصرار کے باوجود شیخ الحدیث نے یہ کہہ کر منصب امارت سے معذرت کی کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں اس لئے میری جگہ پروفیسر ساجد میر کو امیر منتخب کیا جائے کیونکہ ان کی ذات دینی اور دنیاوی علوم کا سنگم اور ان کی عمر اور صحت اس قابل ہے کہ وہ جماعت کی گاڑی کو تیزی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن کر سکیں۔ پھر شیخ الحدیث منصب سے الگ ہونے کے باوجود زندگی کے آخری لمحہ تک جماعت کے ساتھ ہر طرح کی راہنمائی اور تعاون فرماتے رہے۔

آج کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے اکثر قائد ضروری خیال کرتے ہیں کہ انکے جیتے جی ان کے سر پر دستار منصب بجی رہے اور ان کے رخصت ہونے کے بعد ان کی اولاد جماعت کی قیادت کے منصب پر فائز ہو قطع نظر اس کے اس میں صلاحیت ہو یا نہ ہو۔ اگر قیادت ممکن نہیں تو جماعت پر شخصی اور خاندانی تسلط تو بہر صورت ہونا چاہئے گویا کہ

موت سے پہلے آدمی نجات پائے کیوں؟

اللہ کا کرم دیکھئے کہ مولانا کے دامن کردار پر اس دھبے کا شائبہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ بے شمار لوگوں نے مولانا سے بارہا دفعہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنے بعد اپنے لائق اور ہونہار بیٹے حافظ عمران کو اپنا جانشین مقرر کر دیں۔ لیکن مولانا کا نقطۂ نظر یہ تھا بقول مولانا ارشاد الحق اثری۔

''میری ذمہ داری میری زندگی تک ہے اس کے بعد زندہ رہنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔ جو انہیں احسن طریقے سے پوری کرنی چاہئیں''۔ مولانا گفتار کی بجائے کردار کے آدمی تھے اس لئے انہوں نے یہ بھی عملاً ثابت کر دکھایا۔ بیماری کے آخری ایام میں جب ضعف و کمزوری کی وجہ سے بولنے میں دقت محسوس کرتے تھے تو گوجرانوالہ کی جماعت نے آپکی جانشینی کے لئے لکھ کر حافظ عبدالمنان اور صاحبزادہ حافظ عمران عریف کا نام پیش کیا۔ تو مولانا ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر حافظ عبدالمنان کو اپنے منبر پر جلوہ افروز ہونے کا شرف بخشتے ہیں۔ حالانکہ مولانا کے صاحبزادہ حافظ عمران جامعہ محمدیہ میں کامیاب مدرس اور عرصہ دراز سے دال بازار کی جامع مسجد کے منبر کو رونق بخش رہے ہیں۔ جہاں جامع مسجد چوک نیائیں سے قبل مولانا تیس سال تک خطیب رہے ہیں۔ یہی وہ کردار وافکار تھے جن کی وجہ سے انکا فیصلہ آخری اور ارشاد مستند سمجھا جاتا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدِ گرامیؒ چند یادیں چند باتیں!

تحریر۔ جناب میاں مجیب الرحمٰن

کل من علیھا فان

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے تو یہ خبر پورے عالمِ اسلام میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو جب کسی نے یہ خبر دی۔ تو انھوں نے تلوار نکال لی اور فرمایا کہ اب اگر کسی نے یہ بات کہی تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ یہ بات ہزار دفعہ سنی تھی مگر سمجھ نہیں آتی تھی کہ حضرت عمرؓ جیسے دلیر آدمی نے یہ بات کیوں اور کیسے کہہ دی؟

والدِ محترم موت کے دروازے پر

یہ بات 28 اپریل 2001ء کو اس وقت سمجھ میں آئی جب علامہ اقبال ہسپتال میں ڈاکٹروں نے تصدیق کی کہ آپ کے والد محترم مولانا محمد عبداللہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ یہ خبر سن کر میرے بھی پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ میرے بھی دل نے اسے تسلیم نہ کیا۔ میرا بھی دل چاہا کہ یہ بات کہنے والوں کی زبان کھینچ لوں۔

اب حضرت عمرؓ کی یہ بات سمجھ میں آگئی کہ انھوں نے بھی فرطِ محبت اور جوشِ عقیدت میں یہ کلمات کہے تھے۔ میرا اپنا خیال اسی طرح تھا۔ ہسپتال سے ڈسچارج کروانے سے لیکر تدفین کے آخری مراحل تک سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کیا۔ سارا دن ان کے چہرے کو بار بار دیکھتا رہا کہ شاید ابھی کوئی اشارہ کریں گے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں مجھے ہسپتال لے چلو۔ اور میں حسب معمول انہیں تسلی دوں گا کہ اباجی اب آپ کی طبیعت بہتر ہے۔ مگر وہ نہیں مانیں گے۔ پھر میں گاڑی منگوا کر انہیں ہسپتال لے جاؤں گا۔ مگر اس دن تو وہ بڑے سکون سے لیٹے رہے۔ نہ آنکھ کھولی نہ ہاتھ پاؤں کو جنبش ہوئی۔ نہ کوئی تقاضا تھا نہ کوئی مطالبہ نہ کوئی اشارہ۔ بس زبانِ حال سے یہی کہہ رہے تھے کہ جاپاگل کیوں جھوٹی آس لگائے کھڑا ہے؟

آج تو میری طبیعت واقعی بہتر ہے۔ آج تو میں بڑے سکون میں ہوں۔ آج میں تمام تکالیف سے آزاد ہو گیا ہوں۔ آج مجھے کسی ڈاکٹر، کسی ہسپتال، کسی دوائی اور کسی تیماردار کی ضرورت نہیں۔ آج تو مجھے بلاوا آیا ہے کہ **ارجعی الیٰ ربك راضية مرضيا** آج تو میں نے جس منزل کے لئے ساری زندگی جدوجہد کی ہے وہ مجھے مل گئی ہے۔ بالآخر وہی کچھ ہوا جو ہر انسان کا مقدر ہے اور جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے انسان پیدا ہوتا ہے۔ **کل نفس ذائقة الموت۔م**

خاندانی پس منظر میرے والد گرامی شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہؒ یوں تو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ خصوصاً اہلحدیث افراد کیلئے تو ان کی زندگی کھلی کتاب کی طرح ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے وہ عزت اور مقام دیا اور علم و دانش کی اس معراج پر پہنچے جس کی انسان صرف خواہش کر سکتا ہے۔ مگر اس مقام تک پہنچنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

شوق مطالعہ یہ مقام خاص اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں یہ منصب عطا کرتے ہیں۔ جو دن رات اس کے حصول کیلئے محنت کرتے ہیں اور یہ عام لوگ نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ جنہیں خدائے بزرگ و برتر ان کے خلوص' دیانت' ایمانداری اور شب و روز کی محنت کے صلہ میں یہ مقام عطا کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں دنیا کی ہوس طمع اور لالچ نہیں ہوتا اور یہی لوگ سید داؤد غزنویؒ' حافظ محمد گوندلویؒ' محمد اسماعیل سلفیؒ' احسان الٰہی ظہیر اور شیخ الحدیث مولانا عبداللہؒ بنتے ہیں۔ والد گرامی کی محنت اور لگن کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات نماز عشاء کے بعد کوئی کتاب لے کر بیٹھے ہیں۔ اور اس کے مطالعہ میں اتنے مگن ہوئے ہیں کہ صبح کی اذان ہونے پر کہا کہ ساری رات گزر گئی مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ ان کے علمی مقام' ان کے معرکۃ الآرا خطبات' ان کے درسِ قرآن' ان کا بیان حدیث' ان کی سیاسی بصیرت اور ان کے فن گفتگو کے متعلق تو ان کے بے شمار معتقدین لکھیں گے۔ میں تو صرف کچھ خاندانی پس منظر اور کچھ اپنی عقیدت کے پھول پیش کروں گا۔

بہن بھائی ہمارے والد گرامی پانچ بھائی اور چار بہنیں تھیں۔ ایک بھائی بچپن میں ہی شدید بخار میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے۔ باقی سب خیرت سے جوان ہوئے۔ شادیاں ہوئیں' صاحب اولاد ہوئے اور اپنی اپنی طبعی عمر گزار کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بھائیوں میں والد صاحب کو اپنے چھوٹے بھائی میاں عبدالرؤف سے بہت پیار تھا۔ دونوں بھائیوں میں دوستی بھی تھی۔ دونوں بھائیوں کی زندگی کا بہت سا حصہ اکٹھے بھی گزرا۔ چچا میاں عبدالرؤف کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ رسائل اخبارات بڑے شوق سے پڑھتے۔ مولانا مودودیؒ کی تفہیم القرآن کا مطالعہ کرتے اور پھر والدِ محترم سے مسائل سمجھنے کیلئے بحث بھی کرتے۔ غالباً 1954ء میں جب والد صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ تو بھائی نے بھائی کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان سے چھوٹے بھائی میاں محمد عباس تھے۔ جن کے ذمہ زمین کی دیکھ بھال تھی۔ اور وہ کاروبار میں واقعی بہت محنت کرتے والد گرامی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت باپ سے بھی زیادہ کرتے۔ میاں محمد عباس کار کے ایک حادثہ میں اپنی بیگم اور نوجوان بیٹے سمیت وفات پا گئے۔ تو والد صاحب بہت دنوں تک پریشان رہے۔

سب سے چھوٹے بھائی میاں عبدالحمید پاکستان ایئر فورس میں ملازمت کے بعد اب ریٹائرڈ منٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ چھوٹا بھائی ہونے کی حیثیت سے ان سے بہت پیار اور شفقت فرماتے۔ والدِ محترم کی وفات کے بعد ہمارے چچا کہہ رہے تھے کہ میں ان کے متعلق کیا لکھوں؟ وہ میرے بھائی بھی تھے اور باپ بھی تھے وہ میری دنیا بھی تھے میرا دین بھی تھے۔ میرا تو سارا سرمایہ ہی وہ تھے۔

دو بہنیں بڑی تھیں اور دو چھوٹی تھیں۔ بڑی بہنوں کی شادی کوٹ قاضی (گوجرانوالہ) ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک تو جلد وفات پا گئیں۔ دوسری بہن نے اللہ کے فضل سے تقریباً 80 سال کی عمر پائی۔ اس بڑی بہن سے والد گرامی کو بڑا انس تھا۔ ان کی بہت عزت کرتے۔ ان کا ہر طرح سے خیال بھی رکھتے۔ بڑی بہن کو بھائی سے بڑا پیار تھا۔ ہمارے خاندان میں صرف وہی انہیں عبداللہ کہہ کر پکارتی تھیں۔ چھوٹی دونوں بہنوں سے بہت پیار تھا۔ خصوصاً چھوٹی سے بڑی تھیں ان سے تو بہت محبت تھی۔ دونوں بہن بھائی گھنٹوں باتیں کرتے رہتے۔ اور بہن بھی ہر کام ان کے مشورہ سے کرتیں۔ بہنیں تو دونوں ہی بھائی پر فدا ہوتیں۔ صدقے واری جاتی تھیں بھائی کو دیکھ کر ماشاء اللہ ' سبحان اللہ پڑھتی رہتیں اور دعاؤں کے خزینے لٹاتی رہتیں۔

جب ان دونوں میں سے بڑی فوت ہوئیں تو والدِ گرامی بڑے غمگین ہوئے اور روتے رہے۔

اب تمام بہن بھائیوں میں سے ایک بھائی اور ایک بہن زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی اور صحت میں برکت عطا فرمائے آمین۔ بھائی سرگودھا رہتے ہیں اور چھوٹی بہن لندن رہتی ہیں۔ اکثر بیمار رہتی ہیں۔ والد صاحب کی وفات کا سن کر فوری طور پر پاکستان تشریف لے آئیں۔ جماعتی احباب سے گزارش ہے کہ ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمادیں۔

ولادت

والدِ محترم شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ 18 مارچ 1920ء کو چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام میاں عبدالرحمٰن اور دادا کا نام حافظ میاں علم الدین تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہی گاؤں چک نمبر 16 میں حاصل کی۔ قرآن پاک اور ترجمہ بھی پڑھا۔ مڈل کا امتحان چک نمبر 75 جنوبی کے مڈل سکول سے پاس کیا۔ مزید تعلیم کا شوق تھا۔ مگر اس وقت قریب کوئی ہائی سکول نہ تھا۔ 75 چک بھی ہمارے گاؤں سے دور تھا۔ وہاں بھی جانے کے لئے خاص گھوڑی رکھی ہوئی تھی۔ اگر اس خاص نسل (theropared) کی گھوڑی کی قیمت موجودہ دور میں لگائی جائے تو لاکھوں میں بنتی ہے۔ اب چونکہ ہائی سکول نہ تھا اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دادا جان چاہتے تھے کہ عبداللہ زمینداری میں میرا ہاتھ بٹائے۔ زمین اگرچہ اچھی خاصی تھی۔ مگر والد صاحب کو زمین داری کا شوق نہیں تھا اور خدا کو بھی کچھ اور ہی منظور تھا۔ اس لئے آگے کا حال والد گرامی خود بیان کرتے ہیں کہ "ہمارے آباؤ اجداد سب بریلوی مسلک کے تھے۔ میرے دادا قرآن مجید کے حافظ تھے ان کا نام حافظ میاں علم الدین تھا۔ ابتداء میں میرے دادا نے ملتان میں ایک چھوٹا سا مدرسہ بھی شروع کیا جس میں قرآن پاک حفظ و ناظرہ اور ترجمہ پڑھایا جاتا۔ اللہ نے ملتان میں دادا جان کو بہت عزت دی۔ وہاں کے بڑے بڑے خاندان آپ کے مرید ہو گئے۔ خصوصاً وہاں کا بھٹہ خاندان سر فہرست تھا۔ ان لوگوں نے دادا جان کو ملتان رہنے کی پیشکش کی کہ جتنی زمین آپ کو چاہیے ہم یہاں آپ کو دیتے ہیں۔ آپ یہیں رہیں مگر دادا نے کسی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ اور سرگودھا میں قیام کو ترجیح دی۔ دادا جان چونکہ پیر پرست تھے اور گولڑہ والوں کے مرید تھے۔ بعد میں وہی ہمارے خاندان میں پہلے اہلحدیث ہوئے۔ ان کے اہل حدیث ہونے کی کہانی بڑی عجیب ہے۔ وہ بتاتے تھے کہ میں ہر سال عرس پر بھی جایا کرتا تھا۔ لیکن ایک رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ یہ دنیا چٹیل میدان بن گئی ہے ہر طرف انسانوں کا ہجوم ہے گویا حشر کا میدان برپا ہے۔ اس ہجوم میں ایک طرف میں اور میرے بزرگ پیر مہر علی شاہ بھی کھڑے ہیں۔ یکایک آسمان سے کوئی چیز اترنا شروع ہوئی۔ تمام لوگ اسی طرف متوجہ ہوئے جوں جوں وہ چیز قریب آتی گئی تو لوگوں کا اشتیاق بڑھتا گیا۔ ہر کوئی چاہ رہا تھا کہ دوڑ کر اسے پکڑے جب وہ چیز اتری تو میں اور پیر مہر علی شاہ بھی اسے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن وہ چیز پیر صاحب کی بجائے میرے ہاتھ لگ گئی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے بہت سے علماء سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ ایک بزرگ نے میرا خواب سن کر میرا نام پوچھا میں نے کہا علم دین۔ میرا نام سن کر کہنے لگے کچھ دین کا علم بھی رکھتے ہو۔ میں نے کہا حافظِ قرآن ہوں اور قدوری بھی پڑھی ہے۔ کہنے لگے قرآن و حدیث پڑھو۔ جو چیز آسمان سے اتری تھی وہ اللہ کا نور تھا اور اللہ کا نور قرآن اور حدیث ہے۔ پھر میں نے قرآن و حدیث کا مطالعہ شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ اہلحدیث ہو گیا۔ گاؤں میں ہمارا گھر وہابی مشہور ہو گیا۔ گاؤں والوں کی مخالفت کا سامنا کیا۔

قانوناً وہابی نمبردار نہیں بن سکتا تھا

گاؤں کی نمبرداری اس وجہ سے جاتی رہی کہ قانوناً وہابی نمبردار نہیں بن سکتا تھا۔ ایک دفعہ گاؤں والوں نے مشہور کر دیا کہ ان وہابیوں کے ڈیرے پر تو قاتل اور مفرور آکر رہتے ہیں۔ تحقیقاتی ٹیم مقرر ہوئی۔ جب تحقیقاتی ٹیم انکوائری کیلئے ہمارے چک آئی تو پرائمری سکول میں تھانہ قائم کیا۔ ٹیم کے سربراہ نے اس وقت کے نمبردار کو کہا کہ اس شخص کو پیش کیا جائے جس پر قاتلوں اور مفروروں کو پناہ دینے کا الزام ہے۔ دادا حضور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب پیش ہوئے تو انسپکٹر نے چند لمحے انہیں غور سے دیکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر ان کو جھک کر سلام کیا۔ اور اپنی کرسی پیش کی اور کہا کہ محترم حافظ صاحب آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ مجھے بلا لیا ہوتا۔ دادا جان نے کہا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس پر یہ گاؤں والے الزام لگاتے ہیں۔ انسپکٹر ملتان میں آپ کا شاگرد رہ چکا تھا۔ اس نے انکوائری بند کی اور گاؤں والوں کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کی کہ ایک معزز آدمی پر ایسے الزام صرف وہابی ہونے کی وجہ سے لگاتے ہو۔

جامعہ محمدیہ میں داخلہ

بہت سی آزمائشیں اہلحدیث ہونے کی وجہ سے آئیں مگر دادا نے مسلک نہیں چھوڑا۔ اب انہیں شوق تھا کہ ان کی اولاد میں سے کوئی دین کا علم حاصل کرے۔ مگر اولاد میں سے تو ایسا نہ ہو سکا۔ اب میں نے مڈل پاس کیا تو دادا نے کہا کہ عبداللہ دین کا علم حاصل کرلے گا چنانچہ میرے دادا مجھے گوجرانوالہ جامعہ محمدیہ چوک نیائیں داخل کروا گئے۔ گھر کی سہولتیں چھوڑ کر مسجد میں آیا تو مجھے یہ ماحول اچھا نہ لگا استادوں کی ڈانٹ کا عادی نہ تھا۔

نازک مزاج شاہاں تابِ سخن ندارد

جب یہ پتہ چلا کہ یہاں تو کھانا بھی مانگ کر کھانا پڑے گا تو میں چپکے سے گھر واپس چلا گیا۔ دادا بہت ناراض ہوئے مگر میں اپنی ضد پر قائم رہا کہ میں کھانا گھروں سے مانگ کر نہیں کھاؤں گا انہوں نے ہر طرح سے سمجھایا کہ تو مجھ سے جتنا خرچ چاہے لے لیا کر مگر پڑھ ضرور۔ چنانچہ وہ پھر مجھے گوجرانوالہ لے آئے۔ میرے ساتھ ایک لڑکا سلیم اللہ پڑھتا تھا۔ اس نے اس وقت میری ہمت بندھائی کہ یار تیرے حصے کا کھانا میں لے آیا کروں گا۔ تو اس وجہ سے مدرسہ چھوڑ کے نہ جا۔ اس طرح میری تعلیم کا دور شروع ہوا۔ میں اس سلیم اللہ کا احسان مند ہوں جس کی مدد سے دینی تعلیم میرے مقدر میں ہوئی۔

والدِ گرامی نے یہ باتیں متعدد مواقع پر ہمیں بتائیں۔ والد گرامی 1934 میں جامعہ محمدیہ میں داخل ہوئے۔ 1938ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل فرسٹ ڈویژن میں کیا پھر بخاری شریف پڑھی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کیلئے لکھنو چلے گئے۔ 1940ء سے 1942ء میں ہی عربی فاضل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم و فنون کی تعلیم بھی جاری رکھی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب گھر تشریف لائے تو بھائیوں نے شدید خواہش کا اظہار کیا۔ کہ ہماری زمین جو گاؤں کے قریب ہے اور بر لب سڑک ہے وہاں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے تاکہ آپ کے علم و فضل کا فیضان اس علاقہ کے لوگوں کو بھی پہنچے۔ مگر والدِ محترم نے غور و خوض کے بعد گوجرانوالہ کو ترجیح دی۔

جامعہ مسجد دال بازار میں

گوجرانوالہ میں جامع مسجد اہلحدیث دال بازار میں خطابت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ شروع کیا۔ اسی دوران آپ کے درسِ قرآن کا اس قدر چرچا ہوا کہ دور دور سے لوگ صبح آپ کے درس میں شریک ہوتے جو حاجی پورہ کی مسجد میں ہوتا۔ اور اسی دور میں دال بازار مسجد میں خطبہ جمعہ کے وقت انتشار ہوتا کہ تمام ملحقہ بازار بند کروا کر صفوں کا انتظام کیا جاتا۔ اسی دوران مختلف شہروں کی مختلف مساجد کی طرف سے خطابت کی پیشکشیں ہوئیں۔ کوٹھی' کار اور بھاری تنخواہ کی تمام پیشکشیں مسترد کر دیں اور گوجرانوالہ رہنے کو ترجیح دی۔

گوجرانوالہ میں ان کے زیادہ تعلقات کشمیری برادری سے رہے خصوصاً محلّہ حاجی پورہ کے بڑے بڑے پہلوان آپ کے معتقدین تھے۔ ان میں اچھا پہلوان شیر پاکستان' ضیاء پہلوان' سلیمان پہلوان' عبدالرحمٰن پہلوان' یعقوب پہلوان کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ جن کے ساتھ دوستانہ تعلقات رہے۔ ان میں میر صاحبؒ پہلوان' محمد حسین پہلوان' شریف پہلوان' عبداللہ پہلوان' (دلی پہلوان) حاجی کریم بخش صاحب سرِ فہرست تھے۔ ان تمام لوگوں نے مسلک کی سربلندی کیلئے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کی مساعی پر اجر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

کوئٹہ میں آمد غالباً 1962ء میں جب حکومت پاکستان کی طرف سے کوئٹہ میں ریفریشر کورس کے لئے اکیڈمی قائم کی گئی۔ تو والد صاحب بھی اس کورس میں شریک تھے۔ تین ماہ کے اس کورس میں پچیس جید علماء شامل تھے۔ ان میں بارہ علماء دیوبندی' بارہ علماء بریلوی اور اہلحدیث صرف ایک تھا۔ ان علماء میں مولانا غلام اللہ خاں راولپنڈی اور مفتی محمد حسین نعیمی (لاہور) بھی شامل تھے۔ ان تمام علماء میں سے اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کو یہ عزت بخشی کہ وہ سب علماء میں سے اول نمبر پر آئے۔ اور اہلحدیث کا سر فخر سے بلند ہوا۔ کوئٹہ میں ایک اور مقابلہ تقریری ہوا جس میں بڑے بڑے دانشور اور علماء نے حصہ لیا۔ والد صاحب اس مقابلہ میں بھی اول آئے۔ اتنی قابلیت دیکھ کر اکیڈمی کے ڈائریکٹر نے والد صاحب سے درخواست کی کہ آپ ہمیں تین ماہ اور دے دیں ہم نے آپ سے کتاب لکھوانی ہے۔ چنانچہ والد صاحب نے تین ماہ دے دیئے اور کتاب لکھ دی۔ وہ کتاب پتہ نہیں کس نام سے شائع ہوئی اور اس میں کس قدر معلومات تھیں جماعت کو چاہیے کہ وہ پتہ کر کے اس کتاب کا کھوج لگائے۔

والدِ گرامی کو بچپن میں ایک خواب آیا۔ فرماتے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ڈیرے پر کھیل رہا ہوں۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک اونٹنی جس پر عربی لباس پہنے ہوئے ایک شخص بیٹھا ہے۔ آسمان کی بلندیوں سے نیچے آ رہا ہے۔ زمین پر اتر کر اس عربی شخص نے وہ اونٹنی ہمارے ڈیرے پر آم کے درخت کے نیچے باندھ دی۔ میں بے اختیار ہو کر آگے بڑھا۔ اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹنی کا دودھ پی لیا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب میرے ذہن کے کسی گوشے میں محفوظ ہو گیا۔ جب میں نے دینی تعلیم مکمل کی تو ایک روز میں مسجد میں بیٹھا تھا۔ تو وہ خواب مجھے اچانک یاد آیا۔ میں نے سوچا یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا کہ میں نے آسمانی وحی کی تعلیم حاصل کی ہے۔

جہدِ مسلسل

محترم والد صاحب کی پوری زندگی ایک جہدِ مسلسل ہے۔ ابتدائی تعلیم سے لیکر شیخ الحدیث اور پھر سرپرست جمعیت اہلحدیث بننے تک کا سارا سفر جدو جہد اور مشکلات سے بھرا پڑا ہے۔ خصوصاً 1962ء سے لیکر 2001ء تک کا عرصہ تو بھرپور کوششوں کا زمانہ ہے۔ جامعہ شرعیہ کے قیام کا زمانہ بہت مشکلات کا دور تھا۔ جامعہ محمدیہ اور جامعہ شرعیہ کا ادغام' جمعیت اہلحدیث کی اساس' پھر جمعیت اہلحدیث کی تنظیم نو' جمعیت اہلحدیث کے اتحاد کے لئے ان کی کوششیں اور قربانیاں' ان کی ساری زندگی جماعت کا وقار بلند کرنے میں گزری۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی' کبھی پیچ و تاب رازی

مرکزی جامع مسجد اور محکمہ اوقاف

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد جب آپ نے جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں ذمہ داریاں سنبھالیں تو اپنے ہی بنائے ہوئے جامعہ شرعیہ کی قربانی دی۔ اور اس کا نام اپنے استاد کے مدرسہ جامعہ محمدیہ کے نام سے موسوم کر دیا۔ پھر پیپلز پارٹی کے دور میں جب اپنے ہی کرم فرماؤں کی چالاکیوں سے جامع مسجد اہلحدیث چوک نیائیں محکمہ اوقاف کی تحویل میں چلی گئی اور

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تو والد محترم اس وقت ڈٹ گئے کہ یہ مرکز اہلحدیث جہاں سے کلمۃ الحق بلند ہوتا ہے کسی صورت بھی کمیونسٹوں کی حکومت کے حوالے نہیں کریں گے۔ اس وقت جب بڑے بڑے جماعتی ستون لڑکھڑا گئے اس وقت والدِ محترم جرات و استقامت کا پہاڑ بن گئے۔ حکومت وقت سے ٹکر لی۔ حکومت کے کرتوتوں پر کاری ضربیں لگائیں۔ عوام کو اپنا ہمنوا بنایا۔ اپنے خدا سے مدد مانگی۔ حسین پہلوان مرحوم کہنے لگے مولانا کل گورنمنٹ نے مسجد پر قبضہ کرنا ہے اب کیا ہوگا؟ حکومت کا مقابلہ کتنے دن کریں گے۔ والد مرحوم نے فرمایا پہلوان جی آپ کے منہ سے مایوسی کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ ان شاء اللہ یہ خدا کا گھر ہے یہاں **قال اللہ وقال الرسول** کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ یہاں حکومت کے ناپاک قدم ٹھہر نہ سکیں گے۔ پھر دوسرے دن ایک دنیا نے دیکھا کہ حق اس قدر مضبوط تھا اور باطل اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ کتنا کمزور ثابت ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اس حق وباطل کے معرکہ میں جن شخصیات نے حق کیلئے نمایاں کردار ادا کیا ان میں جناب عطاء اللہ بٹ مرحوم' ان کے بیٹے جناب حفیظ بٹ' جناب محمد حنیف بٹ' جناب محمد اسحاق پہلوان' جناب محمد حسین پہلوان اور دیگر جماعتی ارکان شامل تھے۔ جن لوگوں نے مسجد اوقات میں دلوانے میں کام کیا میں ان کا نام نہیں لیتا۔ اللہ ان کو بھی معاف کرے اور ان پر رحم کرے۔ جنہوں نے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور حق بات سر دار بھی کہی۔ اللہ ان کی مرقد کو نور سے بھر دے۔ آمین

ان کٹھن حالات میں بعض قریبی دوستوں نے مشورہ دیا کہ مولانا پیپلز پارٹی کے خلاف ذرا نرم رویہ اختیار کریں تاکہ مسجد اوقاف کی تحویل سے نکل جائے۔ مگر مولانا نے فرمایا کہ اگر مسجد و اگزار کروانے کے صلہ میں اعلائے کلمۃ الحق سے دستبردار ہونا ہے تو پھر مسجد گورنمنٹ کے پاس رہے یا آزاد ہو ایک ہی بات ہے۔ آخر کار حق کی فتح ہوئی باطل مٹ گیا۔

جماعتی زندگی میں ان کے قریبی ساتھی علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ' مولانا حبیب الرحمٰن یزدانیؒ' مولانا محمد اسحاق چیمہؒ' مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری' جناب علامہ پروفیسر ساجد میر جناب میاں محمد جمیل صاحب تھے۔ شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر سے جہاں جماعتی اور ملکی حالات پر صلاح و مشورے ہوتے وہاں خوش گپیاں بھی چلتیں۔

ایک مجلس میں یہ لطیفہ بھی سنایا کہنے لگے کہ ہمارے علاقے میں جانگلی (خالص دیہاتی) رہتے ہیں۔ ایک جنگلی مسجد میں خطبہ جمعہ سن کر آیا۔ آکر بیٹوں کو اکٹھا کیا اور کہنے لگا کہ میں نے مولوی سے سنا ہے۔ کہ جو مائیں ہوتی ہیں ان کا بڑا ادب ہوتا ہے۔ حرامزادو تم بھی ان کا ادب کیا کرو' بیٹوں نے کہا ابا ٹھیک ہے۔ ہم بھی ادب کیا کریں گے۔ صبح جب انہوں نے اپنے گدھے کھولے اور کام پر جانے لگے تو ان کی ماں بھی ساتھ تھی۔ بیٹوں نے کہا (ماں مولوی نے کہا ہے کہ ماں کا بڑا ادب ہے۔ اس لئے تم پیدل نہ چلو گدھے کے اوپر بیٹھ جاؤ۔ ماں نے کہا نہیں پتر میں کبھی گدھے پر بیٹھی نہیں۔ پیدل ہی ٹھیک ہے انہوں نے بہت اصرار کے ساتھ اٹھا کر ماں کو گدھے پر بٹھا دیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد گدھے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ گدھے کی اچھل کود سے ماں نیچے گری اور ہڈی پسلی تڑوا بیٹھی۔ باپ آگے جا رہا تھا اس نے آواز دے کر پوچھا کیا ہوا ہے۔ بیٹوں نے کہا کہ ابا ادب (گالی نکال کے) گرا ہوا ہے۔ اس پر علامہ صاحب بہت ہنسے۔ اب نہ وہ لوگ نہ وہ محفلیں۔ محفلیں تو اس وقت اجڑ گئیں جب علامہؒ و یزدانی شہید ہو گئے۔ بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب اور میاں محمد جمیل صاحب نے جماعت کو نئے سرے سے متحرک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مزید کامیاب کرے۔ آمین

علالت کا آغاز

والدِ محترم! آج سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے دسمبر 1997ء بروز جمعۃ المبارک صبح کی نماز کیلئے اٹھے۔ سخت سردی تھی ہر طرف دھند چھائی ہوئی تھی۔ باتھ روم کے بعد جامعہ محمدیہ کے برآمدہ میں وضو کر رہے تھے۔ چوکیدار جو وضو کروا رہا تھا' نے کہا کہ حضرت لگتا ہے آج رات آپ ٹھیک طرح سے سوئے نہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سرپرست' جامعہ محمدیہ کے مہتمم' پنجابی زبان کے سب سے بڑے خطیب' عالم اسلام کے نڈر سپاہی اور جماعت اہلحدیث کے بے باک ترجمان جن کا مسلک تھا۔

ان کی زبان سے نکلنے والے آخری الفاظ کچھ یوں تھے۔ "کہ تمہیں کیا پتہ کہ ہم نے رات کتنی تکلیف میں گزاری ہے"۔ اس کے بعد اٹھنے کی کوشش میں لڑکھڑا گئے۔ آس پاس طلبہ نے اٹھا کر انہیں بستر پر لٹا دیا۔ چوکیدار نے فوراً مجھے فون کیا۔ میں نے ڈاکٹر اعظم چیمہ سے مشورہ کیا اور جناح ہسپتال لے گئے۔ تقریباً پندرہ دن کے بعد جب گھر آئے تو باقی جسم ٹھیک تھا۔ مگر وہ زبان جو ہر وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سناتی تھی وہ زبان جو حق بیان کرتی اور باطل کی دھجیاں بکھیرتی تھی' وہ زبان جس نے مسلک اہلحدیث بیان کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا تھا' جو زبان ہر دم پکارتی تھی کہ

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہِ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

وہ زبان جو ختم الرسل' ہادی برحق' سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح اس طرح بیان کرتی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
اک آواز نے سوتی بستی جگا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کٹ مروں جب تک میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اور جو زبان کہا کرتی تھی۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

وہ زبان کہتی تھی۔

موسم آیا تو نخل دار پر میر
سرِ منصور ہی کا بار آیا

وہ زبان جو حق وصداقت کی ترجمانی اس طرح بھی کرتی تھی کہ۔

ہمارے دم سے ہے کوئے جنوں میں اب بھی مجل
عبائے شیخ و قبائے امیر و تاجِ شہی
ہمیں سے سنت منصور و قیس زندہ ہے
ہمیں سے باقی ہے گل دامنی و کج کلہی

آج وہ زبان بیحد کمزور ہو چکی ہے۔

صبر و شکر تقریباً ساڑھے تین سال کا عرصہ انہوں نے جس صبر و تحمل سے گزارا وہ ایک لمبی داستان ہے۔ اس عرصہ میں مجھے ان سے جو قربت نصیب ہوئی وہ میرے لئے اعزاز ہے۔ میں جو ان کی صحت کے دوران ان کے رعب ودبدبہ کی وجہ سے ان کے سامنے آنے سے گھبراتا تھا اب میری ان سے دوستی سی ہو گئی تھی۔ آواز کی گرج اب نحیف اور معصوم اشاروں میں بدل چکی تھی۔ یہ کٹھن مرحلے انہوں نے بڑے صبر واستقامت سے گزارے۔ سوچتا ہوں ان کے دل میں نہ جانے کتنی خواہشات تھیں جن کا وہ اظہار نہ کر سکے۔ کتنی باتیں وہ کہنا چاہتے ہوں گے مگر کہہ نہ پائے۔ جب کبھی وہ میری طرف بے بسی سے دیکھتے اور کچھ کہنا چاہتے مگر صحیح طور پر کہہ نہ پاتے تو کلیجہ منہ کو آجاتا۔ میں رخ پھیر کر اپنے آنسو صاف کرتا۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے اس طرح دیکھا تو خود بھی بہت روئے میں نے بہت تسلی دی کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس تکلیف کا اجر آخرت میں ضرور دے گا۔ اور وہ اپنے رب کے پاس خوش وخرم ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ رحلت سے چند دن پہلے تو یوں محسوس ہونے لگا جیسے۔

چراغِ سحری ہوں بجھا چاہتا ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری چار پانچ روز تو مرض شدت اختیار کر گیا۔ نقاہت بہت زیادہ ہو گئی۔ ضروری حوائج میں محتاجی نظر آنے لگی۔ میرے دل میں یہ خوف جڑ پکڑ گیا کہ پتہ نہیں اب کیا ہو گا؟ مجھ سے لوگ پوچھتے مولانا کی طبیعت کیسی ہے میں کہتا سب کے سامنے ہی ہے۔ میں کیا کہوں؟ شاید اب جدائی کا وقت قریب آ رہا تھا۔ دو دن پہلے ہسپتال داخل کروایا۔ تو بیہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے مقدور بھر کوشش کی۔ مساجد میں صحت کیلئے دعائیں ہوئیں۔ مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

سفر آخرت

28 اپریل بروز ہفتہ صبح 6 بجے یہ خبر اہلحدیث پر بجلی بن کر گری کہ علم و عمل کا آفتاب غروب ہو گیا۔ وہ شخص جس نے اللہ کے فضل سے زندگی میں کسی سے ہار نہیں مانی تھی آج وہ تقدیر سے ہار چکا تھا۔ اس نے اپنے رب کے حکم پر سر تسلیم خم کر لیا تھا۔ بلاشبہ ایسے انسان ہر روز پیدا نہیں ہوتے۔ ان کی موت پر آسمان بھی روتا ہے

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

ان کا آخری سفر بھی دیدنی تھا۔ جب ان کا جسدِ خاکی جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ سے شیرانوالہ باغ کیلئے ٹرک میں رکھا گیا تو ہزاروں مردوں کے ساتھ ہزاروں عورتوں کی بھی ہچکیاں بندھ گئیں۔ جی ٹی روڈ پر جنازے کا کارواں سینکڑوں گاڑیوں کی معیت میں شیرانوالہ باغ پہنچا تو باغ پہلے سے کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ وہ باغ جو ہر موقعہ پر ھل من مزید کا تقاضہ کرتا ہے۔ آج تنگیٔ داماں کا گلہ کر رہا تھا۔ بلاشبہ یہ گوجرانوالہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ نماز جنازہ سے قبل علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب نے جو چند کلمات کہے وہ اپنے اندر ہزار داستان سمیٹے ہوئے تھے۔

نماز جنازہ کے بعد جب آخری آرامگاہ کیلئے روانہ ہوئے تو ہزاروں لوگوں نے آخری دیدار کی ضد کی مگر ہجوم کے باعث ایسا ممکن نہ تھا۔ قبرستان میں لوگ جگہ کی تنگی کے باعث درختوں دیواروں اور چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ رش اتنا ہو گیا کہ تابوت کو زمین پر رکھنے کیلئے جگہ نہ بن سکی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ اسی کشمکش میں گزر گیا۔ نوجوانوں کا جوش قابلِ دید تھا۔ وہ اپنے محبوب قائد کو کندھوں پر اٹھائے کھڑے تھے۔ آخر کار میں نے اور حنیف بٹ صاحب نے جسدِ مبارک کو لحد میں اتارا۔ اس طرح اس عظیم انسان کا معہد سے لحد تک کا 81 سالہ سفر ختم ہوا۔ مولانا محمد رفیق صاحب سلفی نے رقت آمیز لہجے میں دعا کی۔ دعا کے بعد رفتہ رفتہ لوگ چلے گئے۔ مگر میں، قاضی امان اللہ، فاروقی پہلوان، ابوذر قاضی اور حماد اصغر کافی دیر تک قبر کے سرہانے بیٹھے رہے۔ آخر کار ہم بھی آہوں اور سسکیوں کے ساتھ الوداع کہہ کر چلے آئے۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: جناب صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

شیخ الحدیث بحیثیت والد

میرے والد محترم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہؒ ہمارے لئے بڑے ہی مشفق، ہمدرد اور مربی تھے وہ میرے حقیقی باپ ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی باپ اور بڑے ہی محسن تھے۔ ان کا ہمارے ساتھ اتنا پیار اتنی محبت تھی کہ اگر میں ان کی محبت ان کے اُنس کا ذکر کروں تو وہ لوگ جنہوں نے والد محترم کو قریب سے نہیں دیکھا اسے مبالغہ آرائی تصور کریں گے لیکن میں انشاء اللہ اس تحریر میں معناً مبالغہ آرائی تو دور کی بات ہے لفظاً مبالغہ آرائی سے بھی اجتناب کروں گا۔

مجھے بچپن کا وہ وقت یاد ہے جب میری عمر تقریباً تین چار سال ہوگی اور مجھ سے بڑے بھائی کی عمر پانچ سال ہوگی۔ والد محترم سردیوں کے موسم میں جب علمی مشاغل سے فراغت پاتے تو ہم دونوں بھائیوں کو اپنی گود میں بٹھا کر اہل خانہ کے ساتھ دیر تک بیٹھے رہتے۔ ان کی شفقت ان کی محبت ان کا پیار اتنا تھا کہ اگر ہم میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو والد محترم گھر آتے جاتے اتنی بار ہماری خیرت دریافت فرماتے کہ ہمیں روحانی سکون میسر آتا۔ ان کی محبت پدری کے ذریعے مسجد و مدرسہ سے چھٹی کرنا آسان تھا۔ اگر مسجد و مدرسہ سے چھٹی کرنے کا ارادہ ہوتا تو ان کی ڈانٹ ڈپٹ سے بچنے کے لئے فقط سر درد کا بہانہ ہی کافی ہوتا تھا۔ آپ ان کی گداز دلی اور شفقت کا اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ آج سے تقریباً چھ سال قبل کی بات ہے کہ ہسپتال میں میرا ایک معمولی سا آپریشن ہونا تھا۔ جس روز میں ہسپتال میں داخل ہوا اسی روز میرے خالو جان خالق حقیقی سے جا ملے ہمیں ان کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ تو والد محترم فرمانے لگے کہ عمران کے اپریشن اور ہوش میں آنے کے بعد ہم وہاں جائیں گے۔ میں نے ہسپتال سے اطلاع بھجوائی کہ معمولی سا آپریشن ہے خدا خیر کرے گا آپ وہاں چلے جائیں۔ لیکن والد محترم کی مجھ سے شفقت کا یہ عالم تھا کہ صبح 8 بجے ہمیں وفات کی خبر موصول ہوئی اور شام 4 بجے میرے آپریشن سے فراغت اور ہوش میں آنے کے بعد وہ نماز جنازہ کے لئے شکر گڑھ روانہ ہوئے۔

تبلیغی مشن میں راہنمائی

میں نے جب جامعہ محمدیہ سے درس نظامی کی سند فراغت حاصل کی تو کچھ دیر بعد ہی میں اس جامعہ کے تدریسی شعبہ سے منسلک ہوگیا۔ مجھے اس باب میں منہمک ہوتے ہوئے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ کیونکہ یہ میرے والد محترم کا عظیم مشن تھا۔ جس میں ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہنمائی میرے لئے مشعل راہ تھی۔میرے اس شعبہ تدریس کے ساتھ ساتھ وہ چاہتے تھے کہ میں تبلیغی میدان میں بھی حصہ لوں۔مگر میری یہ حالت تھی کہ میں اس سے حتی الامکان دور رہنے کی کوشش کرتا۔انہی ایام میں مکی مسجد حافظ آباد روڈ کی انتظامیہ کے چند احباب محترم والد صاحب کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ حضرت ہماری یہ آرزو ہے کہ آپ اپنے صاحبزادے حافظ محمد عمران صاحب کو ہماری مکی مسجد میں خطبہ جمعہ کے لئے کہہ دیں۔والد محترم نے میری عدم موجودگی میں ہی ان سے ہاں کر دی۔جمعہ کا دن قریب آیا صبح 9 بجے کا وقت ہوگا۔انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا کہ جب کہ اور فرمانے لگے کہ آج مکی مسجد میں خطبہ جمعہ کے لئے جاؤ۔میرے تو قدموں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی خطبہ تو دور کی بات میں نے تو دوران تعلیم فقط ایک ہی دفعہ اسبوعی اجلاس میں پانچ منٹ تقریر کی تھی۔جب میں نے اپنے آپ کو اس بھاری ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے ناتجربہ کاری کا عذر پیش کیا تو بڑے احسن انداز سے فرمانے لگے کہ غور کرو چڑیا کا بچہ گھونسلے میں اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔چند دنوں بعد دیکھتا ہے کہ اس کی ماں اور باپ فضا میں اڑ رہے ہیں اسے بھی یہ آرزو ابھارتی ہے کہ میں بھی فضا میں اپنے ماں باپ کی معیت میں پرواز کروں مگر فوراً وہ ہمت ہار بیٹھتا ہے کہ میں یہ سفر کیسے طے کروں گا۔میں تو گر جاؤں گا۔لیکن آخر کار اسے ہمت کرنا ہی پڑتی ہے۔وہ جھجک کو نظر انداز کرتے ہوئے فضا میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔فرمانے لگے تم بھی ان باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے تبلیغی میدان میں کود جاؤ۔مجھے امید کامل ہے کہ تم اس میدان میں کامیاب ہو جاؤ گا۔انہیں کا یہ سبق میں نے اپنی زندگی میں قبول کرتے ہوئے اس میدان کارساز میں مشغول ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔مکی مسجد میں خطبہ کی ابتداء بھی کر دی اگر چہ راگ اور گن گرج سے میری تقریر خالی ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مافی الضمیر کو بیان کرنے اور سمجھانے کی قدرت بخشی ہے۔والد محترم کا اس بہترین انداز سے سمجھانا میرے لئے یہ راستہ بھی آسان کر گیا۔

اصول پسندی

والد محترم ہمارے ساتھ بے محبت' پیار وانس رکھنے کے باوجود اپنے اصولوں پر سختی کے ساتھ کاربند تھے۔ان کی اصول پسندی کے تو بے شمار واقعات لوگوں کی اذہان میں موجود ہوں گے۔مگر جو واقعہ میں تحریر میں لا رہا ہوں اس کو بیان کرنے میں حافظ عبدالمنان نوی پوری اور قاضی عبدالرزاق مدرس جامعہ محمدیہ کی معتبر شخصیات ہی کافی ہیں۔جامعہ محمدیہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ طلبہ کے امیر مولانا محمد صدیق جوان دنوں موڑ ایمن آباد میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں کو بلا کر کہا کہ طلبہ کو کہیں کہ جامعہ میں زمین کا کافی حصہ خالی پڑا ہوا ہے وہ وہاں سبزی وغیرہ لگانے کے لئے اسباق کے بعد زمین کو تیار کریں تاکہ جامعہ کا فائدہ بھی ہو اور طلبہ کی ورزش بھی ہو جائے گی۔اس سال ہمارے بڑے بھائی مولانا عبدالرحمٰن مرحوم جامعہ میں زیر تعلیم تھے۔انہیں بھی اس کام میں حصہ ڈالنے کے لئے امیر طلبہ نے حکم دیا۔انہوں نے انکار کیا۔جس کی وجہ سے امیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبہ مولانا محمد صدیق نے انہیں خوب زدو کوب کیا دوسرے دن جب والد محترم جامعہ محمدیہ چوک نیائیں سے درس قرآن ارشاد فرما کر جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ تشریف لائے تو بھائی جان مولانا عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھ ہونے والے واقعہ کا تذکرہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ سے کیا والد محترم نے امیر طلبہ کو بلا کر حقائق سے واقفیت کے بعد اپنے بیٹے کی خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا کہ یہ مدرسہ تمہارے باپ کا نہیں' جہاں دوسرے طلبہ تو کام کریں اور تم شیخ الحدیث کے بیٹے ہونے کی وجہ سے کام کرنے سے احتراز کرو۔ اس واقعہ کا جامعہ محمدیہ کے ڈسپلن پر مثبت اثر پڑا کہ یہاں ہر کام اصول پسندی اور ضابطہ کے تحت ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ آج پوری دنیا میں ایک عظیم معیاری درس گاہ کے طور جانا جاتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ والد محترم کی طرح اگر اصولوں کی پاسداری کی گئی تو یہ علمی چشمہ یوں ہی علم کے پیاسیوں کو سیراب کرتا رہے گا۔ میری تو یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد محترم کے اس بنائے ہوئے علمی چمنستان کو مزید ترقی عطا فرمائے اور قیامت تک ہر فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

انصاف پسندی

والد محترم ہم سب بہن بھائیوں کے درمیان بحیثیت باپ انصاف کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ جگہ جہاں میں رہائش پذیر ہوں۔ والد محترم نے یہ دو پلاٹ 33,33 ہزار روپے میں خریدے ان میں سے ایک پلاٹ میرے نام کروادیا۔ میں نے والد محترم سے کہا کہ آپ دوسرا پلاٹ بھی میرے نام کروادیں۔ والد محترم نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر فرمایا حضرت نعمان بن بشیرؓ والی روایت ایسے تقاضوں کو ختم کرتی ہے۔ حضرت بشیرؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور فرمایا میری بیوی اصرار کرتی ہے کہ میں ایک غلام اپنے بیٹے نعمان کو ہبہ کردوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے اور بیٹے ہیں ان کے نام بھی غلام ہبہ کئے ہیں۔ فرمانے لگے اور بھی بیٹے ہیں لیکن غلام فقط نعمان کو ہبہ کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یک کو ہبہ کرنا اور دوسرے کو محروم رکھنا یہ ظلم ہے اور میں اس ظلم پر گواہ بننے لئے بھی تیار نہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بات سمجھانے کا وہ ملکہ عطا کیا جو ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے حضرت شیخؒ ...... میرے مربی

تحریر: جناب قاضی سجاد اصغر خلیل' ایم. اے

ہمارے بعد ہمارے ہی تذکرے ہوں گے
ہمارے بعد ہی محسوس اک کمی ہوگی

لوگ سمجھتے ہیں کہ کروفر سے آدمی معتبر ٹھہرتا ہے۔ بڑا بننے کیلئے بڑی گاڑی بڑا محل اور خاص پروٹوکول لازمی ہوتا ہے' اور تاریخ میں نامور کہلوانے کیلئے صاحب زر ہونا چاہئے۔ مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ شہرت وعزت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ شہرت تو ظالم کی بھی ہوسکتی ہے اور کسی صاحب زر کی بھی مگر عزت صرف عادل اور عالم و فاضل کی ہوتی ہے۔ شہرت تو کسی قاتل کی بھی ہوسکتی ہے اور صاحب اقتدار کی بھی۔ مگر عزت صرف صاحب کردار کی ہوتی ہے۔ شہرت تو ہر دور کے قارون' فرعون' چنگیز اور ہلاکو کو حاصل رہی ہے۔ لیکن کام اور کردار ہی کسی انسان کو نیک نام بناتا ہے۔ خلفائے راشدینؓ کی عزت محلات میں رہنے سے نہیں' رات کو پہرہ دینے سے بڑھی۔ حضرت ابوبکرؓ کو کپڑا کندھے پر رکھ کر بیچنے میں کوئی عار نہ تھی۔ حضرت عمرؓ کو بیت المال کا گمشدہ اونٹ ڈھونڈنے میں کوئی تامل نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کو امارت سے غربت کے سفر تک کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور حضرت علیؓ کو یہودی کے کہنے پر عدالت میں پیش ہونے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوئی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ بنے تو پانچ درہم کے لباس پر اکتفا کیا۔ درحقیقت ایسے لوگ ہی بڑے ہوتے ہیں' اور تاریخ ہمیشہ ان کو داد دیتی ہے۔ ایسی شخصیات کو زندہ باد کے نعرے لگوانا حفاظتی دستوں کے جلوس میں چلنا' زرنگار کرسیوں پر بیٹھنا' زرق برق لباس پہننا' لینڈ کروزر کے ہلکورے لینا' قصیدہ گوئی کے محفلیں سجانا' ان کے شوق میں شامل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی سوچ تو صرف رضائے الٰہی اور اخروی کامیابی ہوتی ہے کہ: ''من زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز'' یہی وہ لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زندگی بڑی پیاری سہی' جاہ و تمکنت بڑی عزیز سہی' اپنے مفادات بڑے اہم سہی' مگر آبرو کی بھی کوئی میزان حیات میں قیمت ہے کہ نہیں؟

زندگی اتنی غنیمت تو نہیں جس کے لئے
عہد کم ظرف کی ہر بات گوارا کرلیں

میری مراد ایسی صفات کی مالک شخصیت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو 28 اپریل 2001ء کو صبح کی اذان کے بعد ہمیں داغ مفارقت دے گئے: ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

مرحوم کے ساتھ میرا رشتہ عقیدت کے رشتے کے علاوہ ایک اور بھی تھا۔ مرحوم میرے محسن و مربی ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ حقیقی ماموں بھی تھے۔ میرے ساتھ آپ کو کتنی محبت والفت تھی اس کا احاطہ کرنے سے الفاظ قاصر ہیں۔ میری پیدائش کے وقت آپ نے ہی مجھے گھٹی دی اور میرا نام رکھا۔ صاحب اولاد نہ ہونے تک تمام شفقتیں، محبتیں اور الفتیں میرے ہی دامن نے سمیٹیں۔ جب میں نے ذرا ہوش سنبھالی تو آپ مجھے تعلیم وتربیت کیلئے اپنے پاس لے آئے۔ شادی کے چھ سال بعد آپ صاحب اولاد ہوئے اور اللہ نے ایک بچی عطا کی۔ جس کا نام آپ نے امۃ الرقیب رکھا۔ اب آپ کی بیٹی آپ کی تمام تر شفقتوں اور محبتوں کا محور بنی، آپ نے اس کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، مڈل کے بعد اسے گھر پر ہی دینی تعلیم دی اور عالمہ فاضلہ بنایا اور پھر اسی متاع عزیز کو میرے حق زوجیت میں دے کر شرف دامادی سے نوازا۔ ہم نے زندگی کا اکثر حصہ آپ کے زیر سایہ گزارا۔ اور تا وقت مرگ آپ کی شفقتوں اور مہربانیوں سے خوب سیراب ہوئے۔ زندگی میں اتنی بھرپور صلاحیتوں اور خوبیوں والے انسان بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ آپ صاحب علم ہی نہیں بلکہ عالم باعمل بھی تھے۔ زہد وتقویٰ کے ساتھ ساتھ آپ بڑی مرنجاں مرنج شخصیت تھے۔ احباب کی محفل ہو یا عزیز واقارب سے تعلقات، شادی ہو یا غمی، آپ نے ہمیشہ بھرپور زندگی گزاری۔ سب کو ان کے حصے کا پیار، شفقتیں اور مہربانیاں برابر تقسیم کیں: ؎

سدا آتی رہیں گی یاد ہمیشہ وہ صحبتیں
ڈھونڈا کریں گے ہم انہیں فصل بہار میں

شیخ الحدیث اصول وضوابط کے بڑے پابند تھے۔ جواب دہی کا تصور بڑا بلند تھا۔ چند مشاہدات حاضر خدمت ہیں:

"یہ ان دنوں کی بات ہے جب میری منگنی آپ کی بیٹی سے ہوئی، اب مشرقی روایات کے مطابق میرا آپ کے گھر رہنا مناسب نہ تھا، میرا گاؤں کوٹ قاضی بھی گوجرانوالہ سے کافی فاصلے پر تھا اور میں گوجرانوالہ میں بحیثیت ٹیچر ملازم تھا، آپ نے مجھے جامعہ محمدیہ میں اس شرط پر قیام کی اجازت دی، کہ کھانے کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ کیونکہ تم زکوۃ وصدقات کے مستحق نہیں ہو۔ چنانچہ جب تک میں نے وہاں قیام کیا۔ باقاعدگی سے خرچ ادا کیا۔ بعض احباب جماعت نے اسے مناسب نہ سمجھا تو آپ نے جواب دیا کہ میں اس کا امین ہوں۔ کل خدا کو کیا جواب دوں گا۔ آج بھی جب مجھے یہ الفاظ یاد آتے ہیں تو خلیفہ وقت عمر فاروقؓ کے ان الفاظ میں کھو جاتا ہوں جو آپ نے اس وقت کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے سیکرٹری خزانہ حضرت معقیب سے کہے تھے۔ جبکہ یہ دن جاڑو دیتے ایک درھم ان کے ہاتھ لگا تو قریب حضرت کے گھرانے کے کھیلتے ہوئے ایک بچے کو دے دیا۔ جب خلیفہ وقت نے بچے کے ہاتھ میں درہم دیکھا تو درہم لے کر معقیب کے پاس آئے اور فرمایا "معقیب! میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ انتقام لینے پر تل گئے۔ بتاؤ کہ کل قیامت کو جب خدا مجھ سے اس درہم کے بارے پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟ یہ تھے وہ قوی اور امین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک دفعہ ماہِ رمضان میں موسم کی شدت کی وجہ سے جب گاؤں سے دودھ لانا کچھ دشوار محسوس کیا۔ مدرسہ میں ان دنوں تعطیلات تھیں۔ ہم آپ سے اجازت طلب کر کے ایک گائے مدرسہ لے آئے۔ لیکن چند ہی ایام کے بعد آپ نے ہمیں گائے واپس لے جانے کو کہا۔ فرمانے لگے اسے فوراً لے جاؤ اس نے ہمارے پلاٹ خراب کر دئے ہیں۔ آج کے دور میں شائد آپ جیسا قوی اور امین چراغ لے کر تلاش کرنے سے ہی مل سکے۔ جب تک صحت نے اجازت دی' آپ پیدل جامعہ محمدیہ جاتے۔ جامعہ کے در و دیوار گواہ ہیں کہ شیخ الحدیث کس طرح پسینہ سے شرابور وہاں آتے اور ہر چیز کا بغور جائزہ لیتے اور یوں فضا میں حضرت علیؓ کے وہ الفاظ جو انہوں نے خلیفہ ثانی کو دوپہر کے وقت بیت المال کے اونٹ چراتے پسینہ میں شرابور دیکھ کر ارشاد فرمائے تھے۔ گونجنے لگتے:

''کہ اس شخص نے اپنے بعد میں آنے والوں کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔'' حضرت شیخ الحدیث زندگی میں کبھی بھی کسی کے زیر بار نہ ہوئے۔ تمام عمر خودداری سے بسر کی۔ کمزوری اور بڑھاپے میں بھی اپنے فرائض منصبی سے کبھی غافل نہ ہوئے' جب صبح کے وقت چوک نیائیں جانے میں دشواری محسوس کی۔ تو آپ نے جماعت پر بوجھ ڈالنے کی بجائے مسجد کے دفتر ہی میں ٹھہرنے کو پسند فرمایا اور خورد و نوش گھر ہی سے منگواتے' کبھی کسی سے نکاح کا ایک پیسہ تک نہ لیا۔ جس نے اصرار کیا اسے جامعہ کے فنڈ میں جمع کرانے کا مشورہ دیا اسی طرح جب کبھی احباب کے ساتھ سیر و سیاست کیلئے گئے احباب کی خواہش کے باوجود آپ اپنا حصہ ضرور ادا کرتے

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچے بادشاہوں میں ہیں تیری بے نیازی کے

حضرت شیخ بڑے مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ دینی مسائل ہوں یا دنیوی معاملات آپ بڑی سوچ بچار اور مطالعہ کے بعد ایک موقف اختیار کرتے اور پھر اس پر ڈٹ جاتے۔ کوئی دھمکی اور خوف آپ کو اپنا موقف بیان کرنے سے نہ روک سکتا۔ شائد ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کسی نے کہا تھا

زیادہ دن نہیں ہوئے یہاں کچھ لوگ رہتے تھے
جو دل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں سے ہوتا تھا شمار ان کا
قضا سے کھیلتے تھے وقت کا الزام سہتے تھے

حضرت شیخ الحدیث ایک شخص نہیں' گلشن وقت کا ایک مہکتا گلاب تھے۔ آپ ایک فرد نہیں' افق پاکستان کا ایک آفتاب تھے' جس کی کرنوں نے پورے ملک کو چمکا رکھا تھا۔ ایسے لوگ خاص دعاؤں سے پروان چڑھتے اور خاص وقتوں کیلئے تربیت دئے جاتے ہیں۔ ان موتیوں کیلئے صدف کو برسوں گہرے سمندر میں مراقبہ

(باقی صفحہ نمبر ۹۵ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد محترم......شفقت ومحبت کا پیکر!

تحریر: صاحبزادہ حافظ محمد نعمان صاحب

میرے والد محترم ایک مدرس، خطیب، مفکر، سیاستدان اور عالم باعمل تھے۔ ان کے علم وفضل کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ میں جب کبھی رات کو بیدار ہوتا تو میں نے والد محترم کو اکثر اوقات مطالعہ میں مصروف، نفل پڑھتے یا اپنے رب سے دعا کرتے پایا۔ والدِ محترم انتہائی سادہ مگر انہوں نے باوقار زندگی بسر کی۔ اور دولت کے پیچھے نہیں بھاگے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے شہر کی بڑی سیاسی شخصیت کی بیٹی کا نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد لڑکی کے والد صاحب نے ایک لفافے میں دس ہزار روپے پیش کئے لیکن مولانا نے لینے سے انکار کر دیا۔ کافی اصرار کیا گیا کہ آپ یہ رقم وصول کر لیں ہم بخوشی آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ لیکن آپ نہ مانے آخر کار انہوں نے کہا کہ آپ رکھ لیں مدرسے کے فنڈ میں جمع کروا کر رسید بھیج دیں۔ آپ نے یہ بات بھی پسند نہ کی اور کہا کہ آپ خود خزانچی جامعہ کے پاس رقم جمع کروا کر رسید حاصل کر لیں۔

یوں تو ہر باپ اپنی اولاد سے شفقت کرتا ہے لیکن میرے والد محترم نے جماعتی مصروفیات کے باوجود اپنے اہل وعیال کی تمام ضروریات نہ صرف پوری کیں بلکہ انہیں بڑے احسن انداز سے نبھایا۔ والدہ محترمہ کہتی ہیں کہ تمہاری پیدائش سے چند روز قبل مولانا صاحب کو ایک ریفریشر کورس کے سلسلے میں کوئٹہ جانا تھا۔ آپ سارے معاملات رب کے سپرد کر کے کوئٹہ چلے گئے اور تمہاری پیدائش کی اطلاع مرحوم کو وہاں دی گئی آپ نے الحمدللہ کہا اور تمہارا نام محمد نعمان رکھا۔

یوں تو والد محترم اپنی ساری اولاد سے بے پناہ محبت وشفقت سے پیش آتے لیکن میرے ساتھ ان کی خصوصی شفقت تھی۔ یہاں تک کہ میرے بچوں اور بیوی کے ساتھ بھی ان کا حسن سلوک بے مثال تھا۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ ان کے پوتوں میں سے بھی کوئی حافظ اور عالم بنے اور انہیں کی اس خواہش کی تکمیل میں میں نے اپنے بیٹے محمد رضوان کو جو کہ دنیاوی تعلیم حاصل کر رہا تھا اسے وہاں سے فارغ کروا کر طیبہ اسلامک سنٹر میں داخل کروایا۔ الحمدللہ اب تک وہ بائیس پارے حفظ کر چکا ہے اور آئندہ رمضان میں ان شاء اللہ قرآن پاک نماز تراویح میں سنائے گا اللہ تعالیٰ اسے ان کیلئے صدقہ جاریہ قبول فرمائے۔

ایک دفعہ میں شدید بیمار ہوا مولانا مجھے علاج کیلئے لاہور لے گئے اور مجھے ہسپتال میں داخل کروا دیا یہ جمعرات کا دن تھا مولانا رات کا کافی حصہ میرے پاس رہے کیونکہ میرے زخم سے خون جاری تھا۔ انتہائی پریشان تھے اور صبح ان کو جمعہ کا خطبہ بھی دینا تھا لہٰذا اس پریشانی کے عالم میں میرے پاس مولانا شہباز احمد سلفی کو چھوڑا اور خود گوجرانوالہ چلے گئے اور رات کو اتنے فکر مند رہے کہ صبح میرے بیدار ہونے سے پہلے میرے بڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی مجیب الرحمٰن کو میرے پاس لاہور بھیج دیا اور خود بھی فارغ ہو کر لاہور تشریف لے آئے۔

ایک مرتبہ میری اہلیہ شدید بیمار ہوگئیں۔ گوجرانوالہ میں بہت علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ والد محترم نے جناب میاں محمد جمیل کی وساطت سے لاہور میں ایک اچھے ڈاکٹر سے علاج کروایا اور اللہ پاک نے شفا دے دی۔ مگر علاج کے دوران والد مرحوم بہت پریشان رہے۔ یہاں تک کہ ایک خطبہ جمعہ میں انہوں نے حاضرین سے درخواست کی کہ میری بیٹی سخت بیمار ہے اس کی شفاء کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ نماز کے بعد بہت سی مستورات ان کی حقیقی بیٹی کے گھر بیمار پرسی کیلئے پہنچ گئیں۔ اور اسے بالکل تندرست دیکھ کر حیران ہوگئیں کہ آپ تو بیمار تھیں۔ ان کو بتایا گیا کہ ان کی بہو بیمار ہے اور وہ اسے بیٹی ہی سمجھتے ہیں۔

یوں تو آپ ساری زندگی میں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے رہے۔ میرے بچپن کا ہی واقعہ ہے لیکن اس کا نقشہ آج بھی میرے سامنے حقیقت بن کر ظاہر ہو رہا ہے۔ میری خالہ زاد بہن کی شادی تھی ہم سب شادی میں شرکت کیلئے کوٹ قاضی گئے ہوئے تھے کہ رات کو گھر والوں نے گانے' باجے کا انتظام کرلیا۔ والد محترم نے بہت سمجھایا کہ یہ خلاف شرع اور گناہ کا کام ہے آپ اس سے باز آجائیں لیکن وہ نہ مانے آخر کار والد محترم نے اپنی اہلیہ اور بچوں کو جو گہری نیند سو رہے تھے بیدار کیا اور کہا اٹھو ہمارا یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں ہے۔ برادری کے معززین نے کہا کہ آپ اس وقت نہ جائیں۔ رات کا وقت ہے۔ لیکن آپ کا اصرار تھا کہ اگر آپ برائی سے باز نہیں آتے تو میرا یہاں ٹھہرنا ناممکن ہے میں اس جرم میں شریک ہونا ناپسند کرتا ہوں اور ہم رات کی تاریکی میں اپنی خالہ کے گھر سے چل پڑے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ واجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ

***

بقیہ | جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ..........

جماعت سے گہری وابستگی رکھی ہے۔ جناب انصاری صاحب کی خدمات جلیلہ گراں قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ اور اس کے اکابر نے ہمیشہ مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ رب العالمین جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ کو اپنی درخشندہ وتابندہ روایات قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ دینی کارواں اسی طرح خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا سفر طے کرتے ہوئے رواں دواں رہے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ ...... خدمات کے آئینہ میں!

تحریر: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اعظم (ناظم تعلیمات مرکزیہ)

گوجرانوالہ میں تحریک اہلحدیث

اس شہر میں تحریک اہلحدیث کا احیاء حضرت پیر میر حیدر خانپوری اور حضرت مولانا غلام رسولؒ قلعہ میاں سنگھ کے توسط سے ہوا اور حضرت الشیخ حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی اور حضرت مولانا علاؤالدین مغفور و مرحوم کے دروس و مواعظ سے مزید تقویت ملی۔ جبکہ حضرت مولانا محمد بکنویؒ کی مساعی جمیلہ بھی اس میں شامل تھیں۔

1290ھ میں حضرت مولانا علاؤالدین مرحوم نے مستقل طور پر یہاں ڈیرا ڈال دیا۔ آپ کے رفقاء محلّہ حاجی پورہ کے اہل توحید نیز شیخ جھنڈو' حاجی پیر محمد' شیخ مبارک دین اور شیخ اللہ دتہ کی کوششوں سے ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر ہوئی۔ اس کے بعد بڑی مسجد مستری حاجی عبداللہ' صدر حاجی اللہ دتہ' حاجی محمد علی' غلام محمد ڈار' اسماعیل ضیاء اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے تعمیر ہوئی۔ اور موجودہ عظیم الشان مسجد امیر شہر میاں محمد یوسف (ستارہ فیکٹری والے) نائب امیر حاجی حفیظ الرحمٰن بٹ' خازن جماعت حاجی شیخ محمد یوسف (بان سوتری والے) شیخ غلام نبی' شیخ فضل حق' حاجی میر جمیل: (سٹیل والے) حنیف الرحمٰن بٹ' مولانا محمد یوسف احرار' عبدالحق ناگی' عبدالمنان ناگی' عبدالعلیم ناگی' شیخ محمد جمیل' حاجی عبدالرشید ناگی' شیخ عبدالحفیظ' شیخ عبداللطیف' جمیل الرحمٰن ایل' میاں ضیاء اللہ' ملک عبدالوکیل' ملک محمد منیر بھٹہ' شیخ محمد عرفان' عصمت پہلوان' محمد شریف بٹ' اور دیگر رفقاء کی کوشش و محنت سے تعمیر ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کی مساعی جمیلہ کو منظور فرمائے اور اجر جزیل سے نوازے۔ آمین۔

جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کی تاسیس

کاروان عمل بالحدیث یعنی جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کی تاسیس 1915ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے رکھی۔ آپ جب تک زندہ رہے جمعیت پر نظر عنایت فرماتے رہے۔ اور اس کی کانفرنسوں کو رونق بخشتے رہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

اب یہ جمعیت' مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ساتھ ملحق ہے اور جمعیت کی مختلف شاخیں دیہات تک پھیلی ہوئی ہیں۔ شہری اور ضلعی دونوں جمعیتیں سرگرم عمل میں۔ اللھم زدفزد۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی گوجرانوالہ تشریف آوری

امام العصر مولانا محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم میر مرحوم سیالکوٹیؒ مولانا موصوف کو حافظ عمر دین مرحوم کی درخواست پر گوجرانوالہ لے کر آئے۔ اس وقت مولانا سلفی کی عمر تقریباً اکیس سال تھی۔ مولانا میر نے خطبہ جمعہ مسجد علاؤالدین مرحوم واقع چوک نیائیں میں ارشاد فرمایا۔ خطبہ کے اختتام پر اعلان کیا کہ تمام لوگ تشریف رکھیں مولوی محمد اسماعیل صاحب آپ کے سامنے تقریر کریں گے تو حضرت مولانا نے ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة'' کے موضوع پر بہترین انداز میں تقریر فرمائی۔ سامعین نے خوب داد دی اور پسند فرمائی۔ پھر سارے لوگ محلّہ حاجی پورہ آ گئے۔ دال بازار والی مسجد میں مولانا موصوف کی دستار بندی کی گئی۔ مسجد دال بازار میں خطبہ جمعہ اور درس قرآن ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ باقی نماز پنجگانہ محلّہ حاجی پورہ والی مسجد میں ہی ادا کرتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے تقریباً چھ ماہ بعد 1922ء میں مولانا علاؤالدین اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا سلفیؒ اور مرکزی مسجد کی خطابت

انجمن اہلحدیث نے مولانا علاؤالدین مرحوم کے صاحبزادے مولانا عبدالعزیز مرحوم کے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ مولانا موصوف مسند خطابت اور مسجد کے تمام امور کو سنبھال لیں۔ مولانا مرحوم نے دینی کام شروع کیا۔ ایک دینی مدرسہ ''محمدیہ'' کے نام سے قائم فرمایا۔ نیز صبح کی نماز کے بعد درس قرآن پاک ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ مرحوم نے اپنی زندگی میں پیش گوئی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل گوجرانوالہ ہم آپ کو ایسا لعل اور موتی دے رہے ہیں جو آپ لوگوں کے کام آئے گا اور مسلک کی خوب خدمت کرے گا۔ آپ لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اس لعل و موتی کی اچھی طرح قدر کریں۔ یہ پیش گوئی حقیقت ثابت ہوئی کہ مولانا سلفیؒ مرحوم نے اپنی 27 سالہ عملی زندگی میں جملہ دینی و جماعتی امور میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ (تاریخ اہلحدیث تالیف / بابا عبداللہ مرحوم)

اللہ تعالیٰ نے مولانا سلفی مرحوم کو بہت سے اوصاف سے نوازا تھا۔ وہ تہجد گزار اور قیام اللیل کے پابند تھے۔ صبح سب سے پہلے مسجد میں آتے' سردیوں میں فجر کی نماز کے بعد درس قرآن ارشاد فرماتے اور گرمیوں میں نماز مغرب کے بعد۔ بعض اوقات وہ سفر پر جاتے اور رات کو بے شک کتنی ہی دیر سے واپسی ہوتی لیکن مسجد میں عام معمول کے مطابق نماز فجر سے قبل تشریف لے آتے۔ قرآن مجید پر بڑا استحضار تھا۔ برمحل قرآن پاک کی آیات ان کی زبان سے ادا ہوتی تھیں۔ نماز میں نہایت درد اور سوز سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ مولانا نے جہاں تدریسی' تعلیمی' خطابتی اور مسلکی خدمات سرانجام دیں وہاں سیاسیات میں بھی نمایاں کردار ادا کیا' ملک کی آزادی کے لئے قید و بند کی اذیتیں برداشت کیں اور انگریز حکومت کے معتوب رہے۔ آزادی وطن کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ کئی دفعہ گوجرانوالہ کی میونسپل حدود میں نظر بند رہے۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں کافی عرصہ سنٹرل جیل لاہور میں مقید رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24 جولائی 1948ء کو مرکزی جمعیت اہلحدیث قائم ہوئی تو مولانا موصوف ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ اگست 1949ء میں گوجرانوالہ سے ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا۔ حضرت مولانا سید داؤد غزنویؒ نے 16 دسمبر 1963ء کو وفات پائی۔ مولانا غزنویؒ مرحوم کی وفات کے ایک مہینے بعد مولانا سلفی مرحوم منصب امارت پر متمکن ہوئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم نے مقامی طور پر دینی' مسلکی خدمات کے علاوہ جماعت میں ایک مرکزی کردار ادا کیا۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ 20 فروری 1968ء کو گوجرانوالہ میں فوت ہوئے۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' اللھم اغفر لہ وارحمہ۔

بندہ کو حضرت الشیخ سلفیؒ مرحوم کی زندگی کے آخری برسوں میں نیاز حاصل رہا۔ جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ سے فارغ ہوتے ہی میرے استاذ محترم حضرت محدث زماں الحافظ محمد گوندلویؒ اور استاذ محترم حضرت علامہ ابوالبرکات مرحوم نے مجھے جامعہ اسلامیہ میں استاذ مقرر فرمایا اور استاذ محترم حضرت علامہ ابوالبرکاتؒ نے جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث فاروق گنج گوجرانوالہ میں خطیب مقرر فرمایا۔ بزرگوں کی سرپرستی وشفقت زندگی بھر حاصل رہی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

میں نے شیخ سلفیؒ مرحوم اور مولانا عبداللہ ثانی امرتسری مرحوم کو جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث فاروق گنج میں سالانہ کانفرنس پر دو مرتبہ شرکت کی دعوت دی اور وہ شفقت فرما کر تشریف لائے اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

محدث زماں الحافظ محمد گوندلوی 1950ء کے پس وپیش گوجرانوالہ میں الحاج محمد ابراہیم انصاری مرحوم کی کوشش سے جامعہ اسلامیہ کے نام پر ایک دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا۔ حاجی صاحب مرحوم کی درخواست پر حضرت حافظ صاحب خدمت تدریس انجام دینے لگے۔ اس دارالعلوم میں دوسرے استاذ گرامی حضرت کے لائق شاگرد مولانا ابوالبرکات احمد مرحوم تھے۔ یہاں 1956ء تک چھ سال حضرت کی مسند تدریس آراستہ رہی۔ اپریل 1955ء کو لائل پور (فیصل آباد) مرکزی جمعیت اہلحدیث نے جامعہ سلفیہ قائم کیا۔ حضرت حافظ صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ غالباً 1962ء تک جامعہ سلفیہ میں ان کا سلسلہ فیض جاری رہا۔ جامعہ سلفیہ میں مولانا صوفی محمد اکبر مرحوم حضرت حافظ صاحب مرحوم کے خادم خاص تھے۔ پھر واپس گوجرانوالہ تشریف لے آئے۔ بعد ازاں حضرت حافظ صاحب جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) کے وائس چانسلر شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کی دعوت پر مدینہ یونیورسٹی میں استاذ کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ محترم حافظ صاحب نے تدریسی و تعلیمی خدمات کے علاوہ جماعتی خدمات بھی سرانجام دیں۔ شیخ الحدیث مولانا سلفی مرحوم کی وفات کے بعد ان کی جگہ حضرت حافظ صاحب کو جمعیت کا امیر منتخب کرلیا گیا۔ حضرت حافظ صاحب مصنف بھی تھے۔ ان کا ذہن علم کا گنجینہ اور معلومات کا خزینہ تھا۔ ان کو عربی' اردو' فارسی تینوں زبانوں پر مکمل عبور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھا۔حضرت حافظ صاحب نے مدینہ یونیورسٹی سے واپس آ کر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں پڑھانا شروع کیا تو اس وقت میں نے آخری کلاس میں صحیح بخاری استاذ گرامی محدث زماں حضرت حافظ صاحب سے پڑھی۔جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

1970ء کے ملکی انتخابات کے بعد حضرت حافظ صاحب نے جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں پڑھانا شروع کیا۔حضرت حافظ صاحب نے وفات سے ایک سال قبل تک مسلسل بخاری شریف کا درس دیا اس طرح کم وبیش 70 سال بخاری شریف پڑھائی۔آخری چند سال کمزوری اور علالت کی وجہ سے اپنے مکان پر ہی طلبہ کو درس بخاری دیتے رہے۔حضرت حافظ صاحب اس صدی کے وہ بزرگ تھے جو زہد وعبادت میں بھی منفرد حیثیت کے مالک تھے اور علم وعرفان میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔انہوں نے دینی،مسلکی اور جماعتی خدمات میں مرکزی کردار ادا کیا۔انہوں نے کم وبیش نوے (90) برس عمر پائی۔4 جون 1984ء بمطابق 14 رمضان المبارک 1405ھ تین بجے سہ پہر اس جہان فانی کو خیر باد کہا اور عالم جاودانی کی راہ لی۔اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ جنۃ الفردوس'' (آمین)

شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات احمد مرحوم علامہ ابوالبرکات صاحب 1926ء میں شمناد مدراس (جنوبی ہند) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے مدرسۃ العالیہ اے کالج مدراس میں داخل ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔قیام پاکستان کے موقع پر آپ واہگہ کے راستہ جب پاکستان پہنچے تو آپ اوڈانوالہ میں صوفی محمد عبداللہ مرحوم کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل ہو گئے۔اور سند فراغت حاصل کی اس کے بعد مولانا گوجرانوالہ تشریف لے آئے۔جب حضرت حافظ محدث گوندلوی مرحوم نے جامعہ اسلامیہ قائم کیا جس کے صدر الحاج محمد ابراہیم انصاری ایک معروف سیاسی وسماجی شخصیت تھے۔تو حضرت حافظ صاحب نے علامہ ابوالبرکات کو جامعہ کا استاذ مقرر کیا۔علامہ ابوالبرکات مرحوم نے چالیس سال درس حدیث دیا۔استاذ گرامی سے مجھے بہت شفقت و پیار کی دولت فراواں میسر آئی۔میں نے جامعہ اسلامیہ میں ہی تعلیم مکمل کی اور سند فراغت حاصل کی۔استاذ محترم کے بڑے بڑے نامور شاگرد ہوئے آپ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ نامور شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ ہیں۔اس طرح آپ کے شاگردوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔(اللھم اغفرلہ وارحمہ۔آمین)

مناظر اسلام مولانا نور حسین گرجاکھیؒ مولانا نور حسین گرجاکھی نے علامہ علاؤالدین مرحوم سے علمی فیض حاصل کیا۔اور مسلک و جماعت کی خدمت میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔گرجاکھ میں ایک مرکزی مسجد اور مدرسہ قائم کیا۔آپ چوٹی کے مناظر تھے اور عام جماعتی جلسوں میں بڑے مقبول خطیب تھے۔مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نو حسین گر جاکھیؒ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کے ہمیشہ ساتھی اور رفیق رہے اور مناظر اسلام مولانا احمد دین گکھڑویؒ سے بھی بہت بھائی چارہ رہا۔ (اللھم اغفرلہ وارحمہ)

مولانا حکیم محمود سلفیؒ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کے فرزند ارجمند طب میں بڑے ماہر حکیم زبدۃ الحکماء گولڈ میڈلسٹ تھے۔ آپ نے سلفیؒ مرحوم کی وفات کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں دینی تعلیم حاصل کی اور پھر دینی و مسلکی کاموں میں بھرپور حصہ لیا۔ جامع مسجد مکرم اور دینی ادارہ جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن ان کا عظیم صدقہ جاریہ ہے۔ (اللھم اغفرلہ وارحمہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ مرحوم مرحوم ممتاز عالم دین، نامور محقق، فصیح اللسان خطیب، دینی سکالر، مایہ ناز سیاسی رہنما، اور تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد تھے۔ انہوں نے حصول آزادی، اسلام کی سربلندی اور کتاب وسنت کی بالادستی کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ نیز آمریت کے استحصال اور جمہوری قدروں کے احیاء و بقا کے لئے آپ نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اہل وطن ان کے احسانات کے اس بارگراں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ساری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ، دعوت وتبلیغ، درس وتدریس اور وعظ وارشاد سے عبارت تھی۔ مولانا موصوف کم وبیش دس سال تک جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر رہے۔ 1990ء سے سرپرست کی حیثیت سے جماعت کی رہنمائی کی۔ مرکزی جمعیت کے روح رواں تھے انہوں نے جماعتی اور علمی زندگی میں بہت سی اعلیٰ روایات قائم کیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور انہوں نے رشد وہدایت کے چراغ روشن کئے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فروغ، نئی نسل کو مغرب کے ملحدانہ افکار ونظریات سے محفوظ رکھنے اور دینی وراثت کی حفاظت وصیانت کے لئے ان کی دینی خدمات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوجرانوالہ اہلحدیث کی قدیم وعظیم دینی دانشگاہ ہے۔ جس سے ہزاروں فارغ التحصیل علماء ملک اور بیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا مرحوم جامعہ کے عروج واقبال کے لئے جو نتیجہ خیز کوششیں بروئے کار لائے وہ قابل صد تحسین ہیں۔ دینی مسائل کی تحقیق وتدقیق میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مولانا مرحوم نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا اور انہوں نے جنرل ایوب خاں، یحییٰ خاں اور ضیاء الحق کے دور میں بحالی جمہوریت کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ مولانا مرحوم جامعہ محمدیہ مرکزی درسگاہ کے بانی تھے۔ انہوں نے چالیس سال درس حدیث دیا۔ ان کے ہزاروں شاگرد تعلیم وتبلیغ دین میں مصروف ہیں۔ آپ کی دیانت وامانت مسلمہ ہے۔ جامعہ کے لاکھوں کے بجٹ میں پائی پائی کا حساب کیا جاتا ہے۔ مولانا مرحوم قناعت پسند اور خودداری کا پہاڑ تھے۔ مولانا کا خطبہ جمعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مسائل کے ساتھ ساتھ ملکی حالات پر تبصرہ انتہائی مفید ہوتا تھا۔ حاضرین بڑے شوق سے سنتے تھے۔ مولانا کی زندگی علمائے کرام کے لئے مشعل راہ اور مثالی زندگی ہے۔

1968ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد ان کی جگہ پوری جماعت کی نظر انتخاب آپ پر پڑی۔ آپ نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جماعتی اور جامعہ محمدیہ کی ذمہ داریوں کو بخوبی سرانجام دیا۔ جمعیت اہلحدیث کو کام کی فکر و لگن کی ایک نئی راہ پر گامزن کر دیا۔ مرحوم دو مرتبہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر منتخب ہوئے۔ اندرون ملک جماعتی و مسلکی خدمات کے ساتھ ساتھ سعودی عرب' انگلینڈ' عراق کویت اور دیگر ممالک کے تبلیغی دورے کئے۔

مجھے آپ کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے بہت فیض حاصل ہوا۔ 32 سال آپ کی خدمت میں گزارے۔ حضرت الشیخ میرے مربی و محسن کی حیثیت سے ہمیشہ شفقت و محبت فرماتے رہے۔ (اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ الفردوس)

جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ کے اکابرین اور احباب جماعت نے جماعتی اخبار ''الاعتصام'' پھر ''الاسلام'' کا اجراء کیا اور شہر گوجرانوالہ میں تقریباً دوصد مساجد کی تعمیر اور ہر مسجد میں دینی مدرسہ کا اجراء اور آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد اور جماعت میں مرکزی کردار رہا ہے۔

گوجرانوالہ کے احباب جمعیت جنہوں نے بزرگوں کے ساتھ مسلک و جماعت کا کام کیا۔ چوہدری مقبول احمد' بابو نصیرالدین' محمد حسین ڈار' میاں عبدالستار ستارہ فیکٹری والے' منشی محمد یوسف' شیخ محمد اسحاق' حاجی عطاء بٹ' شیخ محمد ادریس' محمد حسین پہلوان' مولوی فضل الرحمٰن' حاجی عبدالجلیل مدینہ کتاب گھر والے' حاجی محمد صدیق پہلوان' عبدالمجید راٹھور' حاجی عطاء اللہ بٹ' مولوی مرزا فضل الرحمٰن' عبدالحمید راٹھور' میاں حبیب الرحمٰن ایل' صوفی محمد شریف (جنہوں نے مرکزی عیدگاہ کی جگہ وقف کی) بابا عبداللہ اہلحدیث' حاجی عنایت اللہ رنگ والے' حاجی عبدالکریم' حاجی عبدالرحیم کھوکھر' ماسٹر محمد شفیع بٹ' حاجی کریم بخش حاجی عبدالحمید ناگی' حاجی عبدالرحمٰن ناگی' حاجی غلام محمد رنگ والے امرتسری اور دیگر رفقاء جو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ (اللھم اغفرلھم وارحمھم۔ آمین)

موجودہ رفقاء جمعیت جناب میاں محمد یوسف' شیخ محمد یوسف' شیخ فضل حق صاحب' شیخ غلام نبی صاحب' حفیظ الرحمٰن بٹ' حنیف الرحمٰن بٹ' ملک منیر بھٹہ' میر محمد جمیل' شیخ محمد جمیل' جمیل الرحمٰن ایل' میاں ضیاء اللہ قمر منیر' یعقوب پہلوان' محمد امجد ایڈووکیٹ' امان اللہ ایڈووکیٹ' عبدالحق ناگی' مرزا اصفدر امرتسر پینٹ والے' مرزا حبیب الرحمٰن' میر محمد یعقوب پہلوان' شیخ محمد یوسف احرار' محمد صدیق تولیے والے' شیخ عبدالحفیظ' شیخ رفیق' میر محمد انور' عبدالمنان ناگی اور دیگر رفقاء اور جماعت کے مشہور صاحب قلم' ادیب ملت جناب بشیر انصاری ایم اے جنہوں نے جماعتی اخبار میں بحیثیت ایڈیٹر مسلک اور جماعت کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔ اور ہمیشہ

(باقی صفحہ نمبر ۴۸ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیثؒ کا سیاسی کردار

چند تابندہ نقوش!

موت ایک ایسی حقیقت ہے جو ہر ذی روح کا مقدر ہے۔ بقا صرف اس ہستی لم یزل کا خاصہ ہے جو کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اسی کے حکم سے دنیا میں ہر روز ہزاروں لوگ سفرِ آخرت پر روانہ ہو جاتے ہیں مگر ان کا کوئی نام لیوا نہیں ہوتا۔ لیکن بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے حسنِ عمل، بلندی کردار، تقویٰ و تدین، دینی بصیرت، علمی تحقیق اور قومی کردار کے ایسے تابندہ نقوش چھوڑ جاتی ہیں جو تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ انہیں شخصیتوں میں سے تھے اور وہ ایک ایسے عالمِ دین تھے جن کی خدماتِ جلیلہ اور رہنمائی کا دائرہ محراب و منبر سے لیکر عملی زندگی کے مختلف میدانوں تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ بیک وقت درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، بحث و مناظرہ، خطابت و ارشاد اور سیاست کے محاذوں پر بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔

• مجھے شیخ الحدیث سے ساٹھ کے عشرہ سے ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے سفر و حضر میں ان کی رفاقت میسر رہی۔ ایک بار حج بیت اللہ کا فریضہ بھی انہیں کی رہنمائی میں ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ انہوں نے 1970ء کے انتخابات میں گوجرانوالہ کی شہری نشست سے اسلامی محاذ کے متفقہ امیدوار کی حیثیت سے قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا۔ راقم الحروف ان کے مرکزی انتخابی دفتر کا انچارج تھا۔ 1973 میں جب مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان (علامہ گروپ) نے ہفت روزہ "الیوم" جاری کیا۔ اس کا دفتر جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث گوجرانوالہ کی بالائی منزل پر تھا۔ شیخ الحدیث مرحوم کی نگرانی و سرپرستی میں راقم الحروف ادارت کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ جب 10 جون 1973 کو مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی مجلسِ شوریٰ کا انتخابی اجلاس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں منعقد ہوا اور مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کو امیر اور پروفیسر علامہ ساجد میر کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا تو ناظم دفتر کی ذمہ داریاں راقم الحروف کے سپرد کی گئیں۔ پھر مارچ 1975ء میں ہفت روزہ "الاسلام" لاہور کا اجرا ہوا۔ اس کا دفتر بھی 1994ء تک گوجرانوالہ میں رہا۔ شیخ الحدیث مرحوم کی سرپرستی میں راقم الحروف کو "الاسلام" کے مدیر اعلیٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ یہ سلسلہ اگست 1990ء تک جاری رہا۔ اس طرح ہمیں شیخ الحدیث مرحوم کو بڑے قریب سے دیکھنے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و فضل کی بے شمار خوبیوں اور فکر و نظر کے بہت سے خصائص سے نوازا تھا۔ خود اعتمادی اور علم و عمل کا جوہر ان کی زندگی میں پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ علم کا سمندر' استقامت کا پہاڑ اور تحقیق و دانش کا کوہِ گراں تھے۔ پھر وہ صرف ایک عالمِ دین اور صاحبِ فکر شخصیت ہی نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دل دردمند کے ساتھ خدمت قوم و وطن کی توفیق بھی ارزانی فرمائی تھی۔ ان میں مسلک و جماعت کی ترویج و ترقی کی گہری تڑپ موجود تھی۔ وہ غور و فکر کے بعد جس بات کا عزم کر لیتے تھے پھر اس کیلئے سراپا عمل بن جاتے تھے۔ ان کے ظاہر و باطن' قول و فعل اور گفتار و کردار میں کوئی تضاد نہ تھا۔ تنگ ظرفی نام کو نہ تھی۔ دیانت و امانت کی دشمن بھی قسم کھاتے تھے۔ **الفضل ماشهدت به الاعداء**۔ بے وفائی کا لفظ ان کی لغت میں موجود نہ تھا۔ طبیعت میں استغنا اور خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ سادہ طبیعت' تکلف سے پاک اور شہرت و ناموری کے تصور سے ناآشنا تھے۔ لیکن دینی جذبے' مسلکی غیرت' جماعتی حمیت اور ملی تڑپ سے سرشار تھے۔ بقول شاعر

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں (جگر)

جامع اہلحدیث' چوک اہلحدیث کی وہ رونقیں' وہ محفلیں اور وہ بزم آرائیاں جو مولانا مرحوم کے دم قدم سے قائم تھیں اب وہ نظر نہیں آتیں اور جامع مسجد کے درو دیوار کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے۔

تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

شیخ الحدیث مرحوم نے ہوائے تند و تیز میں بھی بحالت درویشی' بانداز خسروانہ علم و آگہی کے چراغ جلائے رکھے۔ پھونکیں مارنے والے کم نہ تھے مگر انہوں نے استقامت کا دامن نہ چھوڑا۔ اس طرح بدخواہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ علامہ اقبال نے شاید ایسی ہی شخصیتوں کے بارے میں کہا ہے

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سچی بات یہ ہے کہ شیخ الحدیث کی زندگی علم و عمل' شوق مطالعہ' اتباع سنت' درس قرآن و حدیث سے وارفتگی اور دین و سیاست کا خوبصورت نمونہ تھی۔ اب تو ایسے لوگ نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا تابناک ماضی

آپ جانتے ہیں کہ انگریز کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی غرض سے جو مجاہدین صف شکن میدان عمل میں اترے ان میں اہلحدیث صف اول میں تھے۔ اہلحدیث نے تحریک آزادی میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان کی اپنی ایک تابناک تاریخ ہے۔ علماء اہلحدیث کی سنہری خدمات' تابناک ماضی اور درخشاں کارناموں کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مگر تاریخ کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ پوری دو صدیاں غیر ملکی ظالم حکمرانوں کا تختہ مشق بننے والے سرفروش آج بھی تاریخ کے صفحات میں نظر نہیں آتے۔ لیکن وہ خان بہادروں کی اولاد جن کے آباؤ اجداد نے ملت فروشی اور مجاہدین آزادی کی انگریز کے ہاں جاسوسیوں کے صلہ میں جاگیریں حاصل کیں وہ ملک کے دروبست پر چھائے رہے۔ شورش کاشمیری نے درست کہا ہے۔

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کیلئے دارورسن قائم تھے
خانزادوں کیلئے مفت کی جاگیریں تھیں

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کی ہڈیوں پر اپنے محلات تعمیر کر کے آج ان ہی کے نوران چشم ملت کی تاریخ کے دھارے کے مالک بن بیٹھے ہیں"۔

تحریکِ پاکستان

آپ نے اپنے ماضی کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھ لی ہے۔ شیخ الحدیث مرحوم اسی کاروان آزادی کے حدی خواں تھے۔ ان کا سیاسی کردار بڑا نمایاں ہے۔ ان میں دین وسیاست کا حسین امتزاج موجود تھا۔ آپ کے دور شباب میں تحریکِ پاکستان اپنے عروج پر تھی۔ آپ کانگرس کے سخت مخالف اور مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے۔ مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت و تائید اور کانگریس کی مسلم کش پالیسیوں کے خلاف آپ کے معرکۃ الآرا خطبات اور تقاریر قیامِ پاکستان کی تاریخ میں گرانقدر حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ پاکستان کی حمایت میں کانگرس کے نظریہ کا اس طرح تاروپود بکھیر کر رکھ دیتے تھے کہ شدید مخالفین کو بھی ان سے آنکھیں دوچار کرنے کی جرات نہ ہوتی۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ نے قیامِ پاکستان کے لئے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں اور مسلم لیگ کے موقف کی تائید میں قریہ قریہ 'گلی گلی اور شہر شہر پہنچ کر جلسوں سے خطاب کیا۔ دین اور سیاست کے بارے میں مولانا مرحوم کا نظریہ بالکل واضح ہے کہ سیاست اور دین ایک ہی جسم کے دو اعضاء یا ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ انہیں علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔

اور بقول علامہ اقبال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلامی دستور

بلا شبہ پاکستان کی تحریک اور اس کے قیام سے لیکر تعمیر و ترقی تک تاریخ میں ان کی رہنمائی کے بہت سے نقوش ثبت ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد جہاں وطن عزیز کو بہت سے دیگر مسائل درپیش تھے وہاں آئین پاکستان کا مسئلہ بھی بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ قوم تو اسلامی دستور کیلئے سراپا احتجاج تھی مگر حکمران یہ عذر لنگ پیش کر رہے تھے کہ کس فرقے کا اسلام نافذ کیا جائے؟ چنانچہ قرارداد مقاصد کے پاس کرنے سے قبل اہلحدیث' شیعہ' بریلوی اور دیوبندی مکاتب فکر کے 32 علماء کرام نے مل کر 22 متفقہ نکات پر مشتمل اسلامی دستور کا خاکہ پیش کیا۔ جن میں کتاب و سنت کی بالادستی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک موقع پر شیخ الحدیث مرحوم نے موچی دروازہ کے جلسہ عام میں اپنے صدارتی خطبہ میں برملا فرمایا کہ جمعیت اہلحدیث' مضبوط پاکستان کا نظریہ رکھتی ہے۔ ہم نے اس ملک کے حصول کیلئے بیش بہا قربانیاں دیں۔ ہمارے بے شمار مدارس برباد ہوئے۔ اپنی مساجد ویران ہوئیں' اپنی جائیدادیں ترک کیں اور خون کی ندیاں پار کر کے پاکستان پہنچے۔ ملک میں کتاب و سنت کا نظام قائم کرنا جمعیت اہلحدیث کا مقصدِ وحید ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے دینی جماعتوں کو دعوت اتحاد دیتا ہوں کہ آئیں' ہم مل کر پاکستان کے تحفظ و استحکام اور اس میں کتاب و سنت کا نظام نافذ کرنے کیلئے جدوجہد کریں۔ کیونکہ جماعتوں کے متحد ہونے پر ہی مسائل حل ہوتے رہے ہیں۔ جب جماعتیں تحریکِ پاکستان کے موقع پر متحد ہوئیں تو پاکستان نقشہ عالم پر نمودار ہوا۔ پھر تحریک ختم نبوت کے موقع پر ان جماعتوں کا اتحاد ہوا تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پھر قومی اتحاد معرضِ وجود میں آیا تو تمام جماعتوں نے اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک آمر سے نجات حاصل کی۔ اگر ماضی میں جماعتوں کا اتحاد ہو سکتا ہے تو اب کیوں نہیں ہو سکتا؟ تمام مذہبی جماعتیں جو ملک میں کتاب و سنت کے نفاذ کی علمبردار ہیں وہ اس کے لئے میدان عمل میں آئیں' جمعیت اہلحدیث ان کے شانہ بشانہ کام کرے گی۔

دینی جماعتوں کا اتحاد

بحمد اللہ شیخ الحدیث مرحوم کی یہ صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی بلکہ تین دینی جماعتیں متحد ہو گئیں جو ایک نیک شگون تھا اور اس بات کی علامت تھا کہ محبِ وطن اور اسلام دوست قوتوں میں مفاہمت و یگانگت میں جو دشواریاں تھیں وہ جزوی طور پر دور ہوئیں اور توقع کی جانی چاہیے کہ اتحاد کی پیش رفت جاری رہے گی اور یہ اتحاد وسیع تر ہو سکے گا۔ جن تین دینی جماعتوں میں اتحاد ہوا وہ محض سیاسی جماعتیں ہی نہیں بلکہ تین مختلف دینی مسالک کی ترجمان بھی ہیں اور یہ مسالک عرف عام میں بریلوی' دیوبندی اور اہلحدیث مکاتب فکر ہیں۔ اس اتحاد سے مسلمانوں میں فرقہ واریت میں کمی ضرور ہوئی۔ لیکن ایک جماعت کی غلط روش کی بنا پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر خواہ پیش رفت نہ ہو سکی۔

سقوط ڈھاکہ

یحییٰ خاں کے دور میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی ملی بھگت سے سقوط ڈھاکہ کا المیہ پیش آیا اور اس خبر وحشت اثر سے پورے مغربی پاکستان میں صف ماتم بچھ گئی اور محب وطن قوتیں مضمحل ہو گئیں تو مولانا مرحوم نے اپنے خطبات میں اس المیہ کے کرداروں کو پوری جرات کے ساتھ بے نقاب کیا اور مشرقی پاکستان میں بہاریوں پر جو قیامت ٹوٹی اس پر سخت تنقید کی۔ مولانا مرحوم پیپلز پارٹی کی حکومت کے شدید ناقد رہے اور اس کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ بنگلہ دیش نامنظور کی تحریک میں مولانا مرحوم نے ایک بے باک سیاستدان' ایک راستباز معاملہ فہم اور دور اندیش قائد کا کردار ادا کیا۔

تحریکِ تحفظِ ختم نبوت 1974ء

29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ سوات کے تفریحی سفر سے بذریعہ ٹرین جب ربوہ اسٹیشن پر پہنچے تو انہوں نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے اس پر قادیانی غنڈے جو لاٹھیوں' چاکوؤں اور چھروں سے مسلح تھے نہتے طلبہ پر ٹوٹ پڑے۔ اور انہیں بری طرح زخمی کر کے نڈھال کر دیا۔ اس خبر سے پورے ملک میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور دینی رہنما فوری طور پر میدان عمل میں آ گئے اور صورتحال کے پیشِ نظر مجلس عمل قائم کی گئی۔ جس کے قائدین نے ملک بھر کے دورے کیے۔ اس ضمن میں اہلحدیث علماء' علامہ احسان الٰہی ظہیر' شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ' حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری' مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی' مولانا محمد اسحاق چیمہ' حافظ عبدالقادر روپڑی' مولانا عبدالحق صدیقی' حافظ عبدالغفور جہلمی' مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی اور دیگر بے شمار علماء اہلحدیث کی گراں قدر خدمات داد و تحسین سے بالاتر ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے تو اپنی شعلہ نوائی سے بھٹو شاہی پر تابڑ توڑ حملے کر کے عوام کو بھٹو کی مرزائیت نوازی کے خلاف صف آرا کر دیا۔ ادھر شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ نے گوجرانوالہ میں جس مومنانہ فراست' شجاعت مسلم' جرات و استقامت اور بے باکی سے اس تحریک کی قیادت کی وہ ان کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ جس ہمتِ مردانہ اور جرات مومنانہ سے زبردست جلوسوں کی قیادت کی اور فقید المثال احتجاجی جلسوں کی صدارت کی آج بھی اپنے اور بیگانے مولانا کی ان عظیم خدمات کیلئے رطب اللسان ہیں۔

انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزائیت اور اس کی خانہ ساز نبوت کے داعی غلام قادیانی نے امتِ مسلمہ کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کیلئے متفقہ عقیدہ ختم نبوت کو پامال کرنے کی ناکام کوشش کی۔ علماء امت نے اس کا مسکت جواب دیا اور اسلام کے نام پر اس فرقہ ضالہ کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلع قمع کرنے کیلئے ضروری تھا کہ اس کا آئینی حل تلاش کیا جائے۔ چنانچہ اسلامیان پاکستان کے متفقہ مطالبہ ' ملک گیر تحریک اور پارلیمنٹ میں بحث و مباحثہ کے بعد 7 دسمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس طرح مرزائیت پوری دنیا میں اپنے منطقی اور عبرتناک انجام کو پہنچ گئی۔ اور مرزا ناصر ربوہ سے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر اپنے آقاؤں کی خدمت میں برطانیہ میں پناہ گزیں ہو گیا۔

تحریکِ نظام مصطفیٰ

1977ء کے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کی دھاندلیوں کے رد عمل میں قومی اتحاد کے سٹیج سے ایک زبردست اور مثالی تحریک شروع ہوئی جو تحریک نظام مصطفیٰ کی شکل اختیار کر گئی۔ گوجرانوالہ میں مولانا مرحوم کی سرپرستی میں مرکزی جامع مسجد اہلحدیث چوک اہلحدیث تحریک کا مرکز بنی رہی۔ سب سے زیادہ جلوس یہیں سے نکلے بہت سے اہلحدیث علماء اور کارکن پس دیوار زنداں چلے گئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ نعمانیہ روڈ گوجرانوالہ کے احتجاجی جلسہ میں اپنے رفقاء اور احباب کے ساتھ گرفتاری دینا چاہتے تھے۔ لیکن تمام مکاتب فکر کے علماء جو اس جلسہ میں موجود تھے انہوں نے شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ آپ گرفتاری نہ دیں اس طرح شہر میں تحریک کو نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ آپ نے مناسب حکمتِ عملی کے تحت تحریک کو بھرپور انداز میں جاری رکھا۔ اس ملک گیر تحریک کی کامیابی کے نتیجہ میں بھٹو حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ یاد رہے کہ مولانا مرحوم اور میاں فضل حقؒ قومی اتحاد کے مرکزی اجلاسوں میں جماعت کی نمائندگی کیا کرتے تھے۔ جبکہ مرکزی رہنما علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے اپنی شعلہ نوائی سے بھٹو حکومت کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اگرچہ قومی اتحاد کا ستارانہ تھی لیکن اہلحدیث کا کردار انتہائی موثر تھا۔ قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود کو بھی ایک تحریر میں اس کا اعتراف کرنا پڑا۔

تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ

جب شیطان رشدی نے نبی مکرم ﷺ کے خلاف نہایت دلآزار کتاب لکھی تو تحریک تحفظ ناموس رسالت کے تحت اس کتاب کے خلاف رائے عامہ کو منظّم کرنے اور اپنے مطالبات پر زور دینے کیلئے ملک بھر میں عام جلسے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ جمعیت اہلحدیث نے نہایت جرات و بے باکی کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔ مولانا مرحوم کی صدارت میں شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ملک کی قابل ذکر جماعتوں کے قائدین تشریف لائے۔ مولانا کا خطاب حاصل جلسہ تھا۔

شہدائے اہلحدیث کیس

23 مارچ 1987ء کو جب مینار پاکستان کے پہلو میں اللہ والوں کی متاع دین و دانش لٹ گئی۔ یعنی جمعیت اہلحدیث کے جلسہ عام میں بم دھماکہ ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے نتیجہ میں علامہ احسان الٰہی ظہیر' علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی' مولانا عبدالخالق قدوسی اور محمد خاں نجیب ودیگر کارکن شہید ہو گئے۔ شیخ الحدیث مرحوم کی امارت اور علامہ پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں بڑی زوردار احتجاجی تحریک برپا ہوئی سب سے زیادہ احتجاجی جلوس گوجرانوالہ سے نکلے۔ شیخ الحدیث نے ایک اجتماعی جمعہ مسجد مکرم اہلحدیث میں پڑھایا۔ پابندی کے باوجود نماز جمعہ کے بعد بہت بڑے احتجاجی جلوس کا منظر دیدنی تھا۔ جب جلوس سیالکوٹی دروازہ کے قریب پہنچا تو اس پر پولیس نے لاٹھی چارج اور زبردست شیلنگ کی مگر جلوس رواں دواں رہا اور اگلے روز بھی تحریک پورے جذبہ کے ساتھ جاری رہی۔ اسی طرح ایک اور بہت بڑا احتجاجی جلوس ٹاہلی والی مسجد سے بھی نکالا گیا جس کا جوش و جذبہ دیکھ کر انتظامیہ بوکھلا اٹھی۔ پولیس نے بہت سے کارکنوں کو گرفتار کر لیا اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا۔ مگر

بڑھتا ہے ذوق جرم ہر سزا کے بعد

شرکاء جلوس کا مطالبہ یہ تھا کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ لیکن ستم کی بات یہ ہے کہ پندرہ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود قاتل گرفتار نہیں ہو سکے۔ اس کوتاہی کی ذمہ دار وفاقی اور صوبائی حکومت ہے۔ جب پیپلز پارٹی کی نسوانی حکومت کا دور آیا تو وہ شہداء اہلحدیث کیس کا رخ بدلنا چاہتی تھی اور اس کا مقصد اصل قاتلوں کی گرفتاری نہیں' سیاسی انتقام تھا۔ چنانچہ جمعیت اہلحدیث کی شدید مخالفت سے وہ منصوبہ ناکامی سے دوچار ہوا۔

غیر جماعتی انتخابات

ضیاء الحق نے جب غیر جماعتی انتخابات کرانے کا اعلان کیا تو مولانا مرحوم سراپا احتجاج بن گئے اور اپنے علماء کرام کو پابند کیا کہ وہ اپنے خطبات میں غیر جماعتی انتخابات کے خلاف رائے عامہ کو منظم کریں۔ آپ نے اپنے خطبہ اور اخباری بیانات میں کہا کہ عوام ملک کے بدخواہ نہیں بلکہ حکمران ملک کے بدخواہ ہیں۔ سارا ملک بیک زبان چیخ رہا ہے کہ غیر جماعتی انتخابات کے ذریعے ملک میں فرقہ واریت کا عفریت اپنے پنجے گاڑ چکا ہے۔ غیر جماعتی طور پر منتخب ہونے والے ارکان اسمبلی نے قومی خزانہ خالی کر دیا ہے۔ یہ لوگ جو اپنے طور پر منتخب ہوتے ہیں وہ دس لاکھ روپے لگا کر بیس لاکھ کمانے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ وہ کسی کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟ ہمارا مطالبہ ہے کہ جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرائے جائیں تاکہ لوگ نظریاتی الیکشن لڑیں اور ملک میں اتحاد پیدا ہو۔ ضیاء الحق نے خود تسلیم کیا کہ غیر جماعتی انتخابات ملک کیلئے مضر ثابت ہوئے ہیں۔ اور اس نے جماعتی انتخابات کرانے کا وعدہ کیا مگر اس خود غرض شخص نے اچانک غیر جماعتی انتخابات کا اعلان کر کے لوگوں کو انگشت بدنداں کر دیا۔

شریعت بل

ضیاء الحق کے دور میں ہی شریعت بل بھی سامنے آیا جسے جمعیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث نے مسترد کر دیا۔ اس مسئلہ میں شیخ الحدیث مرحوم کا موقف یہ تھا کہ شریعت بل کا مسئلہ اکثریت کے حوالہ سے نہیں بلکہ اصولوں کی بنیاد پر اور ایسے طریقہ سے طے ہونا چاہیے کہ جس سے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا نہ ہو۔ اصولی و نظریاتی طور پر تمام مکاتب فکر کتاب و سنت کو اسلام اور شریعت کی اساس مانتے ہیں اور اس پر وہ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ لہذا مجوزہ شریعت بل میں کسی فقہ کو بنیاد بنانے کی بجائے کتاب و سنت کو ہی بنیاد بنایا جائے۔

عراق کا کویت پر حملہ

2 اگست 1990ء کو عراق نے اپنے ہمسایہ مسلم برادر ملک کویت پر حملہ کر کے اسے اپنے اندر مدغم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور فوراً بعد سعودی عرب کی سرحدوں پر فوجیں جمع کر دیں جس سے سعودی عرب کی سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ یہ سرزمین حرمین شریفین پوری دنیا کے مسلمانوں کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ہے۔ ہمارے ملک میں متعدد ایسی تنظیمیں موجود ہیں جو کویت و سعودی عرب کی زکوٰۃ و صدقات پر چل رہی ہیں۔ لیکن جب حرمین شریفین کے تحفظ کا مسئلہ درپیش آیا تو انہیں سعودی عرب کی حمایت کی توفیق نہ ہوئی بلکہ ان پر صدام کا ہوا سوار تھا۔ ان حالات میں مولانا مرحوم نے جماعت کا اجلاس طلب کر کے یہ فیصلہ کیا کہ تحفظ حرمین شریفین کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ چنانچہ لاہور، گوجرانوالہ، قصور، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی، جہلم، پشاور، کوئٹہ اور کراچی میں کانفرنسیں منعقد کی گئیں اور کہا کہ ہم عراق کے اس غیر انسانی، غیر اخلاقی، غیر قانونی، غیر اسلامی اور غیر آئینی رویہ کی مذمت کرتے ہیں۔ اور مطالبہ کرتے ہیں کہ کویت کی آئینی حیثیت کو بحال کیا جائے۔ کویت اور سعودی عرب کی سرحدوں سے عراقی فوجوں کو واپس بلایا جائے۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ تقدس حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ لاہور کی کانفرنس اور احتجاجی جلوس تاریخی تھا۔ جس کی ویڈیو کیسٹیں سعودی عرب بھی پہنچیں۔ جمعیت اہلحدیث کے اس اقدام سے سعودی عرب میں پاکستانی افراد کو بڑی عزت ملی۔ اس موقع پر ہفت روزہ ''الاسلام'' کا تحفظ حرمین شریفین نمبر بھی شائع کیا گیا۔ جبکہ یہ جریدہ مولانا مرحوم کی سرپرستی میں شائع ہوتا تھا۔ اور جمعیت اہلحدیث کا آرگن تھا۔

عورت کی حکمرانی

عورت کی حکمرانی کے بارے میں جمعیت اہلحدیث کا موقف بڑا واضح رہا ہے اور وہ اسے برملا خلاف شریعت سمجھتی ہے اور ہادی کائنات ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں اس کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی جس نے عورت کو اپنا سربراہ بنا لیا ہو۔ پاکستان میں جب ایک عورت حادثہ کے طور پر ملک کی وزیر اعظم بنی، تو جمعیۃ اہلحدیث کے رہنماؤں نے عموماً حضرت مولانا محمد عبداللہ مرحوم نے اپنے خطبات،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ پروفیسر ساجد میر نے اپنے بیانات' پریس کانفرنسوں اور تقاریر نیز جمعیت کے آرگن ہفت روزہ ''اہلحدیث'' نے اپنے مضامین میں خصوصاً عورت کی حکمرانی کی جس قدر تردید اور مخالفین کے دلائل کارد کیا اس کا سبھی نے اعتراف کیا ہے۔

پروفیسر ساجد میر کا نعرہ حق

علامہ پروفیسر ساجد میر کا وہ ایمان افروز اور ولولہ انگیز بیان تو ہر جگہ سراہا گیا جو انہوں نے وفاقی وزیر قانون کے جواب میں دیا تھا۔ کہ عورت کی حکمرانی کی مخالفت اگر دستور سے بغاوت ہے تو میں سب سے بڑا باغی ہوں۔ مجھے اس کی پاداش میں تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ اسی جدوجہد کو منظم اور ملکی سطح پر جاری رکھنے کیلئے جب تمام دینی جماعتوں کا ایک کنونشن راولپنڈی میں منعقد ہوا تو شیخ الحدیث مرحوم نے اس میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس کنونشن نے نسوانی حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور عورت کی سربراہی کے حامیوں کو کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی۔

پیپلز پارٹی کا دور حکمرانی

پیپلز پارٹی نے جب دوبارہ اقتدار سنبھالا تو شیخ الحدیث مرحوم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ پنجاب' سرحد اور بلوچستان میں ڈاکے' چوریاں اور قتل وغارت گری کی وارداتیں پہلے کی نسبت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے حکومت ملنے کی خوشی میں جو گل کھلائے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے قاتلوں کو رہا کر دیا۔ قیدیوں کی پھانسی کی سزائیں معاف کر دیں۔ عمر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ الغرض جو فتنہ و فساد ان جیلوں میں بند تھا اسے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ مجرموں نے باہر آکر سندھ میں اودھم مچا دیا' اندرون سندھ سے ہزاروں خاندان نقل مکانی کر کے کراچی اور حیدر آباد پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

مخالفین پاکستان

شیخ الحدیث مرحوم' مخالفین پاکستان کی بھی خوب خبر لیتے تھے۔ جنہیں پاکستان بنتے وقت پورے ہندوستان میں ایک قوم نظر آتی تھی۔ اور اب تقسیم ہند کے بعد چار قومیں نظر آتی ہیں۔ ایسے لوگوں میں بصیرت نام کی کوئی شے باقی نہیں ہے انہیں اپنی بصارت کا ہی علاج کروا لینا چاہیے۔

1993ء کے عام انتخابات

1993ء کے انتخابات کا جو المناک نتیجہ سامنے آیا اس پر شیخ الحدیث مرحوم نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک عزیز میں خود ساختہ بحرانوں کے بعد قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات اپنے اختتام کو پہنچ چکے ہیں۔ انتخابات میں بہت سی سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا۔ نتیجہ وہی نکلا جس کی مرکزی جمعیت اہلحدیث نے واضح طور پر نشاندہی کی تھی اور ان خطرات سے قوم کو آگاہ کیا تھا کہ اگر دینی جماعتیں متحد نہ ہوئیں اور انہوں نے اپنا ورن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواز شریف کے پلڑے میں نہ ڈالا تو ملک میں لادینی قوتیں برسرِ اقتدار آجائیں گی۔ اور عورت کی سربراہی کا رستہ روکنا ممکن نہ ہو گا۔ ہم نے اپنا دینی' قومی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے دینی جماعتوں کے سربراہوں سے متحد ہونے کی بار بار درخواست کی اور مذاکرات بھی کئے مگر اسلامک فرنٹ اور دوسری جماعتوں نے حالات کی نزاکت کا احساس نہ کیا اور "سولو فلائیٹ" کے ذریعہ دینی افراد کے ووٹ تقسیم کر کے نہ صرف عورت کی سربراہی کیلئے راہ ہموار کی بلکہ دینی جماعتوں کی رسوائی کا سامان پیدا کر دیا اور آج وہی جماعتیں عورت کی سربراہی کے خلاف بیان دے رہی ہیں۔ حالانکہ

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

مسئلہ کشمیر

جمعیت اہلحدیث کے نزدیک کشمیر' پاکستان کی شہہ رگ ہے۔ جب حریت پسند پورے جوش اور جذبے کے ساتھ آزادی کشمیر کیلئے برسرِ پیکار تھے تو ملک کی نسوانی حکومت مسئلہ کشمیر کو خراب کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ بے نظیر نے وزیراعظم بنتے ہی کہا تھا کہ جن کو تم مجاہدین کہتے ہو وہ تو دہشت گرد ہیں۔ ایسے حالات میں جمعیت اہلحدیث نے کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے لاہور کے الحمرا ہال میں کشمیر کانفرنس منعقد کر کے نہ صرف اپنے موقف کا اظہار کیا بلکہ مجاہدین کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ مرحوم نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا تھا کہ مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی جو لہر آئی ہے وہ اس بہار آزادی کا تسلسل ہے جو اس وقت دنیا کی بیشتر محکوم قوموں کی زندگی میں وارد ہوئی ہے۔ عالم انسانیت میں اس وقت اٹھنے والی آزادی کی لہریں اس بات کی غماز ہیں کہ انسانیت کو جبر و استبداد اور قہر و تسلط کے آہنی پنجوں میں جکڑ کر نہیں رکھا جا سکتا۔ آرمینیا' آذربائیجان' پولینڈ' فلسطین' مشرقی و مغربی جرمنی' افغانستان اور اب مقبوضہ کشمیر یکے بعد دیگرے سب آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے جذبہ آزادی کو ٹینکوں' توپوں اور گولیوں کی بارش اور خاردار تاروں کے ذریعے روکا نہیں جا سکتا۔

آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے۔ کشمیر کی آزادی کے متوالے اپنے حق کو حاصل کرنے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا چکے ہیں۔ کشمیری وہ قوم ہے جسے پیدائشی حق آزادی ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے مقتدر اداروں نے بھی ان کے اس حق آزادی کو تسلیم کیا ہے۔ بلکہ خود بھارت کے پہلے وزیراعظم نے بار بار اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ کشمیریوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہو گا۔ اگست 1952 کو بھارتی پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو نے کہا تھا کہ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے اور جب بھی کشمیری ہم سے مطالبہ کریں گے تو ہم کشمیر چھوڑ دیں گے۔ یہ حقیقت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حقدار کو حق مانگنے سے نہیں ملتا ظالم و غاصب سے حق چھین کر ہی واپس لیا جا سکتا ہے۔ اس وقت پوری قوم کشمیری حریت پسندوں کی پشت پر ہے اور ان شاء اللہ حریت پسند اپنا حق لے کر رہیں گے۔

توہین رسالت ﷺ قانون میں ترمیم

انہیں دنوں پیپلز پارٹی کے وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر نے اعلان کیا تھا کہ توہینِ رسالت ﷺ کا جرم اب قابل دست اندازی پولیس نہیں رہا۔ چنانچہ اس کے خلاف غیور اسلامیان پاکستان سراپا احتجاج بن گئے۔ ہڑتالیں ہوئیں اور احتجاجی مظاہروں میں وزیر قانون کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا اس کے پتلے جلائے گئے۔ نیز اس ترمیم کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا۔ شیخ الحدیث مرحوم نے ایک احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے دنیا اور اپنے آقا امریکہ کو انسانی حقوق کا چیمپئن اور ''روشن خیال'' ہونے کا تاثر دینے کیلئے توہین رسالت ﷺ کے قانون میں جو تبدیلی کی ہے۔ وہ عوامی غضب اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں توہین رسالت ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ اس سلسلہ میں احتجاجی جلسے کیے گئے۔ اور گوجرانوالہ کا جلسہ مثالی تھا۔ شیخ الحدیث مرحوم صدر جلسہ تھے۔ اور ان کا خطاب بھی ایمان افروز اور ولولہ انگیز تھا۔

کاروان نجات

بد قسمتی سے پیپلز پارٹی نے دوبارہ برسر اقتدار آکر پاکستان کو اپنی میراث سمجھنا شروع کر دیا۔ ملک میں افراتفری' قتل و غارت گری' ڈاکہ زنی اور بدامنی نقطہ عروج سے بھی آگے نکل گئی۔ برسر اقتدار طبقہ نے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دیا۔ کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ ایسے ہی دوسرے اقدامات نے جمہوری نظام حکومت پر شخصی انداز حکمرانی کی چھاپ گہری کر دی۔ دریں حالات مسلم لیگ (ن) 'مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اور دیگر جماعتیں' ملک کی ترقی اور بقاء و استحکام کیلئے میدان عمل میں کود پڑیں۔ عہد ساز جلسے کیے۔ جن سے حکمرانوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ آخر حزب اختلاف نے پیپلز پارٹی سے گلو خلاصی کیلئے کاروان نجات کا پروگرام ترتیب دیا۔ چنانچہ 11 ستمبر سے 14 ستمبر 1994ء تک کراچی سے پشاور تک ٹرین مارچ بیحد کامیاب رہا۔ 20 ستمبر کو ملک گیر ہڑتال جس پیمانے پر کامیاب ہوئی اس نے ثابت کر دیا کہ حزب اختلاف' عوام کی ترجمانی کا حق ادا کر رہی ہے۔ 29 ستمبر کو ریلیوں اور احتجاجی اجتماعات کا ملک گیر پروگرام شروع ہوا اور ہڑتالیں ہوئیں جس کے دوران ریاستی تشدد نے بھٹو دور کی یادیں تازہ کر دیں۔ شیخ الحدیث مرحوم نے اپنے خطبات میں مسلسل حکومت کے خلاف احتجاج اور تنقید جاری رکھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں پولیس کی یلغار

20 ستمبر 1994 کو جس روز پوری قوم نے سوالی حکومت کی بد عنوانیوں کے خلاف ہڑتال کر رکھی تھی۔ اس ہڑتال میں عوام پر پولیس نے ہر جگہ مجرمانہ تشدد کیا اور ان کے اس تشدد سے دینی مدارس اور مساجد بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ خصوصاً جامعہ محمدیہ جو ایک معروف دینی دانشگاہ ہے اس پر پولیس نے دھاوا بول دیا۔ نئے بلاک کے تمام دروازے شیشے 'کھڑکیاں اور الماریاں توڑ ڈالیں نیز طلبہ اور اساتذہ کرام پر بہیمانہ طریقہ سے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس پھینکی۔ جس سے بہت سے طلبہ زخمی ہو گئے۔ درجنوں طلبہ کو پکڑ کر تھانے میں بند کر دیا۔ اور ان پر وحشیانہ تشدد کیا گیا۔ جب پولیس طلبہ کو گرفتار کر رہی تھی۔ شیخ الحدیث مرحوم علالت طبع کے باوجود اس وقت جامعہ میں موجود تھے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں پولیس آفیسر سے کہا کہ ظالمو! میرے طلبہ کو گرفتار کیوں کرتے ہو آؤ مجھے گرفتار کرو' یہ بوڑھا شخص تمہارے ظلم سہنے کیلئے کافی ہے۔

بے نظیر حکومت برطرف

بحمد اللہ تحریک نجات کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کی تحلیل اور بے نظیر حکومت کی برطرفی پر جس طرح عوام نے خوشی کا اظہار کیا وہ ایک فطری امر تھا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث 'اہلحدیث کی واحد نمائندہ جماعت ہے جس کی علمی' مخلص 'مستعد اور سیاسی قیادت نے ہمیشہ درست فیصلے کئے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث اور مسلک اہلحدیث سے وابستہ افراد ایسی کسی جماعت کی حمایت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے جو لادینی نظریات کی حامل ہو۔ چنانچہ 1997ء کے انتخابات میں مسلم لیگ (ن) کی حلیف جماعت کے طور پر پنجاب اسمبلی میں دو نمائندے حاجی عبدالرزاق اور ملک ذوالقرنین ڈوگر منتخب ہوئے۔ مولانا معین الدین لکھوی قومی اسمبلی میں پہنچ گئے۔ جبکہ پروفیسر علامہ ساجد میر اس انتخاب سے قبل سینٹ کے ممبر اور سینٹ کی مجلس قائمہ برائے مذہبی امور کے چیئرمین منتخب ہوئے۔

ایک اعلیٰ روایت

جماعتی ادغام اور 1990ء کے بعد جب مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے انتخابات کی آمد آمد تھی۔ مرکزی قائدین 'امارت کی ذمہ داریاں کسی نہایت موزوں شخصیت کے کندھوں پر ڈالنا چاہتے تھے۔ گہرے غور و فکر کے بعد سب کی نظر انتخاب شیخ الحدیث مرحوم پر پڑی۔ اور انہوں نے مل کر مولانا مرحوم سے درخواست کی کہ آپ آئندہ جماعت کی سربراہی کیلئے آمادگی کا اظہار فرمائیں۔ مولانا نے جواب دیا کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ قوتِ کار متاثر ہو چکی ہے۔ لمبے سفر کے قابل نہیں۔ اس لئے یہ منصب سنبھالنے سے معذرت خواہ ہوں۔ پروفیسر ساجد میر اس منصب کیلئے نہایت موزوں ہیں۔ جس قدر مجھ میں ہمت ہے میں کسی منصب کے بغیر بھی کام کرتا رہوں گا۔ کام کیلئے کسی منصب کی ضرورت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ در حقیقت مولانا مرحوم نے معذرت کر کے ایک اعلیٰ روایت قائم کی جس کی مثال جماعت کی پچاس سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

سچی بات یہ ہے کہ مولانا مرحوم' شیخ الحدیث اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کی سیاست کی رفتار اور انداز پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اسی لئے جماعت کے اجلاسوں میں ان کا خطاب جماعت کی پالیسی بن جایا کرتا تھا۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر کی قیادت اور میاں محمد جمیل کی نظامت میں اب ایک قابلِ ذکر سیاسی قوت بن چکی ہے۔ لیکن اسے مزید مضبوط اور موثر بنانے کیلئے ہمیں خود کو تنظیمی اور وسائل کے اعتبار سے مزید مستحکم بنانا ہوگا۔ جمعیت کے انتخابی منشور میں ☆۔ کتاب و سنت کی بالادستی ☆۔ پاکستانیت کا فروغ ☆۔ جمہوریت کا تسلسل ☆۔ عوام کے سماجی و معاشی مسائل کے علاوہ دیگر نکات شامل ہیں۔

شیخ الحدیث مرحوم کے سیاسی کردار کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ وہ انگریز کے دبدبے' ایوب خان کے طنطنے' یحیٰی خاں کے ہمہے اور مسٹر بھٹو کے غلغلے سے نہ خائف ہوئے اور نہ جھکے ۔ بلکہ سب کو شیروں کی طرح للکارتے رہے اور سود و زیاں سے بالاتر ہو کر امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابن تیمیہؒ کی راہِ عزیمت پر چلتے رہے۔ بقول اقبال

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آخر میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مملکت پر جب بھی کوئی برا وقت آیا اس کے نظریے پر کوئی حملہ ہوا۔ اس کے دفاع کو کوئی خطرہ لاحق ہوا۔ کسی شخص یا کسی جماعت نے اس کے قیام کے مقاصد کے خلاف غوغہ آرائی کی اور جب بھی کسی فتنے نے سر اٹھایا تو مولانا مرحوم قوم کی رہنمائی کیلئے فوراً میدانِ عمل میں آگئے اور ہر محاذ پر قوم کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ سچی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کی مساعی جمیلہ لامحدود ہیں اس لئے قلم ان کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ ابھی ان کو دیکھنے والے اور ان کی مصاحبت و علم سے مستفید ہونے والوں کی کمی نہیں۔ وہ سب اپنے اپنے مقام پر ان کی توصیف میں رطب اللسان اور ان کیلئے بارگاہِ ربانی سے رحمت و مغفرت اور بلندی درجات کے طالب ہیں۔ میں اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں

ہر ایک بات زباں پر نہ آ سکی ان کی
کہیں کہیں سے سنائے ہیں ہم نے افسانے

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''دانش وجرات کی نادر مثالیں''

تحریر: جناب مولانا محمد نعیم بٹ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی گفتگو تصنع اور تکلفات سے بالاتر' نہ ترنم کا سہارا اور نہ ہی جوش وجذبات کا تلاطم۔ لیکن جس مقام اور جس عنوان پر بھی حضرت نے خطاب فرمایا لوگ ان کے فکر واستدلال پر انگشت بدنداں ہوگئے۔ نمونہ کے طور پر اسلام آباد ہوٹل میں سینٹ کے سابق چیئرمین جناب وسیم سجاد کی صدارت میں وزیراعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم کی موجودگی میں جب آپؒ خلیج کی جنگ کے پس منظر کا تذکرہ اور گفتگو کو منطقی انجام تک پہنچاتے ہوئے اس مقام پر آئے کہ پاکستان کی عوام اور بالخصوص مذہبی جماعتوں نے سعودی عرب کی دشمنی میں اس قدر تعصب کا مظاہرہ کیا ہے کہ وہ آج عالم اسلام کے ناعاقبت اندیش کو صلاح الدین ایوبی کہہ رہے ہیں اس کے پیچھے مذہبی منافرت اور مسلکی کشمکش کے سوا کچھ بھی نہیں۔ حضرۃ نے اس ساری صورت حال پر جب یہ شعر کہا:

اک میرے آشیاں کے چار تنکوں کیلئے
تو نے برق کی زد میں سارا گلستاں رکھ دیا

بیان کیا تو چیئرمین سینٹ اور بڑے بڑے سکالرز حضرات اپنی اپنی نشستوں پر حیرت وتعجب کے مجسمے بنے بیٹھے تھے۔ ایسی صورت حال اس وقت بھی پیدا ہوئی جب وقت کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب جماعت کے مرکزی دفتر 106 راوی روڈ لاہور میں ایک فنکشن میں شریک ہوئے پہلے تو مولانا کی سادگی اور عمر کی بزرگی دیکھ کر وزیراعظم ان کی طرف ملتفت نہ ہوئے لیکن جب مولاناؒ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور دوران خطاب علامہ اقبال کے اشعار کو اس انداز میں پڑھا کہ جیسے انگوٹھی پر نگینہ سجادیا گیا ہو تب وزیراعظم میاں نواز شریف کی حالت یہ تھی کہ وہ ایک طالبعلم کی طرح حضرت شیخ الحدیثؒ سے درخواست کررہے تھے کہ یہ اشعار مجھے لکھوادیجئے۔ اس موقع پر اشعار یہ تھے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

عوامی اجتماعات اور سیاسی تقریبات میں خطاب تو اور خطیب بھی کرلیا کرتے ہیں لیکن علمی حلقوں اور علماء کی مجلسوں میں اور بالخصوص شیوخ الحدیث حضرات کی موجودگی میں بڑے بڑے خطیب بات کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اپنے آپ میں خوف محسوس کرتے ہیں۔ دن رات علمی مشاغل رکھنے والے اہل علم کی زبانوں میں لڑکھڑاہٹ اور الفاظ کے چناؤ میں واضح فقدان محسوس ہوتا ہے لیکن شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملکہ اور صلاحیت سے اس قدر نواز رکھا تھا کہ آپؒ ایسی مجالس میں گفتگو کرتے ہوئے بھی یوں دکھائی دیتے تھے کہ جیسے آپ کے سامنے یہ سب لوگ طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شیخ کے لب ولہجہ میں بے پناہ اعتماد اور انداز تکلم میں وقار اور ایک خاص جلال پایا جاتا تھا۔

جماعتی احباب کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ 1990ء میں جب جماعت کے دو گروپ آپس میں متحد ہوئے اور عارضی طور پر جماعت کا نام متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان رکھا گیا اور اس عبوری دور کے لئے دو سرپرست ایک حضرت مولانا محمد عبداللہؒ دوسرے حضرت مولانا معین الدین لکھوی صاحب ایک چیف آرگنائزر جناب الحاج میاں فضل حق صاحبؒ جبکہ سیکرٹری جنرل محترم علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کو بنایا گیا تو کچھ لوگوں نے اس صورت حال سے یہ کہہ کر ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی کہ اس جماعت کا کوئی امیر موجود نہیں' قریب تھا کہ کچھ طالع آزما اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر خود ساختہ امارت کا اعلان کر دیتے ان حالات پر قابو پانے کے لئے جماعت کی ایک ایسی شخصیت کو امارت کے لئے آمادہ کیا گیا جو تقویٰ وطہارت کے اعتبار سے مسلمہ حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن جماعتی اثر ورسوخ اور امارت کی صلاحیتوں سے انکا دامن لبریز نہ تھا اس بنا پر اجلاس میں مایوسی اور بحرانی کیفیت پائی جاتی تھی۔ اہل دانش اس فکرمندی میں مبتلا تھے کہ اس شخصیت کو جماعت کس طرح امیر تسلیم کرے گی مایوسی اور فکرمندی کے بادل واضح طور پر اجلاس پر منڈلا رہے تھے۔ ہاؤس کی اکثریت کا یہ خیال تھا کہ امارت کی ذمہ داری شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ہی کو اٹھانی چاہئے۔ مگر میرے شیخ اپنے بڑھاپے اور منصب سے بے نیازی کی وجہ سے اس بات پر آمادہ وتیار نہ تھے۔ اجلاس میں جب چناؤ کا وقت آیا تو مولانا محمد عبداللہ صاحب نے اس قدر موثر' مدلل اور پرسوز انداز میں خطاب فرمایا اور یہ دلیل پیش کی "ادرک هذه الامة قبل ان تفترق الامة (او کما قال النبی الکریم علیه التحیة والتسلیم)"

تو علماء کی اس مجلس میں شریک ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو جھلکنے لگے پھر پوچھا بتاؤ حضرت حافظ میر محمدی صاحب کو امیر مانتے ہو تو ہاؤس نے بیک آواز شیخ الحدیث کی نامزد شخصیت کی تائید کر دی۔ جو ہاؤس ابھی چند لمحات پہلے اختلاف کر رہا تھا وہ چند منٹوں میں خطاب کے بعد پسندیدگی کا اظہار کرنے لگا۔ گویا شیخ الحدیثؒ کے خطاب میں جادو کی سی تاثیر پائی جاتی تھی۔

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث چوک اہلحدیث گوجرانوالہ میں درس قرآن ارشاد فرمانا شیخ الحدیث کا معمول تھا۔ ہر کسی کو عام اجازت تھی کہ جو مسئلہ بھی سمجھنا چاہے وہ بلا جھجھک اور بے دھڑک سوال کر سکتا ہے عوام اور علماء اس پاکیزہ محفل سے دلوں کو دین کی شمع سے منور کرتے تھے' کئی واقعات ہیں۔ میں یہاں صرف ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ عرض کرتا ہوں: پانچ چھ نوجوان تقریباً ہفتہ بھر متواتر حلقہ درس میں شریک ہوتے اور ہر روز مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے حضرت شیخ الحدیث اسی وقت انتہائی خوبصورت انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حل فرما دیتے ایسا بھی ہوا کہ تین چار دن بعد بعض دیگر سامعین نے اس کو ناپسند کیا اور اس کا اظہار بھی کر دیا کہ ہر روز یہی لڑکے ایسے سوال اور جن کا درس کے موضوع سے تعلق بھی نہیں' نت نئے سوال کر کے اتنا وقت لے جاتے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ نے فرمایا ہم مسند رسولؐ پر اسی لئے بیٹھے ہیں یہ ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ کوئی بات نہیں سوال کرنا ان کا حق اور مطمئن کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ حضرتؒ کے اس فرمان سے تو وہ نوجوان اور بھی دلیر ہو گئے اور کئی کئی سوال ہر روز لکھ کر لاتے اور مدلل جواب پاتے۔ آخری دن انہوں نے اپنے آنے اور سوال کرنے کا مقصد یوں بیان کیا کہ ہم سب آپس میں گہرے دوست ہیں ہم میں اہلحدیث بھی ہیں' دیوبندی اور بریلوی بھی ہیں جبکہ ایک ساتھی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے ہم گورنمنٹ کالج میں بی اے کے سٹوڈنٹ ہیں ہم نے سوچا کہ اکٹھے پڑھتے ہیں اکٹھے کھیلتے ہیں اور کبھی کبھار مسلکی طور پر بحث مباحثہ بھی چھڑ جاتا ہے اور ہماری دوستی میں تفریق ٹپک پڑتی ہے لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا کہ ہر مکتبہ فکر کے بڑے بڑے علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں کہ کونسا مسلک سچا اور مبنی برحق ہے پھر بالاتفاق اسی عقیدہ پر قائم رہیں گے۔ پس ہم نے مختلف مسالک کے جید علمائے کرام سے گفتگو کی سوالات کئے پھر واپس پلٹ کر اکٹھے بیٹھ کر ان پر غور وخوض کیا مگر کوئی صاحب ہمیں مطمئن نہ کر سکے۔ یہاں شیخ الحدیث کے درس میں بھی اسی نیک مقصد کے لئے حاضر ہوتے رہے ہیں۔ اور آج برملا اعلان کرتے ہیں کہ ہر مسئلہ پر شیخ الحدیثؒ کے دلائل قوی اور ناقابل تردید ہیں قرآنی آیات' احادیث رسولؐ اور ان کی تشریح سے ہم بالکل مطمئن ہیں اور انشراح صدر سے مسلک اہلحدیث کو مسلک حقہ سمجھ کر قبول کرتے ہیں اس وقت تمام جوانوں نے اپنے دونوں ہاتھ ہینڈز اپ کی پوزیشن میں اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے شیخ الحدیث اور حاضرین مجلس سے اپنی استقامت کی دعا کی استدعا کی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ صاحب سے قریبی تعلق ہونے کے ناطہ آپ کی عادت مبارکہ پر چند الفاظ ضروری سمجھتا ہوں' میرے شیخؒ سے جب کوئی سوال کرتا تو پہلے آپ اس سوال کا اپنی حکمت ودانائی اور خداداد صلاحیتوں سے تجزیہ کرتے۔ سوال میں موجود اصل مسئلہ کو بھانپتے اور اس کے پس پردہ چھپی ہوئی پرابلم پر گہری نظر ڈالتے پھر انتہائی مناسب انداز اور جچے تلے الفاظ میں قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین جواب مرحمت فرماتے کہ سننے والا قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی گفتگو سننے والے ایمان' عمل' پختگی' استقامت اور علم وحکمت کی طرف مائل ہوتے چلے جاتے تھے۔

میرے شیخؒ کا فرمان ہے کہ کسی کے سچا ہونے کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ سچا ہے بلکہ سچائی ثابت کرنے کے لئے مناسب وقت' مناسب انداز اور مناسب الفاظ کا انتخاب ضروری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس وقت کی بات ہے جب تحریک شہدائے اہلحدیث ملک بھر میں بالعموم اور گوجرانوالہ میں بالخصوص عروج پر تھی۔ اس احتجاجی تحریک کے سلسلہ میں کچھ ساتھی پس دیوار زنداں تھے۔ گوجرانوالہ کے ڈی سی صاحب حضرت سے ملاقات کے لئے آئے ہماری گرفتاری اور تحریک کے بارہ میں بات چلی ڈی سی صاحب آپ کی برادری کے تھے اور دور ونزدیک سے رشتہ داری بھی تھی۔ جس کا تذکرہ انہوں کیا تو شیخ نے برملا فرمایا کہ میں اہلحدیث ہوں برادری سمیت کسی بت کی پوجا نہیں کرتا رہی رشتہ داری کی بات تو میرے رشتہ دار وہ ہیں جو تم نے جیل میں بند کر رکھے ہیں۔ لمبی چوڑی گفتگو کے بعد ڈی سی صاحب کہنے لگے کہ اچھا میں تعلق داری کا عملاً ثبوت دیتا ہوں کہ آپ اپنے جماعتی وکیل سے ضمانت کی درخواست دلائیں میں ان کی ضمانتیں لے لونگا۔ جس پر شیخ نے فرمایا تم ضمانت کی بات کرتے ہیں تو ہر روز پچاس آدمیوں کی گرفتاری پیش کرنے کا منصوبہ بنائے بیٹھا ہوں اور اسی خطبہ جمعہ میں اعلان کر رہا ہوں تم اپنی جیل بھرنے کا شوق پورا کرو۔ ہم اپنے حق و مطالبہ سے دست بردار ہونے والے نہیں ہیں۔

شیخ کے ان الفاظ کی حیثیت اور وزن شیخ کے شہر کا ڈی سی اچھی طرح جانتا تھا۔ بس باڈی ٹیک گیا کہتا ہے جناب! جیسے آپ خوش ہوتے ہیں ویسا ہی کرتا ہوں حکم تو فرمائیں۔ جب شیخ نے دیکھا کہ سیدھی لائن پر آ گیا ہے لوہا گرم ہے "سٹ مارو" تو فرمایا جن مظلوموں پر بے بنیاد من گھڑت اور سخت ترین ناجائز مقدمات بنائے ہیں وہ بالکل ختم کرو مقدمات خارج ہونے چاہئیں اور دفتر داخل ہونے چاہئے میں ضمانت وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہم رہا کر دیئے گئے۔

میں سمجھتا ہوں یہ میرے شیخ کی دلیری، دور اندیشی اور معاملہ فہمی کا نتیجہ تھا۔ اگر صرف ضمانت پر اکتفا کیا جاتا تو جو مقدمات ہم پر ٹھونسے گئے تھے ان کے بارہ میں وکلاء، جیل کا وارڈن اور پرانے کاگھ قیدی کہتے ہیں بٹ صاحب! اب 14 سال پار۔

اہلحدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ کے زیر اہتمام چوک گھنٹہ گھر میں سالانہ "سیرت تاجدار انبیاء ﷺ کانفرنس" کا انعقاد ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ایک سال یوں ہوا کہ ہماری اس کانفرنس سے چندروز پہلے ایک دوسرے مسلک والوں کی کانفرنس ہوئی جس میں کچھ گڑبڑ، شور شرابا اور لڑائی جھگڑا ہوا حتی کہ نوبت فائرنگ تک جا پہنچی اور کانفرنس بھی اپنے حتمی نتیجہ پر پہنچ گئی اسے جہاں پہنچنا تھا۔ اب ہماری کانفرنس پر کچھ شرپسندوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے ڈی سی، اے سی، ایس ایس پی اور متعلقہ محکموں کو درخواستیں بھیجنا شروع کر دیں کہ کانفرنس کا انعقاد نہیں ہونا چاہئے خطرہ ہے اور ساتھ ہی اشتہار بازی پر بھی زور دیا جس سے انتظامیہ خائف ہوگئی کہ پبلک مقام ہے نہ جانے کیا ہو جائے گا۔ چنانچہ سٹی مجسٹریٹ اور علاقہ مجسٹریٹ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ حضرت شیخ کے پاس گئے اور کانفرنس ملتوی کرنے کو کہا، شیخ نے ان سے ایک ہی سوال کیا کہ کون کہتا ہے کانفرنس نہ کی جائے انہوں نے مخالفانہ اشتہار دکھائے اور درخواستوں کا ذکر کیا۔ شیخ نے پوچھا کہ کیا ان لوگوں نے چوک گھنٹہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر خرید لیا ہے، رجسٹری کروالی ہے اور ان کے نام انتقال چڑھ گیا ہے کہنے لگے جی ایسا تو نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ عوامی اور سرکاری جگہ ہے رجسٹری کیسے ہو سکتی ہے اور کیسے خریدا جا سکتا ہے۔ فرمایا پھر جاؤ ''سیرۃ تاجدار انبیاء کانفرنس'' ہو کر رہے گی۔ میں پاس ہی بیٹھا ہوا تھا فرمانے لگے بٹ جاؤ اور انتظام کرواب یہاں تب آنا جب کانفرنس ہو جائے۔ وہ دونوں مجسٹریٹ صاحبان بھی اپنا منہ لے کر چلے گئے اور میں بھی حکم کی تعمیل کے لئے چلا آیا۔ بس پھر کانفرنس ہوئی اور خوب ہوئی میں نے تو اپنی زندگی میں شیخ کے سامنے ہر کسی کو قائل ہوتے دیکھا ہے یا لاجواب ہوتے دیکھا ہے۔

ہمارے شہر کے ایک خطیب جو اپنی علمیت' ذہانت اور خطابت پر بڑے نازاں تھے۔ شہر کے دیگر لوگوں سمیت خود میں بھی یہ اقرار کرتا ہوں کہ ایک حد تک وہ اس کا استحقاق بھی رکھتے تھے۔ مگر زبان کے تیز' طبیعت کے سخت اور کسی کو خاطر میں نہ لانے والے' ایک دن دوران گفتگو چند علماء کا تذکرہ ہوا تو وہ ہر کسی پر برس پڑے کوئی نہ کوئی ملبہ اور اعتراض جڑ دیا۔ میں نے سوال کیا مولانا صاحب آپ تو شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کے بھی خلاف ہیں کیا اس کی کوئی معقول وجہ بھی ہے یا کہ صرف افتادِ طبع ہی اس کا سبب ہے۔ کہنے لگے بٹ صاحب وجہ چھوڑیئے! میں شیخ الحدیث کا یہ کمال تسلیم کرتا ہوں کہ انہوں نے بچپن اور جوانی' شاگردی اور استادی کا زمانہ اسی شہر میں گزارا ہے۔ اب وہ اتنی بڑی مسند پر بیٹھے ہیں اور بزرگی کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کے کردار پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔

اپنے شیخ رحمہ اللہ کی وفات پر یہی کہہ سکتا ہوں ؎

ان کے جاتے ہی یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت
نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت

آخر پر یہ دعا کرتا ہوں کہ حضرت بڑی مخلص شخصیت تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں بلند درجات نصیب فرمائے۔ آمین

سدا ان کی تربت پہ نازل ہو رحمت
میسر ہو ان کو ہر اک حق کی نعمت

آمین ثم آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے محسن...... میرے شیخ

تحریر: حضرت مولانا
محمد رفیق سلفی استاذ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

تنتیس (۳۳) برس کی اخوت و رفاقت
"ربع" صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

اوصاف جمیلہ میرے محسن میرے شفیق شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وادخلہ جنۃ الفردوس' رشد و ہدایت' تبلیغ و تقریر' تدریس و تحقیق' علم و عمل' جرات و بہادری' توکل و انابت' صبر و استقامت' مخلوق سے استغناء و بے نیازی اور اخلاص میں اللہ کے فضل سے اپنی مثال آپ تھے۔

شہسوار خطابت سیاسی' مسلکی' تنظیمی اور مذہبی جس مسئلے پر خطاب فرماتے' اس میں کسی قسم کی تشنگی نہ چھوڑتے عام فہم زبان میں گفتگو فرماتے لیکن اس سے ہر طبقہ برابر مستفید اور محظوظ ہوتا' علمی محفلوں کا انعقاد فرماتے اور ایسے ایسے نکات بیان کرتے کہ ہر سننے والا انگشت بدنداں ہو کر عش عش کر اٹھتا۔

رعب و دبدبہ عبداللہ بن سالم خیاط نے امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں کہا تھا:

یأبی الجواب فما یراجع ھیبۃ
والسائلون نواکس الاذقان
ادب الوقار و عز سلطان التقی
فھو المطاع و لیس ذا سلطان

"وہ جواب سے انکار کرتا ہے پس ہیبت کی وجہ سے تکرار نہیں کیا جاتا' اس کے سامنے سائل ٹھوڑیاں جھکا کر کھڑے ہوتے ہیں یہ وقار کا ادب اور تقویٰ کے بادشاہ کا احترام ہے۔ پس وہ اطاعت کیا گیا ہے' حالانکہ وہ بادشاہ نہیں ہے۔"

بالکل یہی کیفیت تھی میرے شیخ المکرم کی جب وہ تشریف فرما ہوتے تو نظم و ضبط میں اغماض نہ برتنے کی وجہ سے کسی استاذ کو بھی ان کے پاس سے گزرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی کہ کہیں میری کسی کوتاہی پر گرفت اور باز پرس نہ کر لی جائے۔

ضابطہ اسلام کی پابندی اور جائیداد میں عدل و انصاف ۔ شیخ الحدیث کے والد گرامی قدر کی دو مربع زمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں تھی۔ استاذنا المکرم چونکہ ان کی اولاد میں سب سے بڑے تھے لہٰذا ان کی وفات کے بعد وہ زمین حضرت کے نام لگائے' تو حضرت نے سب بہن بھائیوں کو بلا کر فرمایا کہ میں اراضی کی تقسیم انگریز کے قانون کے مطابق نہیں شریعت کے قانون کے مطابق کروں گا۔ چنانچہ شیخ الحدیث مرحوم نے وہ اراضی سب بہن بھائیوں میں شرعی اصول کے مطابق تقسیم کر دی۔

میرے ساتھ شفقت

مولانا محمد اسماعیلؒ کی وفات کے بعد جب جامعہ شرعیہ اور جامعہ محمدیہ ضم ہوئے تو مجھے ایک ذاتی ضرورت تھی میں شیخ المعظم کے پاس حاضر ہوا اور گزارش کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کل فلاں وقت میرے پاس آنا۔ میں حاضر ہوا آپ نے مطلوبہ رقم کا انتظام کر دیا جو کہ میں نے قسط وار واپس کی۔ میں اس کا پھل آج تک کھا رہا ہوں اور ان شاء اللہ میری اولاد قیامت تک اس سے مستفیض ہوتی رہے گی جزاہ اللہ جزاءً کاملاً

مجھے کسی کام کی وجہ سے رخصت درکار تھی جب میں جامعہ محمدیہ پہنچا تو شیخ گرامی قدر تشریف فرما تھے میں نے امیر طلبہ سے پوچھا کہ آج حضرت کا مزاج کیسا ہے؟ مجھے رخصت درکار ہے' اس نے کہا اساتذہ کرام نے رخصت مانگی ہے۔ مہتمم صاحب نے رخصت نہیں دی۔ انہوں نے گذارش کی کہ ہم نے پروگرام بنایا ہوا ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا مجھ سے پوچھ کر پروگرام نہیں بنایا گیا اس لئے کوئی رخصت نہیں۔ چنانچہ اساتذہ گرامی پڑھا رہے ہیں میری اشد ضرورت تھی میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ معمول کے مطابق مسکرا کر مصافحہ کیا پاس بٹھایا میں نے بات کی کہ مجھے ضلع اوکاڑہ میں اپنے گاؤں اس کام کیلئے جانا ہے لہٰذا رخصت درکار ہے۔ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر ارشاد فرمایا رخصت ہے چلے جاؤ اور یہ کام مکمل کر کے واپس آنا' چاہے ایک ماہ لگ جائے۔

میرے پاس شکریے کیلئے الفاظ نہیں تھے۔ سلام کیا اور چلا گیا۔ اللہ کے فضل سے کوئی آٹھ دن میں میں اس کام سے فارغ ہو گیا۔ حاضر ہوا بات سنائی بہت خوش ہوئے جیسے ان کا کوئی ذاتی مسئلہ حل ہو گیا ہو۔ اعلی اللہ درجاتہ

میرے شیخ کی برکات

ایک دفعہ فرمانے لگے آپ (مولوی رفیق صاحب) جملہ اساتذہ اور ارکین جماعت کی دعوت کریں گے۔ میں نے کہا جناب میں حاضر ہوں' تاریخ اور وقت طے ہوا یہ بھی قرار پایا کہ دعوت جامعہ محمدیہ میں ہی ہوگی۔ میں نے انتظام کیا اور جملہ سامان مع آٹا اور باورچی لے کر جامعہ محمدیہ حاضر ہوا۔ پرتکلف دعوت کا انتظام کیا گیا سستا دور تھا 14 روپے کلو چھوٹا گوشت تھا دعوت پر کل 600 روپے خرچ ہوئے۔ میرے دل میں تھا کہ ایک ولی کامل کا ارشاد اساتذہ کرام اور صلحاء کی دعوت میری بڑی خوش قسمتی ہے اسی جذبے سے میں نے اس کا اہتمام کیا۔ حضرت شیخ اور احباب جماعت نے دعوت پسند کی اور اللہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو قبولیت سے نوازا۔ ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ میری مسجد والوں نے میری تنخواہ میں مبلغ 600 روپے اضافہ کر دیا۔ نہ اس سے پہلے کبھی وہاں اتنا اضافہ ہوا اور نہ بعد میں۔

معاملات کے کھرے یہ صرف اور صرف میرے شیخ کی برکت تھی کہ ایک دفعہ میں جامعہ محمدیہ پہنچا تو حضرت فرمانے لگے میں آپ کے انتظار میں ہی تھا میں نے کہا فرمایئے! معقول رقم بتا کر فرمایا مجھے اتنی رقم کی 2 ماہ کیلئے ضرورت ہے' میں نے کہا کب چاہیئے فرمانے لگے میں تو کہتا ہوں ابھی مل جائے' میں نے کہا صرف ایک گھنٹہ رخصت دیجئے۔ شہر جا کر واپس آتا ہوں' فرمایا جاؤ میں چلا گیا' رقم لے کر حاضر کر دی۔ میرے شیخ مرحوم نے وقت مقررہ پر رقم واپس کر دی۔ وعدے سے ایک دن بھی تاخیر نہ کی جزاہ اللہ احسن الجزاء

"ذهب الذين احبهم وبقيت مثل السيف فرداً" "وہ لوگ چلے گئے جن سے میں محبت رکھتا تھا اور میں تلوار کی مانند اکیلا رہ گیا۔

"اللهم اغفرله وارحمه واعذه من فتنة القبر وعذاب النار"

بقیہ میرے شیخ...... میرے مربی

کرنا پڑتا ہے۔ ان کی فکر سے دماغ جلا پاتے ہیں' ان کے حسن عمل سے معاشرے اپنا اعتبار بڑھاتے ہیں اور ان کے وجود سے جماعتیں اچھا نام کماتی ہیں' آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب ہے' کسی نے ان کے دامن پر حسد' حرص' انتقام اور ہوس کا داغ نہیں دیکھا۔ آپ بڑے اونچے قد کے آدمی تھے۔ اگر آپ کے بارے میں بقول شاعر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا

تیری قامت کی درازی کا گلہ ہے سب کو
ورنہ لوگوں سے تیرا شہر میں جھگڑا کیا ہے

آپ نے کبھی چھوٹی اور سطحی بات نہیں کی' آپ تہجد گزار اور شب زندہ دار تھے' لیکن کسی کے دربار دار نہیں تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے: "خالص عمل وہ ہے جس کا فرشتوں تک کو علم نہ ہو' کہ لکھ سکیں' شیطان کو خبر نہ ہو کہ خراب کر سکے اور نہ ہی نفس کو پتہ چلے کہ اس پر فخر کر سکے۔"

یہی آپ کی زندگی کا نچوڑ ہے:

وہ قائل تھا صرف اسلام ہی کی بادشاہت کا
دیا اس نے ہم کو بھی درس احکام الٰہی کا
نظر ڈالی نہ تھی اس نے کبھی اسباب زینت پر
خدا رحمت کرے اس پاک باطن نیک طینت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے شیخ الحدیث، حضرت الامیر

تحریر: رانا محمد شفیق خاں پسروری

شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا
ایک روشن دماغ تھا نہ رہا

حضرت شیخ الحدیث بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی وفات جماعت اہلحدیث کے لئے حقیقتاً ایک صدمہ ہے۔ وہ اہل علم تو تھے ہی اہل اللہ بھی تھے۔ ان کی علمیت ساری کی ساری قوم کی رہنمائی کے لئے تھی۔ ان کی زندگی تمام تر، دانائی تھی، وہ دانائی بھری رہنمائی کا پیکر تھے گفتگو کرتے تو سامع حیران حیران سارہ جاتا۔ علم و فضل، عام فہم انداز میں کانوں کے راستے دل میں جگہ بنا تا جاتا۔ ان کی گفتگو میں دانائی تو ہوتی ہی تھی رہنمائی بھی ہوتی تھی۔ الجھے الجھے مسائل ان کی ایک ہنسی کی مار ہوتے۔ مسائل میں الجھتے لوگوں کو دیکھتے تو ان کے ہونٹوں پر تبسم کھیلنے لگتا اور ہاتھ سر پر گھومنے لگتا۔ پھر جب وہ بولتے تو الجھی گتھیاں سلجھاتے چلے جاتے۔ جماعتی میٹنگوں میں بارہا ایسا ہوا کہ جب بھی سوچتے سوچتے عاجز آ گئے اور حل نہ ملا تو حضرت شیخ الحدیث نے گفتگو کی اور فیصلہ ہو گیا۔

1997ء کے انتخابات کے موقع پر مسلم لیگ سے ٹکٹوں کی بات چل رہی تھی۔ مسلم لیگ کی قیادت مرکزی جمعیت اہلحدیث کو ٹکٹیں دینے میں حیل و حجت سے کام لے رہی تھی۔ انکار کو بھی بہانوں کی صورت دے رہی تھی۔ میاں محمد جمیل صاحب (ناظم اعلیٰ) کو ٹکٹ جاری کر کے واپس لیا جا چکا تھا۔ اور کوئی ٹکٹ نہ دیا جا رہا تھا۔ امیر محترم بھی مسلم لیگی قیادت سے سخت لہجہ اختیار کر چکے تھے۔ جماعت میں سے چند ایک لوگ اپنے لالچ میں مسلم لیگی قیادت کی چاپلوسی کر رہے تھے جبکہ ساری جماعت اس رویہ کے خلاف تھی۔ اس صورت حال میں عاملہ کا اجلاس ہوا۔ جس میں اکثریتی رائے تھی کہ مسلم لیگ سے قطع تعلق کر لی جائے۔ اجلاس میں گرما گرمی تھی، حضرت شیخ الحدیث نے آخری گفتگو کی اور بڑے سنجیدہ لہجہ میں (جو ان کا خاص انداز تھا) فرمایا ''اس وقت جو صورت حال ہے آپ لوگ مسلم لیگ سے علیحدگی بھی اختیار کر لیں تو بھی آپ کے عوام ووٹ مسلم لیگ کو ہی دیں گے۔ اس لئے قطع تعلق مناسب نہیں۔''

حقیقت بھی یہی تھی اس وقت پاکستانی عوام میاں نواز شریف کے لئے جذباتی ہو رہے تھے۔ عوام کے اس رخ کو دیکھتے ہوئے سیاست سیاست کھیلنے والی جماعت اسلامی الیکشن کے بائیکاٹ کا بہانہ کر چکی تھی۔ انتخابات سے قبل ہی اداروں اور شخصیات نے مسلم لیگی قیادت کو مبارکبادیں دینی شروع کر دی تھیں۔ اہلحدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر جگہ مسلم لیگی امیدواروں کے لئے متحرک تھے۔ حضرت شیخ الحدیث کا تجزیہ سولہ آنے صحیح تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ وقت کی نبض پہچانتے تھے اور صحیح تجزیہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اس اجلاس میں آپ کے تجزیہ اور پھر آپ کے انداز بیان نے وہی اثر کیا جو آپ کی گفتگو سے ہوا کرتا تھا۔ بغیر اعلان کئے ہی فیصلہ ہو گیا کہ مسلم لیگ کے ساتھ اتحاد باقی رہے گا۔ بعد کے حالات نے حضرت شیخ الحدیث کی حکمت وبصیرت پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔

آپ کی خطابت، حکمت وبصیرت کا مرکب ہوتی تھی۔ وسیع مطالعہ اور گہرا مشاہدہ آپ کی گفتگو کو اثر آفریں بنا دیتا تھا۔ گفتگو کی تاثیر میں آپ کا اخلاص بھی کارفرما ہوتا۔ ایک ایک لفظ نپا تلا ہوتا۔ بات کرنے کا ڈھنگ اور سمجھانے کا ڈھب بڑا ہی سادہ اور عام فہم ہوتا۔ جو سنتا وہ زبان حال سے کہہ اٹھتا ''گویا یہ بھی میرے دل میں تھا۔'' سامعین پر آپ کی خطابت کا ایک سحر طاری ہو جاتا تھا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے ایک بار آپ کو سنا تو ساری زندگی آپ ہی کے ہو کر رہ گئے۔ کتنے جوان، بوڑھے اور کتنے بوڑھے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جو صرف آپ کو ہی سنتے رہے۔ جو ایک بار اس دائرہ خطابت میں آ گیا بس اسی کا ہی ہو کر رہ گیا۔

الفاظ پر آپ کی گرفت، دلیل پر آپ کا تسلط اور مخاطب پر آپ کا گھیراؤ ایسے عناصر تھے، کہ آپ جس محفل میں ہوتے اس پر چھا جاتے۔ بڑے بڑے گفتگو میں آپ کے سامنے پانی بھرتے نظر آتے تھے۔ آپ جس مؤقف کو اپناتے، اس کو جانچ پرکھ کر اپناتے، پھر اپنے مطالعہ وعلمیت سے اس کو نکھارتے، اپنی بصیرت وحکمت سے سنوارتے اور مضبوطی سے اس پر ڈٹ جاتے۔ آپ نے جس مؤقف کو صحیح سمجھا اس پر مستقل مزاجی سے اس طرح ڈٹے کہ بڑی سے بڑی مخالفت اور بڑے سے بڑا لالچ بھی آپ کو نہ ہلا سکا۔ جو صحیح سمجھا بلا خوف لومۃ لائم اسی کا ساتھ دیا۔ زندگی کا ایک مرحلہ ایسا بھی آیا جب گوجرانوالہ کی جماعت کے وہ لوگ (جو آپ کی طاقت سمجھے جاتے تھے اور جن کے بارے میں گمان تھا کہ اگر وہ الگ ہو جائیں تو مولانا عبداللہ کچھ نہیں رہتے) حضرت شیخ الحدیث سے نہ صرف علیحدہ ہو گئے بلکہ مخالفت کرنے لگے۔ یہ مرحلہ بڑا نازک تھا۔ اپنے بیگانے بن گئے تھے مگر آفریں ہے عزم وہمت کے پہاڑ پر کہ ایک کارکن کے لئے سب کی ناراضگی قبول کر لی۔ کوئی اور ہوتا تو اپنے احباب پر ایک کارکن کو قربان کر دیتا۔ (جس طرح دستور دنیا ہے) مگر حضرت شیخ الحدیث نے کارکن کا ساتھ نبھایا کہ کارکن کی بات صحیح تھی۔ پھر وہی احباب جو دولت وثروت والے تھے، معذرت کرتے ہوئے واپس آئے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کی ذات گرامی قدر میرے لئے شروع میں ایک ایسے عالم دین کی تھی جو گوجرانوالہ میں رہائش پذیر تھا اور ایک مسجد کا خطیب تھا۔ پہلے پہل میں نے مولانا کو شادی کی ایک تقریب میں دیکھا۔ پسرور سے کشمیری کمہار خاندان کے ایک نوجوان کی بارات گوجرانوالہ جانی تھی۔ نوجوان نے والد مرحوم مولانا محمد رفیق خاں پسروری سے کہا کہ آپ بھی ساتھ جائیں گے۔ میں بچہ تھا میں بھی ضد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے چلا گیا۔ گوجرانوالہ میں لڑکی والوں کے گھر بارات بیٹھی تھی کہ یکدم لوگ اٹھ کے دروازے کی طرف لپکے کہ ''مولوی عبداللہ صاحب آ گئے ہیں'' میں نے دیکھا کہ ایک مضبوط کاٹھی کے کسرتی جسم والے مولوی صاحب' جنہوں نے دھوتی باندھی ہوئی ہے' داخل ہو رہے ہیں۔ والد مرحوم بھی مسکراتے ہوئے اٹھے اور ان سے ملے' وہ بھی مسکراتے ہوئے آئے اور جہاں پہلے والد مرحوم بیٹھے تھے وہیں بیٹھ گئے۔ خیر و خیریت پوچھنے کے بعد باہمی گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ مسکراہٹ مسلسل ان کے ہونٹوں پر کھیلتی رہی۔ واپسی پر والد مرحوم اپنے ساتھیوں سے مولانا کی باتیں کرتے رہے۔ ان کی گفتگو سے پتہ چلا کہ مولوی عبداللہ بہت بڑے عالم اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کی جگہ پر ہیں۔ لوگ انہیں مولوی عبداللہ پہلوان کہتے ہیں۔ کہ وہ جو بات طے کر لیں' اس کو (حتی الامکان) کر کے رہتے رہیں۔ اپنی بات پر ڈٹ جائیں تو کوئی ان کو ہلا نہیں سکتا۔ پہلوانی کرتے ہیں مضبوط جسم کی طرح موقف بھی مضبوط ہوتا ہے۔

اس پہلی ''دید'' کے بعد گاہ بگاہ ان کی زیارت بھی ہوتی رہی اور باتیں بھی پہنچتی رہیں۔ لیکن اصل تعارف اس وقت ہوا جب ہم حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی قربت سے فیض یاب ہوئے۔ ہمارے لئے علامہ صاحب سے بڑی شخصیت جماعت میں اور کوئی نہ تھی۔ ہم ان کے والہ وشیدا تھے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ حضرت علامہ صاحبؒ مولانا محمد عبداللہؒ کے والہ وشیدا ہیں۔ میں اس بات کا گواہ ہوں (اور ساری جماعت بھی اس کی گواہی دے گی) کہ حضرت علامہ شہیدؒ ساری زندگی مولانا محمد عبداللہؒ کو ''حضرت شیخ الحدیث'' کہتے رہے اور جب ''مولانا'' جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر بن گئے تو پھر حضرت علامہ صاحب نے ''مولانا'' کا جب بھی ذکر کیا ''حضرت الامیر'' کے لقب سے کیا۔ علامہ شہید کی زباں سے ''حضرت شیخ الحدیث'' اور حضرت الامیر'' کے الفاظ سے مراد صرف اور صرف مولانا محمد عبداللہ کی ذات گرامی ہی ہوتی تھی۔

آج لوگ کچھ بھی کہیں میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علامہ شہید کی ذات گرامی کو بلندیوں تک پہنچانے میں حضرت مولانا محمد عبداللہ کا کردار نا قابل فراموش ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا اقدام ہوتا علامہ شہیدؒ مولانا سے مشورہ بھی کرتے اور انہیں اعتماد میں لینے کی کوشش بھی کرتے۔ حضرت علامہ شہیدؒ کی تمام جماعتی تگ و تاز کے پیچھے مولانا کا پہاڑ جیسا غیر متزلزل ساتھ' بے لوث مدد اور عظیم اعتماد کار فرما نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہؒ ' علامہ شہیدؒ سے بیٹوں سے بڑھ کر پیار کرتے تھے اور بیٹوں ہی کی طرح بعض اوقات سرزنش کرتے تھے۔ جب لندن میں میاں فضل حق کے ساتھ علامہ شہید کے معانقے کی تصویر اخبارات میں شائع ہوئی اور خبر اڑی کہ دونوں گروپوں کی لندن میں صلح ہو گئی ہے۔ تو مولانا نے حضرت علامہ سے کہا ''تمہاری صلح ہو گی ہو گی جماعت کی صلح نہیں ہوئی۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ ''یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ صلح ہو اور آپ کو معلوم نہ ہو۔ جب بھی صلح ہو گی آپ اس میں شامل ہوں گے۔ آپ کو بتائے بغیر کوئی اقدام نہ ہو گا''۔ مولانا نے یہ سنا تو کہا ''جاؤ' اب جو چاہے کرو' جس طرح بھی صلح کرو گے ہم تمہارے ساتھ ہوں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح گوجرانوالہ کی یوتھ فورس کا ایک مسئلہ بن گیا۔حضرت علامہ صاحب نے چند نوجوانوں کے عہدہ کی توثیق کردی۔مولانا ان پر راضی نہ تھے۔علامہ صاحب نے مولانا سے بھی بات کی مگر اپنی منوانہ سکے۔تو اپنی مرضی اور خواہش کے برعکس علامہ صاحب نے ان نوجوانوں سے صاف کہہ دیا''وہی ہوگا جو حضرت الامیر کہیں گے۔''

علامہ شہیدؒ سے حضرت مولانا کا تعلق خاطر مثالی تھا۔بیٹوں سے بڑھ کر محبت کرتے۔جب 23 مارچ 1987ء کو بم دھماکہ کا سانحہ ہوا تو مولانا اندر سے ہل کر رہ گئے۔اپنے بیٹے کی المناک وفات پر اتنا دکھی نہ ہوئے تھے جتنا اس سانحہ سے ہوئے۔حضرت علامہ شہیدؒ کو سعودی عرب لیجایا گیا تو اپنے احباب اور جماعتی رہنماؤں سے بار بار کہتے''علامہ ٹھیک ہو کر واپس آئے تو اتنا فقید المثال استقبال کرنا ہے' کہ ملک کی تاریخ میں کسی حکمران کا بھی نہ ہوا ہو۔''اور جب وہاں سے علامہ صاحب کی شہادت کی خبر آئی تو پہاڑ کی استقامت والا یہ عظیم شخص خون کے آنسو رویا تھا۔

حضرت مولانا جماعتی درد سے معمور شخصیت کے حامل تھے۔آج کل علماء میں یہ مرض دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات اور ذاتی اداروں کے استحکام کی طرف ہی لگے رہتے ہیں' جماعت کی طرف چنداں توجہ نہیں دیتے۔لیکن مولانا نے اپنی ذات کی نفی کر کے جماعت کو اہمیت دی تھی۔سب سے زیادہ اعانت گوجرانوالہ جماعت کی طرف سے ہی مرکز کو موصول ہوتی تھی۔کسی بھی جماعتی فیصلے کا پہلا صدور گوجرانوالہ کی جماعت پر ہوتا۔حضرت علامہ شہیدؒ نے جماعتی جلسوں کا پروگرام بنایا تو من حیث الجماعت گوجرانوالہ نے سب سے زیادہ تعاون کیا۔اور گوجرانوالہ کے محرک مولانا ہی تھے۔مولانا بستر پر پڑے تو اس اعانت وتعاون میں فرق آ گیا تھا جو ہنوز ہے۔

مولانا بے لوث انسان تھے' بے لوث کا لفظ ہر ہما شما کے لئے آسانی سے بول دیا جاتا ہے' مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا حق دار کوئی کوئی ہوتا ہے۔حضرت مولانا اس کے واقعتاً حق دار تھے۔آپ پاکستان کی سب سے بڑی مخیر" جماعت گوجرانوالہ کے روحانی رہنما تھا' گوجرانوالہ کے سرمایہ دار آپ سے دلی تعلق اور گہری عقیدت رکھتے تھے۔آپ کے ہاتھوں پر مدرسہ ومسجد اور جماعت کے لئے لاکھوں روپے لا کر رکھ دیتے تھے۔آپ چاہتے تو اس سرمایہ کو ذاتی آمدنی بنا کر عیش کرتے' مگر آپ کو جو ملا وہ صحیح مصرف پر لگا دیا اور خود''حال مست'' رہے۔لاکھوں کروڑوں روپیہ آپ کے ہاتھوں میں آیا' مگر کوئی بڑے سے بڑا مخالف بھی بد دیانتی اور خیانت کے الزام کے ساتھ انگلی نہ اٹھا سکا۔وہی سفید پوشی کا بھرم اور وہی سادہ غذا رہی۔پہلے مسجد ٹھکانہ تھا بعد میں جامعہ محمدیہ مسکن ٹھہرا۔روپیہ بڑے بڑوں کو لال نیلا کر دیتا ہے۔مولانا نے اس کو وہاں تک رکھا جہاں کے لئے آیا تھا اور خود دلی عزت واحترام حاصل کرتے رہے۔

مولانا آزاد نے ایک موقع پر کہا تھا''میری زندگی ایک کھلی کتاب ہے' میں بے پناہ ہوں آپ جانتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں بے پناہ کون ہوتا ہے؟ بے پناہ وہ ہوتا ہے جس کو دنیا کی کوئی تلوار کاٹ نہ سکے۔'' حضرت مولانا محمد عبداللہؒ حقیقتاً بے پناہ تھے۔ وہ عزم واستقلال کا مظہر تھے۔ ان کے دل میں لالچ اور ذہن میں خوف جگہ نہ حاصل کر سکتا تھا۔ انہوں نے جو صحیح سمجھا وہ بے لاگ انداز میں کہہ دیا' جو کہنا چاہا' بے لچک انداز میں کہہ گزرے' جماعتی اور غیر جماعتی زندگی کے کئی واقعات سامنے ہیں' جب قصیدہ گو اپنے ممدوحوں کی تعریف کے پل باندھ رہے تھے کہ ''مرد قلندر'' نے کلمہ حق کہہ کر سکتہ طاری کر دیا۔ مولانا حقیقتاً حقیقت پسند تھے' خوش فہمیوں کو ان کی زندگی میں راہ نہ تھی۔

تحریک نجات میں مرکزی جمعیت اہلحدیث نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا' تو اس کے ارکان واحباب نے خوب قربانیاں دیں۔ اسی دوران گوجرانوالہ پولیس جامعہ محمدیہ میں گھس گئی اور اساتذہ وطلباء پر بہت زیادہ تشدد کیا۔ خوب توڑ پھوڑ کی۔ بعد میں میاں نواز شریف اظہار تشکر کے لئے خود جامعہ محمدیہ تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا نے ایک تاریخی خطاب کیا اور کہا کہ: ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ اقتدار کی خواہش میں نہیں' ہماری تمام تر تگ وتاز صرف اس ملک میں نفاذ اسلام کے لئے ہے۔ ہم آپ سے کچھ نہیں چاہتے' صرف یہ وعدہ چاہتے ہیں کہ آپ جب اقتدار میں آئیں تو اسلامی قانون نافذ کریں۔'' چنانچہ میاں نواز شریف نے ''حضرت مولانا'' کے اصرار پر وہاں بلند بانگ اور واضح الفاظ میں یہ وعدہ کیا کہ ''وہ اقتدار میں آکر کتاب وسنت کا قانون نافذ کریں گے۔''

کہتے ہیں ہیرے کی قدر جوہری ہی کر سکتا ہے۔ مولانا کی ذات گرامی قدر علم وفضل کے جس اعلیٰ مقام پر فائز تھی اس کا اعتراف ملک کی علمی شخصیات نے خوب کیا ہے۔ آپ کی علمیت نے (تو عالم شباب میں) مولانا مودودی اور مولانا اصلاحی تک کو چپ کروا دیا تھا۔

''حضرت مولانا'' کو جامعہ محمدیہ سے اس طرح پیار تھا جس طرح کسی باپ کو لاڈلے بیٹے سے ہو۔ جب وہ چوک نیائیں میں ہوتے تھے تو بلا ناغہ جامعہ میں تشریف لاتے۔ پھر جامعہ ہی ان کا مسکن بن گیا۔ آخری دنوں میں جب وہ علیل تھے' چلا پھرا نہیں جاتا تھا' ۔ تب بھی وہیل چیئر پر پورے جامعہ کا راؤنڈ کرتے' ایک ایک کلاس روم کے سامنے کھڑے ہو کر اساتذہ اور طلبہ کو مشغول دیکھتے اور اپنی ''معصوم ہنسی'' سے نوازتے۔ پودوں کے پاس ٹھہرتے' کیاریوں کو دیکھتے اور ہدایات دیتے۔ جامعہ محمدیہ سے انہیں عشق تھا' علم سے دلی لگاؤ تھا۔ آخر دم تک یہ عشق اور لگاؤ ان کا بے قرار کئے رہا۔

حضرت شیخ الحدیث مجلس لگانا اور محفل جمانا خوب جانتے تھے۔ مجلسی رنگ بھی ہوتا تو علمی بہار لئے ہوتا۔ علمی لطائف اور نکات کا بیان کرنا اور سننا آپ کا من پسند مشغلہ تھا۔ علمی اداروں کی زیارت اور علمی شخصیات سے ملاقات آپ کو خوب بھاتی تھی۔ جامعہ شرعیہ اور جامعہ محمدیہ کا قیام اور ان کا معیار آپ کے ذوق علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی مشغلہ میں آپ نے اپنی زیر نگرانی گوجرانوالہ میں ایک ''مجلس علماء اہلحدیث''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کی تھی۔ جس میں علماء کرام ہر ماہ مختلف موضوعات پر علمی مقالات پیش کرتے۔ مولانا اس میں آخر تک بنفس نفیس تشریف فرما رہتے اور آخر میں ساری بحث سمیٹتے۔ ان دنوں کچھ لوگوں نے جمہوریت کے حوالے سے ذہنوں کو پراگندہ کرنے کے لئے پروپیگنڈہ شروع کر رکھا تھا اور کفر کی تان اہلحدیث اکابر پر آ کر توڑتے تھے۔ حضرت مولانا'' نے حضرت علامہ شہیدؒ سے کہا کہ ''آپ جمہوریت پر مقالہ پیش کریں۔'' علامہ صاحب کو بیرونی ممالک کے دورے پر جانا تھا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ تم جمہوریت پر مقالہ لکھو اور مجلس علماء اہلحدیث میں پیش کرو۔ پھر جناب بشیر انصاری سے کہہ کر اگلے مہینے کی تاریخ بھی طے کرا دی۔ ''حکم حاکم مرگ مفاجات'' مجھے ہر حال میں تعمیل کرنی تھی۔ مقالہ لکھ کر لے گیا۔ نماز عشاء کے بعد مقالہ شروع کیا ''حضرت مولانا'' تشریف فرما تھے۔ گوجرانوالہ کے دیگر علماء کرام بھی موجود تھے۔ ایسے میں کچھ اپنی علمی بے بضاعتی کا احساس اور مولانا کی ہیبت جلالی' علماء کا رعب و احترام' مجھ پر عجیب کیفیت طاری تھی' سردی کی راتوں میں بھی پسینہ آ رہا تھا۔ میں نے ''رب شرح لی صدری ...... کا وظیفہ کیا اور مقالہ پڑھ دیا۔ حضرت مولانا مسندِ صدارت پر بیٹھے سر بھی ہلا رہے تھے اور حسب روایت تبسم بھی فرما رہے تھے۔ میں نے مقالہ تو جوں توں پڑھ دیا۔ مشکل تو اس وقت پڑی جب سوالات شروع ہوئے۔ علماء کرام مجھے گھیر رہے تھے اور میں دامن چھڑا رہا تھا' حتی الامکان ان کے سوالات کے جوابات دے رہا تھا۔ انہی سوالات و جوابات میں رات کا ڈیڑھ ہو گیا تو مولانا نے روایتی انداز میں فرمایا ''بس وی کرو' سارے کلے دے دوالے ہو گئے او................'' اور پھر خود مقالہ کی ساری بحث کو مختصر وقت میں سمیٹ دیا۔ بعد میں حضرت علامہ صاحبؒ سے مقالہ کے حوالے سے میری تعریف کی۔ میں نے اس واقعہ میں محسوس کیا کہ حضرت مولانا جس کو پسند کرتے تھے اس پر لفظوں میں اظہار نہ کرتے تھے بلکہ اپنی محبت عملی طور پر ظاہر کرتے تھے۔ بعد میں جب بم دھماکے میں میری آنکھ بھی کام آ گئی تو ایک روز لوئر مال کے دفتر میں' الگ بلا کر میری آنکھ کی پٹی اٹھا کر دیکھا' لمبا سانس کھینچ کر سر جھکا لیا۔ منہ سے کچھ نہ کہا۔ ان کی زبان سے لفظوں کے موتی جھڑتے تھے' مگر ان کی خاموشی میں دل دھائیاں مچاتا تھا۔ اخلاص کی انتہاء ان کی خاموشی میں پنہاں تھی۔

حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں بتایا' کہ حضرت علامہ شہیدؒ کے ساتھ 1986ء میں جب بیرونی ممالک کے دورے پر گئے تھے' تو مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں ''حضرت مولانا'' سب سے الگ ہو کر رب کے حضور دوزانوں ہو گئے' ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے۔ سب فارغ ہو چکے تھے' مگر ''حضرت مولانا'' اسی طرح رب کے حضور ہیں...... ہونٹ ساکت ہیں ان میں قطعاً حرکت نہیں مگر آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہے۔ (یعنی یہ مولانا کا خاص انداز تھا) کہ زبان ہلانے سے زیادہ دل کو اللہ سے براہِ راست کر لیتے۔ آخری وقت میں مولانا نے اپنے رب سے دل کو براہ راست کر لیا تھا فارسی کا ایک شعر ہے

چوں وعدۂ وصل نزدیک شود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتش شوق تیز تر گردد

اللہ رب العالمین نے' خلوص وللہیت کے اس پیکر کو دنیا سے الگ کر کے اپنی حضوری میں قبول کر لیا تھا' اور وہ اپنی ادائے خاص میں خامشی کی زبان سے دل کو براہ راست کیلئے ہر لحہ ذکر میں مشغول ہو گئے۔

امام شافعیؒ کے سلسلہ تلمذ میں حضرت سری سقطی نامی بزرگ ہو گذرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے بھانجے اور مشہور بزرگ حضرت جنید بغدادیؒ کی تربیت کی۔ علم حدیث حاصل کرنے کے بارے میں خود حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: ''اگر حضرت سری سقطیؒ میری رہنمائی نہ فرماتے تو میں حدیث اور فقہ سے ناآشنا رہ جاتا۔ اور مروجہ تصوف کی پر پیچ گلیوں میں ساری زندگی بھٹکتا رہتا۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت سری سقطیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اچانک ماموں مجھ سے مخاطب ہوئے اور نہایت جذب کے لہجے میں فرمایا: ''جنید ! میں حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اپنا محدث بنائے جو علم تصوف سے بھی آگاہ ہو ....مگر ایسا صوفی نہ بنائے جو علم حدیث سے ناآشنا ہو۔'' یعنی قرآن وحدیث کو تصوف پر فوقیت دی جانی چاہیے۔ حضرت جنید بغدادی فرمایا کرتے تھے' علم تصوف کو قرآن وحدیث کے تابع رہنا چاہیے۔ جس نے تصوف کے کوچے میں قدم رکھنے سے پہلے قرآن حفظ نہ کیا اور حدیث میں سند حاصل نہ کی ہو تو اس کو دوسرے کی رہنمائی کا کوئی حق حاصل نہیں۔''

ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ نے اپنے مرشد سے عرض کیا' مجھے کوئی ایسا قصہ سنائیے جس سے تعلق باللہ کا اظہار ہوتا ہو۔

حضرت سری سقطیؒ نے ایک کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور کاغذ جنید بغدادیؒ کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: اسے پڑھ لینا۔ یہ تمہارے لئے سات سو قصوں سے بہتر ہے۔''

جب حضرت جنید بغدادیؒ نے تنہائی میں اس کاغذ کو کھول کر دیکھا تو عربی زبان کے تین اشعار درج تھے۔ جن میں محبت وریاضت اور تعلق باللہ کی انتہاء کا بیان تھا اور اللہ کے ہو کر رہنے کا درس تھا۔

چنانچہ ان اشعار کا پڑھنا ہی تھا کہ حضرت بغدادیؒ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اور آپ کے سینے میں وصل حق کی آگ اس طرح بھڑک اٹھی کہ تعلق باللہ کے علاوہ سب بھسم ہو گیا۔

حضرت مولانا بھی جنید بغدادی کی طرح (آخرش) صرف اللہ کے ہو کر رہ گئے تھے۔ ان کا دل اللہ سے براہ راست ہو گیا تھا۔

ان کی ذات والا صفات میں ہم لوگوں کے لئے کتنے ہی سبق موجود ہیں۔ ان کا ذکر دولت وثروت اور اقتدار واختیارات کی وجہ سے رسمی نہیں بلکہ ان کے لئے دل دھڑک رہے ہیں۔ دلوں کے نہاں خانے ان کی عقیدت سے بھرے ہوئے ہیں اور آنکھیں ان کی یاد میں بھیگتی چلی جاتی ہیں ان کے لواحقین صرف ان کی اولاد نہیں' ساری جماعت ہے۔ آج صرف حافظ عمران عریف ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ ساری جماعت یتیم ہو گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ میں ان کی تعزیت کے لئے گوجرانوالہ نہیں گیا۔ (مجھے جانا چاہئے تھا) مگر میں وہاں جا کر کہتا کیا؟ میں بھی تو یتیم ہو گیا ہوں' لفظ میری زبان سے کیا نکلتے' میں تو ان کی طرح دل ہی دل میں براہ راست ہو کر دعا کر سکتا ہوں کہ

کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالب
کہ بے تابی سے ہر ایک تارِ بستر خارِ بستر ہے

''حضرت شیخ الحدیث نے مولانا محمد اسحاق چیمہ کی وفات پر کہا تھا:

بہتے رون گے دلاں دے جانی
تے ماپے تینوں گھٹ رون گے

میں آج مولانا کے کہے ہوئے یہی الفاظ' ان کے لئے دھرا رہا ہوں' ان کے گھرانے کا دکھ ہے کہ ان کے سروں سے عظیم بزرگ کا سایہ اٹھ گیا۔ مگر جماعت کا دکھ ہے کہ ایک عظیم انسان' بہترین قائد' بے لاگ تجزیہ کرنے والا' بلا خوف لومۃ لائم حق کہنے والا' جماعت کی بہتری میں اونچے سروں کی پروانہ کرنے والا اور مشکلات میں سنبھال لینے کا سبق دینے والا' صاحب بصیرت رخصت ہو گیا ہے۔ حضرت امیر محترم نے ان کے جنازہ پر بالکل صحیح اور بجا فرمایا تھا' کہ

ما کنت احسب قبل موتک ان اریٰ
رضویٰ علی ایدی الرجال تسیر

(مجھے آپ کی موت سے قبل اس بات کا گمان بھی نہ تھا' کہ میں دیکھوں گا کہ رضویٰ پہاڑ لوگوں کے ہاتھوں پر چل رہا ہے)

وہ علم وفضل کے پہاڑ سا عظیم انسان' صبر واستقلال کے پہاڑ سا عظیم شخص' جماعت سے رخصت ہو گیا۔

آج راہی جہاں سے داغ ہوا
خانہ عشق بے چراغ ہوا۔

اور اس غم واندوہ کے عالم میں جب سبھی غم زدہ ہیں مجھے یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ

تو بھی میرے ساتھ مل کے گردش ایام رو
اے اسیر حلقۂ زنجیرِ صبح و شام رو
تو بھی اے علم' تو نے اس کو پالا تھا
یہ چراغ کشتہ اسی گھر کا اجالا تھا۔

''انا للہ وانا الیہ راجعون''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کی شخصیت

قحط الرجال کے دور میں مینارۂ نور

﴿تحریر: جناب مولانا برق التوحیدی ٹوبہ ٹیک سنگھ﴾

قحط الرجال کے اس دور میں جن شخصیات کو محض عقیدت و محبت سے قطع نظر امر واقع میں جامع الصفات کہا جا سکتا ہے ان میں سے ایک ہمارے ممدوح و مخدوم حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تھے۔ مولانا مرحوم کو پہلی مرتبہ دیکھنے کا اس وقت موقع ملا جب ۱۹۷۳ء میں آپ حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی معیت میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد (اس وقت لائلپور) کا انتظام سنبھالنے کیلئے جامعہ تشریف لائے تھے۔ اس وقت آمد و رفت کے پر آسائش ذرائع آج کی طرح دستیاب نہ تھے مگر طلبہ کی حوصلہ افزائی اور معاملات کو سلجھانے کیلئے حضرت استاذ المحدثین حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ گرمی کے سخت موسم اور چلچلاتی دھوپ میں جب کوہستان بس کے ذریعے حاجی آباد بس سٹاپ پر اترے تو استقبال کیلئے طلبہ کا جم غفیر موجود تھا جب حافظ صاحب مرحوم جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے ساتھ مولانا محمد عبداللہ مرحوم بھی تھے چونکہ طلبہ کی اکثریت دونوں کو پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی اس لئے ثانی الاثنین کی طرح کوئی نہ پہچان سکا کہ رہبر کون ہے اور راہرو کون؟ واقفان حال کے بتانے سے پتہ چلا کہ حافظ صاحب کے ساتھ جماعت کی مایہ ناز علمی اور وجیہ شخصیت مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ ہیں۔ سٹاپ سے آپ جامعہ سلفیہ تشریف لائے چند گھنٹے اساتذہ وطلبہ کے ساتھ گزارے اور جائزہ لیکر واپس گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ مگر ان دونوں حضرات سے اس پہلی ملاقات نے ان کے متعلق جو لوح دماغ پر نقوش چھوڑے وہ آج تک انمٹ ہیں مولانا مرحوم نے جماعتی حالات پر اس انداز میں جامع تبصرہ فرمایا کہ شاید و باید۔ اور طلبہ کو تلقین فرمائی کی کہ وہ بددل اور مایوس نہ ہوں بلکہ خوشدلی کے ساتھ اپنا اپنا علمی شغل جاری رکھیں۔

اس کے بعد راقم الحروف جب 1975ء میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن سے فارغ ہو کر جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں محدث العصر حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کی خدمت میں شوق تلمذ لئے حاضر ہوا تب حضرت ممدوح مرحوم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا' مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ نے ہمہ قسم صفات حمیدہ اور خصائل رشیدہ سے نوازا تھا معصوم تو صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہی ہوتے ہیں مگر جس قدر پاکیزہ اور آلائشوں سے مبرا زندگی حضرت مولانا موصوف نے گزاری ہے اس پر آشوب دور میں وہ قابل رشک ہے جو بہت کم لوگوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہوتی ہے۔آپ سیرت وصورت کے لحاظ سے حسین، علم وعمل کے مجسم، اخلاق وادب کا نمونہ، روایت و درایت کے ماہر، حفظ وضبط کے پہاڑ، خطابت کے بادشاہ، اجلاس میں گفتگو کے دھنی، شجاعت وحکمت کے پیکر، تدریس وتبلیغ کے استاذ، رموز قیادت وسیادت سے آگاہ، قناعت وخودداری کا مظہر، اور محبت وشفقت کا مجموعہ تھے۔الغرض آپ "بسطة في العلم والجسم" تھے یعنی کسی بھی انسان میں اگر شعبہ ہائے علم جمع ہو سکتے ہیں، وہ جسمانی صلاحیتوں کا مجمع ہوسکتا ہے یا یوں کہیے کہ روحانی وجسمانی خوبیوں کی تصویر اگر ممکن ہے تو حضرت مخدوم کی ذات اس کا بہترین مصداق تھی

یومیہ معمولات

حضرت مخدوم کی عبادت وریاضت یا جماعتی ومسلکی یومیہ معمولات میں صبح کا درس اور پھر پیدل چل کر جامعہ محمدیہ تشریف لانا تھا۔آپ نماز فجر کے بعد مستقل مزاجی سے بڑی مسجد میں درس قرآن ارشاد فرماتے اوراس کے بعد گنگنی والا تک پیدل چلتے ہوئے پہنچتے تھے۔۔مدرسہ میں تعلیمی وتنظیمی امور کا جائزہ لیتے لیکن عام مہتمم حضرات کی طرح اساتذہ کے تدریسی امور میں بے جا مداخلت نہیں کرتے تھے۔یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ تمام مدارس جہاں سرمایہ دارانہ ذہنیت کے حامل اور علم واخلاق نبوی سے عاری لوگ بطور مہتمم مسلط ہیں ان کی نسبت جامعہ محمدیہ میں اساتذہ کو جس قدر آزادانہ ماحول اور فضا اپنے تدریسی امور سرانجام دینے کیلئے میسر تھی شاید ہی کسی اور مدرسہ میں پائی جاتی ہو،جس کی بڑی وجہ حضرت مرحوم کا وجود تھا جو انتظامیہ اور اساتذہ کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا تھا اور وہ خود ایک جید عالم دین اور کامیاب مدرس تھے، جنہیں اساتذہ وطلبہ کی نفسیات پر مکمل عبور تھا۔وہ اساتذہ کی ضروریات، مرتبے ومقام اور مسائل کا ادراک رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ جامعہ کا تعلیمی ریکارڈ بہت شاندار رہا ہے۔جس میں بلاشبہ اساتذہ کرام کی محنت کو بہت دخل وعمل تھا لیکن اس کے پس منظر میں حضرت والا کی شفقت تھی کہ وہ کسی دباؤ یا تناؤ کا شکار نہ ہوں اور پوری آزادی سے اپنے فرائض سرانجام دیں۔

اس وقت وہاں محدث العصر حافظ محدث گوندلوی ؒ کی سرپرستی میں مولانا عبدالحمید صاحب حافظ عبدالمنان صاحب' مولانا جمعہ خاں مرحوم' حافظ عبدالسلام بھٹوی اور مولانا محمد رفیق سلفی صاحب جیسے فاضل اساتذہ ایک ٹیم ورک کے تحت تعلیم وتربیت میں مصروف تھے۔جن میں سے اکثر ان کے شاگرد بھی تھے۔لیکن سبھی مولانا کا از حد ادب واحترام کرتے تھے۔جبکہ مولانا بھی ان کو ان کا جائز مقام دینے میں بخل نہ کرتے تھے۔جیسا کہ بعض اساتذہ اپنے مدارس میں اپنے تلامذہ ہی کو استاذ اس لئے رکھ لیتے ہیں کہ وہ اخلاقی دباؤ کا شکار رہیں۔لیکن آپؒ نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا۔البتہ وہ جس طرح طلبہ کے مابین معاملات کو بڑی حساس نگاہ سے دیکھتے تھے اسی طرح اساتذہ وطلبہ کے تعلقات سے بھی غافل نہ رہے۔ایک مرتبہ حضرت حسب معمول جامعہ تشریف لائے اور ناظم طلبہ کو بلا کر پوچھا رات تقریباً دو بجے فلاں کمرے کی بتیاں جل رہی تھیں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیران ہوا اور کوئی جواب نہ دے سکا تو آپ نے فرمایا میں اس وقت لاہور سے آ رہا تھا تو دیکھا فلاں کمرے کی لائٹیں جل رہی تھیں۔ جب تحقیق کی گئی تو واقعی اس کمرہ کی روشنیاں بجھائی نہ گئی تھیں۔ جس پر آپ نے ناظم طلبہ کو سرزنش کی۔ تمام طلبہ حیران تھے کہ آپ نے جاتے جاتے یہ کیسے اندازہ لگا لیا کہ فلاں کمرہ میں روشنی ہے۔ اندازہ لگائیں کہ آپ کو کس قدر جامعہ سے لگاؤ تھا جو کبھی بھی کم نہ ہوا تھا۔

ایک دفعہ جامعہ میں حافظ عبدالسلام صاحب بھٹوی حفظہ اللہ کی سرپرستی میں چند لبادہ تصوف اوڑھے طلبہ نے محفل موسیقی وسماع منعقد کی' حافظ صاحب چونکہ بڑے نفیس ذوق رکھنے والے صاحب ذکر وفکر انسان تھے اور تصوف کے ساتھ بھی شفقت رکھتے تھے۔ اور خاصا ادبی ذوق بھی رکھتے تھے راقم الحروف نے پہلی مرتبہ یہ شعر ان کی زبان سے سنا جو شاید کچھ اس طرح تھا:

خط نہ تھا جب تک کہ خط نہ تھا
اب خط آیا ہے کہ شاید خط آیا ہے

اسی طرح ان کے تلامذہ ان سے یہ شعر سن کر بھی بڑے محظوظ ہوتے:

کرو کج جبیں پہ سر بکفن میرے قاتلوں کو یہ گماں نہ ہو
کہ غرور عشق کا بانکپن پس مرگ ہم نے بھلا دیا

بہرحال وہ طلبہ تصوف کی دنیا میں ''اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ'' کے اصول کو بھی سمجھتے تھے اور موسیقی کو تو روح کی غذا کہا جاتا ہے چنانچہ جمعرات کو اس اصول کے تحت خوب روحانی خورد ونوش کی محفل سجائی گئی جس کی شکایت ایک طالب علم نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے کر دی جس پر حضرت مرحوم نے حافظ صاحب کو بلا کر نہایت سخت لہجہ میں تنبیہ فرمائی جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کس قدر تعلیمی وتربیتی اور انتظامی معاملات پر نگاہ رکھتے اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے تھے۔

جمال وجلال

آپ کی شخصیت جمال وجلال کا عمدہ نمونہ تھی۔ آپ مزاج میں باغ وبہار طبیعت رکھتے تھے یبوست وخشکی آپ کے قریب سے نہ گزری تھی۔ بسا اوقات لطائف سے مجلس کو کشت زعفران بنا دیتے بڑے شگفتہ مزاج تھے کہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والا علمی نکات حاصل کرنے کے ساتھ تفنن طبع سے بھی محظوظ ہوتا۔ مگر مجلس میں اس وقار وتمکنت سے بیٹھتے کہ کسی کو آنکھ اٹھا کر بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ جمال کے ساتھ جلال کا پہلو بھی رکھتے تھے۔ حضرت علامہ مرحوم بڑے دبنگ آدمی تھے بسا اوقات اپنی بات کو محض سینہ زوری سے منوا لیتے تھے مگر وہ دو شخصیتوں کے سامنے کبھی نگاہ اٹھا کر زبان نہ کھولتے تھے۔ ایک حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہؒ دوسرے حضرت شیخ الحدیثؒ۔ جماعت کے اجلاس میں جب کبھی پیچیدہ مسائل پر گفتگو ہوتی اور ماحول تلخی کی طرف بڑھتا تو حضرت کی پرجلال نگاہ سے اس اضطراب میں سکون آ جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصابت رائے کا یہ حال تھا کہ ان کی کہی ہوئی بات کی واقعات نے ہمیشہ تصدیق کی اور آپ جس بصیرت اور دور اندیشی سے رائے قائم فرماتے۔حقائق اس کے خلاف نہ جاتے تھے۔ نیز آپ کی گفتگو حاصل مجلس ہوتی جس کے بعد کسی کو مجال کلام نہ رہتی۔

مولانا مرحومؒ کا جماعتی پلیٹ فارم پر یہ پہلو بہت ہی عمدہ ہے کہ آپ نے اختلاف کے باوجود کسی کے خلاف کبھی جارحانہ اور خلاف ادب انداز نہیں اپنایا۔ البتہ ہر ایک کے سامنے جرات اور سلیقہ سے بات کرنے کا ڈھنگ آپ کو خوب آتا تھا۔ جماعت میں انتظامی مسائل پر جب کبھی اختلاف پر بات چلی تو مولانا مرحوم کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکا اور آپ کے موقف کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ایک مرتبہ مرکز الدعوۃ والارشاد کی ایک ٹیم حافظ عبدالسلام بھٹوی کی سربراہی میں مرکز اہلحدیث میں گفتگو کے لئے آئی وہ بڑے طمطراق سے آئے مگر متنازع مسائل پر مولانا مرحوم کی مدلل و مبرھن گفتگو کا چند لمحے بھی مقابلہ نہ کر سکے۔

تقریر و تحریر بنیادی طور پر حضرت المحدثؒ مدرس تھے۔ نصابی کتابوں کے حوالہ جات آپ کو ازبر تھے۔ خصوصاً اپنے ادبی ذوق کی بنا پر عربی شعراء کا کلام بہت حفظ تھا۔ جسے موقع بموقع برجستہ طور پر استعمال کر کے خوب داد وصول کرتے۔ دیکھنے اور سننے والا آپ کی ذہانت و فطانت اور حفظ و ضبط سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ معقولات و منقولات پر آپ کو یکساں عبور حاصل تھا اور مشکل سے مشکل مقامات کی توضیح و تشریح اس ملکہ سے کرتے کہ بات آسانی سے سمجھ آجاتی۔ تفسیر و حدیث' فقہ و اصول فقہ' صرف و نحو اور منطق' فلسفہ کے مضامین پر آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ تدریسی میدان میں آپ نے جس لگن اور محنت و شفقت سے طلبہ کو درس دیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

مولانا مرحوم اگرچہ عام معنوں میں واعظ و مقرر نہ تھے مگر قسام ازل نے آپ کو استنباط و استخراج اور استدلال کی وافر صلاحیت سے نوازا تھا۔ آپ مناظرانہ گفتگو فرماتے تو مدمقابل پریشان ہو کر رہ جاتا۔ آپ اپنی مدرسانہ زندگی ہی سے ''شیخ الحدیث'' کے لقب سے معروف تھے اور یہ لفظ آپ کے اسم گرامی کا ایسا سابقہ بنا کہ آپ اسی لقب سے ممتاز تھے۔ تدریس کے ساتھ آپ نے خطابت کا آغاز جامع مسجد اہلحدیث دال بازار سے کیا آپ کی تقریر ایسی عام فہم اور سادہ مگر بلاغت و فصاحت کا شاہکار اور نہایت جامع ہوتی' موضوع کے مالہ و ماعلیہ کو یوں بیان فرماتے کہ نہ صرف مشکل سے مشکل مسئلہ سمجھ آجاتا بلکہ کوئی گوشہ بھی تشنہ تکمیل نہ رہتا۔

ضیاء الحق مرحوم کے دور میں جب شریعت بل کا شوشہ چھوڑا گیا تو جمعیت اہلحدیث کا موقف اس کے خلاف تھا۔ جبکہ راقم الحروف ذاتی طور پر سمجھتا تھا کہ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے اور بقول مولانا محمد حنیف ندویؒ کہ آپ فقہ حنفی کو نافذ ہونے دیجئے اور وہ کام خود بخود ہو جائے گا جو آپ سالہا سال کی محنت شاقہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں کر سکتے۔یعنی فقہ حنفی حالات کا ساتھ نہیں دے سکتی اور وہ ناکام ہو جائے گی۔تو لوگ خود بخود قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں گے۔لیکن علامہ مرحوم کی سحر انگیز خطابت جماعتی پلیٹ فارم کو گرمائے ہوئے تھی۔

دھوبی گھاٹ فیصل آباد کے وسیع میدان میں کانفرنس تھی۔حضرت مولانا مرحوم نے خطاب فرمایا اور شریعت بل پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑے درمندانہ انداز میں کہا: ہم مسلمان رہنا ہی نہیں بلکہ دوسروں کو مسلمان رکھنا بھی چاہتے ہیں' صرف ایک جملہ نے راقم الحروف کو اپنا موقف تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا کہ اس جملہ میں دعوت وتبلیغ میں احساس ذمہ داری کا اس قدر وقیع اشارہ تھا کہ کوئی داعی بھی اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا اور وہ یہ تھا: ''لم تعظون قوما الله مهلكهم او معذبهم عذاباً شديدا قالوا معذرة الى ربكم ولعلهم يتقون ''(الاعراف:164) کہ جب داعیان حق سے کہا جاتا ہے کہ ایسے لوگوں کو وعظ وتبلیغ کیوں کرتے ہو جو اللہ کی طرف سے ہلاکت وعذاب کے مستحق بن چکے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے عذر اور ان کی اصلاح سے پر امید ہو کر ایسا کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ جذبہ صادقہ ہونا چاہیے۔نہ یہ کہ جو کوئی جہاں ہے ٹھیک ہے۔ہمیں تو صرف اپنے آپ سے سروکار نہیں بلکہ ''قوا انفسکم واھلیکم نـــارا '' کا تقاضا اس کے برعکس ہے اس ذمہ داری اور تقاضا کی صدائے احتجاج نے راقم کو اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا اور یہ مولانا کا اعجاز تھا۔ان کے حلقہ درس اور ہالہ خطابت میں بیٹھنے والے اس بات کے شاہد ہیں کہ ان کی سادہ خطابت اس قدر انقلاب آفریں تھی وہ اردو وپنجابی دونوں زبانوں کے خطیب تھے پر ترنم اور لچھے دار یا محض گرجدار انداز کی بجائے حکیمانہ اور مصلحانہ انداز اپناتے تھے۔

طبع وتالیف مولانا مرحوم کی کسی باقاعدہ تصنیف وتالیف کا تو علم نہیں۔تاہم ایک دور تھا جب مولانا مرحوم جماعتی آرگن ''الیوم'' یا ''الاسلام'' میں فقہ الحدیث کے تحت باقاعدہ درس تحریر فرمایا کرتے تھے۔جس کے مطالعہ سے ان کی فقیہانہ اور مجتہدانہ صلاحیت وبصیرت کا اندازہ ہی نہیں ہوتا بلکہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قلم سے سطح قرطاس پر علم وحکمت کے موتی بکھیرنے کا بھی مولانا مرحوم خاص ملکہ رکھتے تھے۔آپ کی تحریر میں فصاحت وبلاغت اور ادب وسلالت کی بھرپور شرینی ہوتی اور قاری زبان وبیان کی لطافت محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔

فتوی نویسی میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے اور بعض کانفرنسوں میں آپ کا خطبہ صدارت ایک نادر تاریخی دستاویز سے کم نہیں۔اسی طرح مختلف جماعتی جرائد ورسائل میں آپ کے متنوع مضامین بھی آپ کی علمی وادبی شخصیت کے آئینہ دار ہیں جنہیں جمع کیا جائے تو بلاشبہ ایک قابل قدر علمی خدمت ہوگی۔

سیاسیات مولانا مرحوم علم وعمل میں اپنے قابل فخر اسلاف کے خلف الرشید تھے۔خصوصاً قاضی کوٹ جیسے قصبہ سے تعلق تھا جو کبھی مجاہدین کا مرکز تھا۔تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ آپ سیاسیات سے لاتعلق رہ سکتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ چنانچہ آپ نے صرف نظری سیاست پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ عملی سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان سے لے کر تحریک نجات تک جس قدر بھی مذہبی وسیاسی اور اصلاحی تحریکیں بپا ہوئیں مولانا مرحوم نے ان میں ہمیشہ ''کونوا فی هذا الامر رؤوسا ولا تکونوا فیه اذنابا'' کا قائدانہ کردار ادا کیا اور آپ اگرچہ ایک دور میں مسلم لیگ اور پھر جماعت اسلامی سے بھرپور تعاون کرتے رہے مگر جب سے آپ جمعیت اہلحدیث سے وابستہ ہوئے تب سے اسی پلیٹ فارم سے اپنا سیاسی کردار ادا کیا۔ آپ نے 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ آپ نے امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان اور بعد ازاں سرپرست کی حیثیت سے آخر دم تک بھرپور سیاسی کردار ادا کیا۔ مگر یہ سیاسی مصروفیات آپ کے علمی ذوق، مطالعہ اور شوق دعوت وتبلیغ نیز جذبہ تنظیم میں کوئی رخنہ نہ ڈال سکیں۔ بلکہ ان کا انداز سیاست بھی ان کی علم دوستی اور ادب پروری کا مظہر ہوتا تھے۔

قناعت وسادگی

مولانا مرحوم ایک طرف علم وعمل میں خاندانی وراثت کا پرتو تھے تو دوسری طرف زمیندار گجر ہونے کے ناطے جہاں حلم وبردباری تھی وہاں استقامت وشجاعت سے بھی متصف شخصیت تھے۔ مگر علم وعمل اور مال ومنال میں خاندانی طور پر متمول ومستغنی ہونے کے باوجود نہایت سادہ وقناعت پسند تھے۔ آپ خوراک وپوشاک میں عزت وجلال کی بجائے اخلاق وکردار کے جمال وجلال کے قائل تھے۔ گوجرانوالہ کی نسبت سے آپ چونکہ پہلوان بھی تھے مگر حقیقی پہلوان جو دوسروں کو پچھاڑنے کی بجائے اپنے نفس کو پچھاڑنے پر یقین رکھتا ہو۔ آپ میں خودنمائی وخودستائشی ہرگز نہ تھی۔ حق بات کہنے اور حق تسلیم کرنے میں آپ جرات وتواضع کا بہترین نمونہ تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید آج جماعت میں اتحاد ووقار کی موجودہ شکل نظر نہ آتی۔ اور نہ گوجرانوالہ میں مسلکی گل وگلزار کی یہ کیفیت ہوتی اور نہ کبھی جامعہ محمدیہ ترقی وکمال کے اس عروج کو چھو سکتا۔

ریاض (سعودیہ) سے امام عبدالرحمٰن بن یعیش جب پاکستان تشریف لائے تو وہ ماموں کانجن اور ٹوبہ سے ہوتے ہوئے حافظ عبدالعلیم صاحب یزدانی کے زیر تجویز مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھنے کو جھنگ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد انہیں چونکہ گوجرانوالہ جانا تھا اور مولانا مرحوم بھی اس تقریب میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ واپسی پر حضرت مولانا ارشاد الحق اثری کے ساتھ راقم الحروف بھی حضرت مخدومؒ کی گاڑی میں فیصل آباد سے بیٹھ گئے۔ دوران سفر متنوع گفتگو ہوتی رہی ایک موقع پر ہم نے پوچھا! حضرت! اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ عاطفت دراز فرمائے مگر کبھی اپنے بعد اپنی نیابت کا بھی سوچا؟ آپ نے التفات نہ فرمایا، ہم نے باتوں باتوں میں مولانا محمد اعظم صاحب کی خطابت وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے دوبارہ جب یہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ سوچنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میں نے کبھی اس نہج پر کام کیا ہے میری ذمہ داری میری زندگی تک ہے بعد میں یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور جماعت کا ہے میرا نہیں کہ میں کیا جواب دوں؟۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے جس جلالی کیفیت میں یہ جواب ارشاد فرمایا اس سے یہ تاثر واضح تھا کہ آپ اس قسم کے سوالات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ کافی دیر تک ہمیں کوئی اور بات کہنے کی جرات نہ ہوسکی۔ مگر ان کی یہ سوچ کس قدر قابل تأسی ہے کہ ایسی چیزیں موروثی ہوتی ہیں نہ کہ بنائی جاتی ہیں جب بھی ایسے اداروں میں وراثت کی سوچ دخل دیتی ہے تو وہ ادارے ناکام بلکہ برباد ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کو اس کے انتظام پر چھوڑ دینا چاہئے۔

محسن جمعیت تمام انسانی معاشروں کی طرح جماعتوں میں بھی انتظامی نوعیت کے اختلافات کوئی مستبعد نہیں ہوتے۔ دیگر جماعتوں کی طرح لیکن نسبتاً کم درجہ میں جمعیت اہلحدیث پر بھی ایک ایسا نازک دور آیا جب یہ دو انتظامی حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مولانا مرحوم نے چونکہ کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا اور نہ ہی اخلاق وآدب کے دامن کو چھوڑا۔ اس لئے آپ اپنے ہمہ قسم کے حریفوں کو ادب واحترام سے دیکھتے اور کبھی بھی کسی مسئلہ پر مفاہمت ومصالحت کا دروازہ بند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ "والصلح خیر" پر عمل پیرا تھے۔ ان کی حقیقت پسندی' کشادہ دلی' دور اندیشی وفراست اور مسلکی ہمدردی کا ہی نتیجہ تھا کہ جمعیت بالآخر پھر ایک پلیٹ فارم پر متحد ہوگئی۔ صلح جوئی میں اگر ان کی کوششوں کا جائزلیا جائے بلکہ جمعیت کو تناور وثمر آور شجر طیبہ بنانے میں ان کی قربانیوں کا مطالعہ کیا جائے تو وہ بلاشبہ جمعیت اہلحدیث کے "محسن" کہلانے کے حقدار ہیں۔ جمعیت میں جب بھی انتظامی مشکلات' سیاسی طوفان' مالی بحران یا کوئی حادثہ ہوا انہوں نے بڑے حوصلہ وحکمت اور فراست وجرات سے اس شجر طیبہ کی آبیاری میں اپنے رفقاء سمیت بھرپور کردار ادا کیا۔ 23 مارچ 1987ء کے جانکاہ حادثہ کے بعد جب اس شجر طیبہ پر باد صرصر نے حملہ کیا اور خزاں زدگی کا خطرہ لاحق ہوا' قافلہ جمعیت پر یاس وقنوط کے بادل چھائے اور انتشار وافراتفری کی شب دیجور کا اندھیرا ہوا تو صرف آپ کی ذات گرامی' ہی رجاوامید کا مرکز تھی۔ بفضلہ تعالیٰ آپ نے اس نازک ترین دور میں بھنور میں ہچکولے کھاتی جماعتی ناؤ کو اپنی فراست وبصیرت' دانش وحکمت اور حوصلہ وجرات سے ساحل عافیت سے ہمکنار کیا۔

جامعہ محمدیہ مسلک سلف کی اشاعت وترویج کا ایک معروف علمی وتربیتی ادارہ تو ہے ہی لیکن جمعیت اہلحدیث کا ایک مضبوط قلعہ بھی ہے۔ جسے مولانا مرحوم نے کسی قسم کے تحفظات کا شکار ہوئے بغیر جمعیت کو استعمال کرنے کی اجازت دی۔ کتنے ہی جماعتی اجلاس شوریٰ وعاملہ ہیں جن کی میزبانی کا شرف جامعہ محمدیہ کو حاصل ہوا۔ تحریک نجات میں جامعہ محمدیہ نے جماعتی تشخص کی خاطر جو قربانی دی وہ قومی وبین الاقوامی ذرائع ابلاغ سے داد تحسین حاصل کرچکی ہے۔ البتہ جمعیت کے مقابلہ میں اگر تنظیم نے کسی بھی اعتبار سے جامعہ کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی تو مولانا نے کبھی برداشت نہیں کیا۔ ہمارے مسلکی مدارس کے عام ناظم ومہتمم حضرات کی سوچ سے ہٹ کر مولانا مرحوم کا یہ ایک ایسا امتیازی وصف تھا جو ان حضرات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دعوت فکر دیتا ہے کہ محض فراہمی زر اور چندہ جیسی دکاندارانہ ترجیحات کو نظر انداز کر کے اپنی جماعتی پالیسی وضع کریں۔ کیونکہ آڑے وقت میں جمعیت ہی دفاعی محاذ پر ہوتی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بھٹو نے جب تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لینے کے بعد دینی مدارس کو قومیانے کا عندیہ دیا تو تمام مدارس سراپا احتجاج بن گئے۔ اس سلسلے میں گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر کے مدارس کے طلبہ کا ایک نمائندہ اجتماع نصرۃ العلوم میں منعقد ہوا۔ اہلحدیث مدارس (جامعہ محمدیہ، جامعہ اسلامیہ وغیرہ) کے طلبہ کی ترجمانی میرے ذمہ تھی۔ چنانچہ وہاں مجھے اس احتجاجی تحریک میں دینی مدارس کے طلبہ کی تنظیم کا ناظم منتخب کرلیا گیا اور مشترکہ طور پر ہم نے ایک احتجاجی اشتہار شائع کیا۔ راقم الحروف اور حافظ عبدالحمید صاحب ایک رات وقت گزرے تک وہ اشتہارات چسپاں کررہے تھے کہ اوپر سے حضرت مولانا بھی دو ساتھیوں سمیت آ گئے۔ ہم انہیں دیکھ کر حیران ہوئے اور گھبرا گئے کہ نہ معلوم کیا ایکشن لیں۔ مگر انہوں نے پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ ہم نے تفصیل بتائی تو بہت خوش ہوئے اور شاباش دے کر کہا کہ مدارس کی حفاظت میں یہ کردار ہماری جماعتی ذمہ داری ہے۔ اور اسی میں ہمارا وقار اور بقا مضمر ہے۔ یعنی وہ ہمیشہ جماعتی زندگی کو اولیت دیتے تھے۔

اسی طرح انہوں نے اپنی ذات اور شخصیت کو کبھی جماعت و مسلک کا مدار المہام بنانے یا سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ نسل خور اور مردم کش نہیں تھے۔ بلکہ علاقہ اور جماعت میں متبادل مسلکی قیادت پیدا اور فراہم کی پالیسی اپنائے ہوئے تھے۔ آج گوجرانوالہ اپنے گردونواح سمیت جماعتی و مسلکی افرادی و تنظیمی قوت میں خود کفیل ہی نہیں بلکہ ایکسپورٹر ہے۔

ان کی اولاد و احفاد کے ساتھ ان کے تلامذہ اور جامع مسجد دال بازار سے لے کر لاکھوں کے مجمع کے سامعین تو ان کی ذات اقدس کے لئے صدقہ جاریہ ہیں ہی لیکن یہ جمعیت کا پلیٹ فارم اور یہ مساجد و مدارس اور بہرنوع ان سے استفادہ کرنے والے ان کے لئے ایک ایسا صدقہ جاریہ ہیں جس میں شاید کوئی بھی ان کا شریک و سہیم نہ ہو۔ مولانا مرحوم نے جس طرح بھرپور فعال و متحرک زندگی گذاری اور اس میں اپنے دامن انسانیت کو عفت و عصمت سے زینت بخشی وہ یقیناً قابل رشک ہے۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

مولانا عبدالعظیم انصاری، قصور

28 اپریل کو 11 بجے دن گوجرانوالہ سے یہ اندوہناک اطلاع ملی کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، جماعت کے روح رواں، نامور عالم دین، ممتاز خطیب، کہنہ مشق مدرس شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ وفات پا گئے ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اگرچہ موت تو یہاں ہر ذی روح کا مقدر ہے اور ہزاروں لوگ صبح وشام اس سفر پر روانہ ہوجاتے ہیں اور چند روز صدمہ تازہ رہتا ہے پھر لوگ بھول جاتے ہیں اور زندگی رواں دواں رہتی ہے لیکن بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا صدمہ مدت العمر نہیں بھولتا۔ اور ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی ہے۔ جو جگہ وہ خالی کر جاتے ہیں وہ پر نہیں ہوتی۔ مولانا محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ ایسی ہی نابغہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ مے نالد حیات
تا ز بطن گیتی یک دانائے راز آید بروں

اطلاع یہ تھی کہ نماز جنازہ ساڑھے پانچ بجے شام گوجرانوالہ کے شیرانوالہ باغ میں ہوگی یہ عاجز اور قاری محمد ابراہیم کاظم امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع قصور 2:30 پر روانہ ہوئے ہم جب وہاں پہنچے تو شہر اور ملک کے مختلف اکناف واطراف سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے اس میں ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔ چاروں طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ شیرانوالہ باغ کا رقبہ اپنی وسعت کے باوجود تنگ دامانی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ باغ سے باہر سڑکوں پر بھی بہت ہجوم تھا۔ لوگوں کی اس کثیر تعداد کو دیکھ کر سفر آخرت کے اس عظیم مسافر کی ہردلعزیزی عوام میں اس کی مقبولیت اور عزت واحترام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ سب آپ کی عقیدت ومحبت کا منظر تھا ابھی ہم نے بمشکل وضو ہی کیا تھا کہ جنازہ کی نماز کھڑی ہوگئی۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر جناب پروفیسر ساجد میر نے نہایت الحاح وزاری سے نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی آواز غم انگیز اور رندھی ہوئی تھی۔ دور ونزدیک سے بھی دبی دبی سسکیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کے آخری دیدار کے لئے اعلان ہوا۔ تو لوگ ایک دوسرے کے اوپر گرنے لگے۔ کثیر اژدہام کی وجہ سے خطرہ پیدا ہوگیا کہ خدانخواستہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آجائے اس لئے منتظمین نے کمال تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے جلدی سے جنازے کو اٹھالیا۔ نماز مغرب کے بعد گوجرانوالہ کے بڑے قبرستان میں آپ کے جسد خاکی کو ان کے اساتذہ کرام حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(وفات 4 جون 1985) اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی (وفات 20 فروری 1968ء) کے پہلو میں آپ کی آخری آرامگاہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

آہ کل تک جو تھا رونق زندگی
آج شہر خموشاں کی زینت بنا
زندگی سے خفا ہو کے وہ چل دیا
جیتے جی جو کسی سے خفا نہ ہوا

آپ کی وفات سے ایک ایسا عہد ختم ہو گیا۔ جس کا دوبارہ دیکھنا ناممکن نظر آتا ہے۔ ایسے وضع دار بزرگ، کتاب وسنت کی تعلیم کی ترویج واشاعت کے شیدائی، تبحر علمی کے بحر بیکراں اور نمونہ سلف حضرات اب کہاں نظر آتے ہیں۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

پہلی بار مولانا سے میری ملاقات 1958ء میں ہوئی میں اس وقت مرکزی جمعیت اہلحدیث کے دفتر شیش محل روڈ لاہور میں ناظم دفتر تھا۔ سید داؤد غزنویؒ صدر اور مولانا محمد اسماعیل سلفی جنرل سیکرٹری تھے۔ مولانا محمد عبداللہ مرحوم اس وقت جامع مسجد اہلحدیث دال بازار گوجرانوالہ میں خطیب تھے۔ آپ کا تدریسی ادارہ جامعہ شرعیہ تعمیری مراحل میں تھا۔ آپ کی تمام تر توجہ تدریسی شعبہ کی طرف تھی مرکزی دفتر کی طرف سے مولانا غزنویؒ اور مولانا سلفیؒ کا ایک خصوصی پیغام لے کر میں گوجرانوالہ گیا اور مسجد دال بازار میں ہی ملاقات ہوئی۔ نہایت خندہ پیشانی سے ملے۔ پیغام سن کر اس پر غور کرنے کے لئے کچھ مہلت کے لئے فرمایا اس کے بعد بھی کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی۔ لیکن مستقل رابطہ ان سے اس وقت ہوا۔ جب فروری 1968ء میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ وفات پا گئے اور حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ کو جماعت کا امیر چن لیا گیا، پھر یہ دور بھی آیا جب جماعت بوجوہ دو حصوں میں بٹ گئی۔

چنانچہ حضرت علامہؒ کے حسن تدبر اور شب و روز کی محنت شاقہ سے ملک میں جماعت کو از سر نو منظم کیا گیا۔ جماعت کی خوش قسمتی کہ علامہ صاحب نے کمال حکمت عملی اور اپنے قریبی تعلقات کی بنا پر حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کو جماعتی قیادت کے لئے آمادہ کر لیا۔ حالانکہ اس سے پیشتر وہ اپنی تدریسی خدمات سے دست بردار ہو کر جماعتی سیاست میں حصہ لینے کے لئے تیار نہ تھے۔ سب حضرات جانتے ہیں کہ علامہ مرحوم کا یہ انتخاب کتنا بروقت اور مناسب تھا۔ اور مولانا محمد عبداللہ کا دور امارت اتنا کامیاب اور جماعت کے لئے خوش آئندہ ثابت ہوا کہ تھوڑے عرصے میں آپ کی قیادت اور علامہؒ کی سخت محنت اور اندرون ملک تنظیمی دوروں، کانفرنسوں اور اجتماعات کے انعقاد کی وجہ سے جماعت میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی۔ اور جماعت کے جو افراد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہابی کہلانے سے کتراتے اور بچتے تھے۔ ''آج تو ہوگئی وہابی وہابی'' کے نعرے لگانے لگے۔ جماعتی میٹنگوں اور مجالس کا وہی منظر دیکھنے میں آنے لگا جو حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے دور امارت وقیادت میں تھا۔ وہی نظم وضبط' جماعتی ڈسپلن' حسن کارکردگی اور وقار نظر آنے لگا۔ بارہا مولانا محمد عبداللہ کی امارت کے دوران مجلس شوریٰ مجلس عاملہ اور دیگر اجتماعات میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ مولانا کی دبنگ شخصیت علمی بصیرت' فہم وفراست' مجلسی آداب اور آپ کی انتظامی صلاحیت کی وجہ سے ہمیشہ یہ مجالس حسن کارکردگی کے لحاظ سے مثالی ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیوں اور صلاحیتوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔ طبیعت میں اگرچہ درویشی اور سادگی تھی لیکن جب بھی کسی مسئلہ پر بحث کرتے یا خطاب فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے مجلس پر چھا جاتے۔ آواز پاٹ دار اور بارعب ہوتی مخالف کو مطمئن کرنے کا گر خوب جانتے تھے۔ کبھی بھی کسی اجلاس میں کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہوتی۔ اجلاس بخیر وخوبی ختم ہوتے۔ آپ کے دس سالہ دور امارت میں جماعت نے خوب ترقی کی۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث جو دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔ خدا کے فضل کرم سے ایک پرچم تلے جمع ہوگئی۔ حضرت علامہ شہیدؒ کی شہادت کا واقعہ معمولی نہ تھا جماعت نہایت پریشان تھی۔ اس پر یاس وقنوط چھایا ہوا تھا۔ یہ مولانا ہی کا حوصلہ تھا کہ آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جماعت کا حوصلہ بھی بڑھایا اور اس سانحہ عظیم سے نہایت تحمل' بردباری' تدبر' دور اندیشی خوش تدبیری سے عہدہ برآ ہوئے۔ علم وفضل کے لحاظ سے بھی آپ کا مقام نہایت بلند تھا۔ حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے آپ کو شرف تلمذ حاصل تھا۔

جماعتی خدمات کے علاوہ آپ کی تعلیمی اور تدریسی خدمات بھی اظہر من الشمس ہیں عظیم دینی درسگاہ جامعہ شرعیہ جس کے آپ بانی تھے۔ آج جامعہ محمدیہ کے نام سے اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ پرشکوہ عمارت میں جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں موجود ہے۔ جس میں رات دن قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

آپ ملکی سیاست پر بھی وسیع نظر رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کی اصابت رائے مسلمہ تھی۔ فقہی مسائل میں آپ کو ایک منفرد مقام حاصل تھا۔ مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھانا آپ کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ مسلکی حمیت میں آپ نہایت بے باک تھے' قرآن وسنت کی روشنی میں جس بات کو آپ صحیح اور درست سمجھ لیتے اس پر ڈٹ جاتے اور اس کے اظہار کے لئے کسی قسم کی مداہنت یا خوف وہراس سد راہ نہ آنے دیتے۔

حضرت مولانا عبداللہ ایسی بلند مرتبت اور ثقاہت وفقاہت سے مرصع شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ آپ سیرت وکردار' تعلیم وتدریس' فکر ونظر' نظم وضبط' تقریر وتدبیر کے لحاظ سے منفرد اور مثالی حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کی وفات سے علم وفضل کا بہت بڑا فقدان واقع ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ان کی قبر کو باغیچہ جنت بنائے اور قیامت کے روز صلحاء' اذکیاء اور شہداء' اتقیاء کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
چند یادیں............چند ملاقاتیں

جناب حافظ عبدالستار حامد وزیر آباد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ بلند پایہ عالم دین' پختہ کار استاذ' نامور خطیب اور ملک کے معروف دینی رہنما تھے' الجھے ہوئے مذہبی مسائل سلجھانا' علمی نکات بیان فرمانا اور حاضرین کو قیمتی معلومات پہنچانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ کتب بینی آپ کی فطرت ثابتہ اور اخبارات و رسائل کا بنظر غائر مطالعہ آپ کی عادت ثانیہ تھی۔ آپ کی مسند تدریس کے ارد گرد اور بستر استراحت پر بھی کتابیں بکھری ہوتی تھیں۔ دوران مطالعہ آپ کی پوری توجہ کتاب پر مبذول ہوتی اور آپ کامل انہماک اور مکمل استغراق سے کتاب کے مندرجات کا جائزہ لیتے تھے۔

برادر مکرم حضرت مولانا عبدالرحمٰن راسخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1975 میں جب مجھے دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ملک کی معروف سلفی درسگاہ ''جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ'' میں داخل کروایا تو ان دنوں گوجرانوالہ کی علمی فضاؤں میں تین شخصیات کا نام گونجتا تھا۔ امام المحدثین حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ' استاذ المحدثین حضرت مولانا ابوالبرکات احمدؒ' ضیغم اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ دوران اسباق جب کبھی گوجرانوالہ میں مسلک اہلحدیث کے فروغ قرآن وسنت کی اشاعت اور جماعتی معاملات کا تذکرہ ہوتا تو استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات اور کارناموں کا ذکر خیر فرماتے۔ جس سے راقم کے دل میں حضرت کی ملاقات اور زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔

ایک دن عصر کی نماز کے بعد جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ گیا تو موصوف مسجد کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر نہایت ادب سے سلام عرض کیا اور مصافحے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ حضرت نے سلام کا جواب دینے اور ہاتھ ملانے کے بعد اپنے مخصوص انداز میں فرمایا: ''کتھوں آیا ایں''؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ جامعہ اسلامیہ کا طالب علم ہوں اور آپ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں تو فرمایا ''بہہ جا'' آپ اس وقت دو تین آدمیوں کو کوئی اختلافی مسئلہ سمجھا رہے تھے۔ آپ کا انداز تفہیم نہایت آسان اور گفتگو کا انداز بڑا بارعب تھا۔ میں خاموشی سے بیٹھا آپ کے خیالات سنتا رہا۔

ان حضرات سے فارغ ہونے کے بعد آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور میرے نام آبائی گاؤں خاندانی حالات' اسباق اور اساتذہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ سے میری پہلی ملاقات تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہانہ علمی اجتماعات

شیخ الحدیثؒ نے نوجوان علماء مدارس دینیہ کے منتہی طلبہ اور عوام کی تربیت کیلئے گوجرانوالہ میں "مجلس علماء اہلحدیث" قائم فرما رکھی تھی۔ اس مجلس کے زیر اہتمام جامعہ محمدیہ اہلحدیث چوک نیائیں میں آپ کی زیر صدارت ماہانہ علمی اجتماعات منعقد ہوتے۔ جن میں مختلف علماء کرام اختلافی موضوعات پر مقالے پڑھتے اور متعلقہ موضوع کے موافق اور مخالف کے دلائل کا محاکمہ فرماتے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے صدارتی خطاب میں زیر بحث موضوع کے دلائل کا محاکمہ فرماتے ہوئے اصل صورت حال کی وضاحت فرماتے اور سامعین کی طرف سے کیے جانے والے سوالات کے علمی جوابات ارشاد فرماتے اور قرآن وحدیث کی نصوص سے مسلک اہلحدیث کی حقانیت اور برتری واضح فرماتے اور مسلک حق کے مخالفین کے دلائل کی کمزوری ثابت کر کے ان کی حقیقت بیان فرماتے۔ مجھے متعدد علمی اجلاسوں میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور حضرت شیخ الحدیثؒ علم کے موتی بکھیرتے تو سامعین وحاضرین آپ کی دینی معلومات' نکتہ آفرینی' خیالات کی ندرت اور علمی استحضار سے از حد متاثر' محظوظ اور مرعوب ہوتے۔ ان اجلاسوں میں گوجرانوالہ شہر اور گردونواح کے علماء' خطباء' طلباء اور عوام بڑے شوق وذوق سے شرکت کیا کرتے تھے غالباً نومبر 1985ء میں راقم الحروف کو بھی اسی قسم کی ایک مجلس میں "عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت" کے موضوع پر مقالہ پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔ جو دسمبر 1985 میں ہفت روزہ "الاسلام" کے دو شماروں میں قسط وار شائع ہوا۔ اس اجلاس میں شیخ الحدیثؒ ناسازی طبع کے باعث تشریف نہ لا سکے تو حضرت مولانا خواجہ محمد قاسمؒ نے صدارت فرمائی۔

حدیث سے محبت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کو حدیث رسول ﷺ سے بڑی محبت' گہری عقیدت اور بے انتہاء الفت تھی۔ آپ حدیث پاک کی موجودگی میں کسی فقیہہ ومجتہد کی رائے' قیاس اور اجتہاد کو قبول کرنے کیلئے قطعاً تیار نہ تھے۔ آپؒ تقاریر' خطابات اور دروس میں محدثین کے مسلک کی خوب ترجمانی فرماتے اور حدیث کی اہمیت وضرورت اور حجیت کے بارے میں کسی قسم کی مداہنت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ قرآن وحدیث کو ہی ملت اسلامیہ کے اتحاد کی بنیاد اور اساس قرار دیا کرتے تھے۔ منکرین حدیث کی خوب خبر لیتے اور حدیث رسولؐ پر ان کے اعتراضات کے مسکت جواب دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپؒ ماہانہ علمی اجلاس میں "طلاق ثلاثہ" کے موضوع پر سامعین کے سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے تھے کہ شہر کے ایک خطیب صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت! آپ طلاق ثلاثہ کے حوالے سے جس حدیث کا ذکر فرما رہے ہیں۔ امام ابن حزمؒ کی اس بارے میں رائے آپ کے استدلال سے مختلف ہے۔ جب خطیب صاحب نے حدیث مصطفی ﷺ کے مقابلے میں امام ابن حزمؒ کی رائے پیش کی تو حضرت کو جلال آ گیا۔ انتہائی جذباتی انداز میں فرمایا: "میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور آپ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں امام ابن حزمؒ کی بات کر رہے ہیں' ایک ابن حزم کیا؟ ہم حدیث رسولؐ کے مقابلے میں ساری دنیا کے اماموں کی بات کو بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔''

آپؒ نے یہ الفاظ ایسے زوردار انداز میں فرمائے کہ شرکاء اجلاس نعرہ تکبیر' اللہ اکبر' پکار اٹھے۔

انداز خطابت

شیخ الحدیثؒ بہترین عوامی خطیب تھے۔ آپ کے خطبات جمعہ کی سماعت کیلئے شہر گوجرانوالہ کے مختلف حلقوں کے علاوہ قرب وجوار کے لوگ بھی ذوق وشوق سے آیا کرتے تھے اور عام طور آغاز خطبہ سے قبل ہی مسجد کا ہال اور برآمدہ سامعین سے بھر جایا کرتا تھا۔ آپؒ خطبات جمعہ میں دینی مسائل اور شرعی احکام کے ساتھ ملک کے سیاسی حالات' پیش آمدہ واقعات اور شہر کے اجتماعی معاملات کا تذکرہ اور ان پر جامع تبصرہ ضرور فرماتے اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا حل بیان فرماتے۔ فاضل محترم پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد حفظہ اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیثؒ کے انداز خطابت اور طریقہ درس پر اظہار خیال کرتے ہوئے بہت خوب لکھا ہے کہ آپ کے:

''بیان کرنے کا انداز عام فہم' پر مغز' مدلل اور نہایت مؤثر اور دلنشین ہوتا ہے مولانا کو اللہ تعالیٰ نے تفسیر کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے۔ وہ بہت کم علماء کے حصہ میں آیا ہے ہر سامع یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ خود ان واقعات سے گزر رہا ہے۔ مولانا کے بیان میں جو سب سے بڑی خوبی ہے وہ یہ کہ درس کے موضوع کی مناسبت سے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑتے۔ جو اعتراضات یا اشکال کسی موقع ومحل پر جنم لیتے ہیں۔ وہ خود بخود حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مولانا سے کسی اعتراض کا جواب لینے کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے۔ اشکالات کی تمام تر گرہیں ایک ایک کر کے کھلتی چلی جاتی ہیں اور پھر ان کی عالمانہ شان ان کے ہر درس میں نمایاں رہتی ہے۔ بعض ایسے مسائل جن میں عام علماء کی اکثریت کچھ بیان کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔ مولانا ان مسائل پر جب اپنے جوہر کی جولانی دکھاتے ہیں اور ان کے بیان کی ندرت جواہرات لٹا رہی ہوتی ہے۔ تو حلقہ درس میں ہر شخص ہمہ تن گوش محو استعجاب ہوتا ہے۔ جب احکام شرع کی تفصیل اور قیامت کے احوال کا ذکر ہوتا ہے تو دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں اور ہر آنکھ اشکبار نظر آتی ہے۔ کسی بھی واقعہ کا منظر' پیش منظر' تہہ منظر اور اس طریقہ اور انداز سے پیش کرتے ہیں گویا اس واقعہ کا کل نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے۔ اور بیان کئے ہوئے واقعہ کے اثرات قلب انسانی پر دیر تک محسوس ہوتے رہتے ہیں۔ درس ہو یا جمعہ کا مبارک خطبہ' دوران خطبہ اور دوران درس ہر سامع کوشش بسیار کے باوجود اور دل پر قابو پا لینے کی کوشش کے باوجود اپنے دل کی کیفیت کو چھپا نہیں سکتا۔ آنکھیں دل کی کیفیت کے آگے اس طرح بے بس نظر آتی ہیں کہ چھپائے نہ چھپے۔ درس جب ختم ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جھولی خزانہ علم سے بھری ہوئی ہے اور میں ایک عظیم دولت لے کر گھر جا رہا ہوں۔'' (تذکرہ علماء اہلحدیث: 368/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کانفرنس وزیر آباد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ 10 مارچ 1991ء بروز اتوار جامعہ توحیدیہ اہلحدیث وزیر آباد کی سالانہ کانفرنس میں اپنے رفقاء میاں عبدالستار مرحوم (ستارہ فیکٹری والے) شیخ محمد یوسف (بان سوتری والے) اور حضرت مولانا محمد اعظم صاحب کے ہمراہ تشریف لائے اور کانفرنس کے سامعین کو ایک گھنٹہ تک اپنے علمی، فقہی اور قیمتی خیالات سے نوازا۔ آپ نے دوران خطاب فرمایا کہ: ''آج عوام میں دینی شعور نہ ہونے کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ تمام لوگ علماء کے خطبات، تقاریر اور دروس کو پوری توجہ سے نہیں سنتے اور دینی مسائل کو یاد رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر عوام علماء کی تقریریں غور سے سنیں، یاد رکھیں اور پھر اچھی طرح باتوں پر عمل کریں تو معاشرے میں صالح انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ اور کائنات میں سب سے ''احسن بات'' اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول ﷺ کی حدیث ہے۔ اور قرآن وحدیث کے مجموعے کا نام ''مسلک اہلحدیث'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے لوگوں کو ہی ہدایت یافتہ اور عقلمند قرار دیا ہے اور انہیں خوشخبری سنائی ہے جو بات کو کان لگا کر توجہ سے سنتے اور بہترین بات کی اتباع کرتے ہیں۔''

تنظیمی اجلاس

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ جہاں نامور عالم دین، بہترین خطیب اور مایہ ناز مدرس تھے۔ وہاں آپ ماہر سیاستدان اور اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ راقم الحروف کو درجنوں دفعہ جماعت کی مجالس شوریٰ اور عاملہ میں آپ کے قیمتی خیالات کو سننے کا موقع ملا۔ عام طور پر آپ کا خطاب اجلاس کا آخری خطاب ہوا کرتا تھا۔ جب شرکاء اجلاس ایجنڈا کے مطابق اپنی اپنی تجاویز وآراء پیش کر لیتے تو آخر میں حضرت شیخ الحدیث سے درخواست کی جاتی کہ وہ اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں تو آپ پیش کی گئی تجاویز پر جامع تبصرہ فرماتے۔ بعض آراء کی کمزوری دلائل سے واضح کرتے، بعض تجاویز کی تحسین فرماتے اور جماعت کے بہتر مستقبل کیلئے اپنے تجربات کی روشنی میں سب سے اعلیٰ اور مفید رائے کا اظہار فرماتے۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ تمام شرکاء اجلاس کسی ایک رائے اور فیصلے پر متفق ہو چکے ہوتے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ سب سے آخر میں اس فیصلے کے خلاف جامع اور ٹھوس دلائل ایسے ماہرانہ انداز میں پیش فرماتے کہ ہاؤس اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتا اور حضرت شیخ الحدیث کا موقف ہی جماعت کا اجتماعی فیصلہ قرار پاتا: ''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔''

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ایام مرض کی یادیں

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایام مرض میں متعدد بار

(باقی صفحہ نمبر 95 پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث ہو تو ایسا.............!

[illegible]

قحط الرجال ہے' خالی ہر مجال ہے' **یقبض العلماء فیرفع العلم معھم** (**صحیح مسلم**) صدقِ مقال ہے' موت ایک اٹل فیصلہ اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ جس سے کسی ذی روح کو مفر نہیں۔ انبیاء کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کو بھی وقت مقررہ پر داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا

اس بزم سے سب کے سب اٹھے جاتے ہیں
تسکین کے جو تھے سبب اٹھے جاتے ہیں (اکبر الہ آبادی)

بڑے بڑے اصحابِ جمال' اربابِ کمال' پادشاہان پر جلال' کثیر الاموال اور شناورانِ اوج و اقبال اسپِ دہر پر سوار دنیائے دنی کی رعنائیوں اور دلربائیوں میں محو و مگن یکایک صحرائے موت میں پہنچے تو ایسے گم ہوئے کہ پھر کبھی ان کا سراغ تک نہ مل سکا۔

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبر دارا — زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے؟ — بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے؟

بڑے بڑے ہیرے اور ہیرو' عبقریانِ ملت' دانشورانِ وقت' فلسفیان عالم' حکیمانِ زمانہ' سخنورانِ زمانہ آئے اور "اجل مسمیٰ" گزار کر تہہِ خاک چلے گئے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟ (غالب)

آج جس "رجل رشید" کی کتابِ حیات کے چند اوراق پلٹنے کی جسارت کر رہا ہوں وہ خود تو "وادی ممات" میں "**نم کنومة العروس**" کے مزے لوٹ رہا ہے۔(**اللھم اجعل ھکذا**) مگر دمِ تحریر عالم لانظیر' شیخ الحدیث والتفسیر کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ کرتے ہوئے قلم پہ لرزہ' ہاتھ پہ رعشہ اور دل پر سکتہ طاری ہے اور ان کے فراق و مفارقت میں ہر اہلحدیث فرزند بزبانِ حال و قال پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

ہوا صبر و سکوں رخصت میرے غم خانہ دل سے
میں کھو بیٹھا ہوں ہوش اپنے جنوں کا جوش طاری ہے (طور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہریئے! میں ذرا آپ کو ماضی کے کھنڈرات میں لئے چلتا ہوں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسٹر محمد علی جناح نے کانگریس چھوڑ کر مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کیلئے ایک الگ خطہ وطن کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا۔ مولانا حافظ علم الدین کا گھرانہ "چنن" ضلع گجرات سے نقل مکانی کر کے "بسلسلہ کاشتِ زمین" چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں آباد ہوا۔

18 مارچ 1920 حافظ علم الدین کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کو اللہ عزوجل نے ایک "غلاماً ذکیاً" سے نوازا۔ انتخاب نام کا مرحلہ آیا تو وہ نام تجویز کیا گیا جس کے بارے میں سرور کونین ﷺ نے فرمایا **ان احب اسماء کم الی اللہ عبداللہ وعبد الرحمن** "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (صحیح مسلم ج ۲ کتاب الآداب)

سبحان اللہ! عبدالرحمٰن نے اپنے فرزند سعادت مند کا نام پسندیدہ خدا نام "عبداللہ" رکھا۔ کون جانتا تھا؟ یہ بچہ بڑا ہو کر کیا بنے گا؟ یہ بچہ زندگی کی بہاروں سے متمتع ہوتے ہوتے نطق آشنا ہوا تو رسمی تعلیم کیلئے مقامی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ 1933ء میں ورنیکولر فائنل کا امتحان پاس کیا۔ علومِ دینیہ کا ذوق طلب کشاں کشاں اس جویائے علم کو جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ لے آیا۔ جہاں حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (نور اللہ مرقدہ) اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی (برد اللہ قبرہ) جیسے بلند مرتبہ اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور بوستان علم نبوت سے خوشہ چینی و گل چینی کا بہ تمام و کمال حق ادا کیا۔ گویا اقبالؒ کی یہ نصیحت ان کے پیشِ نظر تھی۔

نہ ہو قناعت شعار گلچیں! اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہو جا

اس علم کے متوالے نے چمنستانِ کتاب و سنت سے گلہائے رنگا رنگ کو چن چن کر اپنے دل و دماغ کے گلدانوں میں سجایا۔ تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصولِ حدیث، فقہ و اصول فقہ، منطق و فلسفہ، صرف و نحو، علم الکلام، علم البدیع، علم المعانی اور علم البلاغت ایسے علوم و فنون میں رسوخ و وثوق پایا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ 1938ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ اور 1940ء میں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے "شہادۃ عالیہ" حاصل کی۔

ذوقِ تعلیم اور سفر لکھنو

علم کا یہ والہ و شیدا، پر عزم اور عالی ہمت نوجوان خوب سے خوب تر کی جستجو میں اپنے محسن و مربی حضرت سلفیؒ کے توسط سے بھارت کے ندوۃ العلماء لکھنو میں جا پہنچا۔ لکھنو تو پھر لکھنو تھا۔ جہاں زبان و ادب کی نوک پلک سنورتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسلوبِ لکھنوی سند کا درجہ رکھتا تھا۔ وہاں اس طالبِ دولتِ دارین کو نامور ادیب ' معروف سیرت نگار و مورخ حضرت سید سلیمان ندویؒ ایسے اساتذہ سے کسبِ فیض کرنے کا موقع میسر آیا۔ واپس آکر فاضل عربی کا امتحان بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

آغاز خطابت

1942ء میں جب یہ شعلہ جوالہ اور گلِ لالہ پورے جوبن پر تھا تو محکمہ اوقاف کی جانب سے جامع مسجد دال بازار گوجرانوالہ میں بطور خطیب تعیناتی ہوئی۔ جولان گاہِ خطابت میں اس جوانِ رعنا نے وہ تگ و دو کی کہ اربابِ ذوق کھنچے چلے آنے لگے۔ خطابت کی جاذبیت و مقناطیسیت کے موجب سامعین و شائقین کا تانتابندھنے لگا۔ ترنم نہ تنغم' سر نہ لے۔ انداز نہایت سادہ مگر اتنا دلکش اور پرکشش کہ جو الفاظ زبان سے نکلتے وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے۔ ایسا سماں بندھ جاتا "از دل خیزد بر دل ریزد" یہ آپ کے خلوصِ دل' اخلاصِ نیت اور للٰہیت کا نتیجہ تھا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں ' طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے (اقبالؒ)

شیخ کی ہر موضوع پر مکمل قدرت اور بیان میں ندرت نمایاں وصف تھا۔ احوال الآخرت کی ایسی منظر کشی کرتے کہ سامعین یوں محسوس کرتے کہ وہ ان احوال سے گزر رہے ہیں۔ مجمع پر رقت طاری ہو جاتی اور سیلِ اشک رواں ہو جاتا۔ عقیدہ توحید و رسالت کا پرچار اور شرک و بدعت کو تار تار کرنا تو ان کے خطاب کا جزوِ لاینفک تھا۔

درسِ قرآن

عامۃ الناس کی قرآن فہمی کیلئے آپ نے جامع مسجد دال بازار میں درسِ قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ قدرت نے آپ کو تفسیر کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ خواندہ ناخواندہ افراد یکساں استفادہ کرتے۔ بڑے بڑے ادق مسائل کو انتہائی عام انداز میں سمجھا جاتے۔ آپ کے شرکائے درس بھی اتنے منجھ چکے تھے کہ وہ "سماعِ شیخ" کی بنیاد پر بعض مسائل میں مستند علماء سے بھی بحث و مباحثہ کرنے سے نہ جھجکتے۔ چھبیس سال تک یہ چشمہ چشم کشاء اہلِ خرد کی جھولیوں کو قرآن و سنت کے "اللؤلؤ والمرجان" سے بھرتا رہا۔ اور متلاشیانِ حق کو نشانِ منزل دکھلاتا رہا۔ تا آنکہ یہ "کوثر و تسنیم" کا دھارا "نسیم سلفی" سے جاملا۔

دانش کدہ دین و شریعت کی داغ بیل

شیخ کی زندگی کا ایک ہی مشن تھا

کچھ جو سنتا ہوں تو اوروں کو سنانے کیلئے
دیکھتا ہوں کچھ تو اوروں کو دکھانے کیلئے (اقبالؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ینتفع بہ کے پیش نظر تعلیمات الہیہ و نبویہ کے فیضان کی غرض سے 1963ء میں جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کے نام سے ایک مادرِ علمی اور دانش گاہ کی بنیاد رکھی۔ بعد ازاں کنگنی والا میں برلب جی ٹی روڈ ایک وسیع و عریض قطعہ اراضی خرید فرما کر جامعہ شرعیہ کی پر شکوہ بلڈنگ تعمیر کی اور اس کا افتتاح عظیم اہلحدیث سکالر سید ابوبکر غزنویؒ اور رئیس المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے فرمایا۔۔۔۔ 1968ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد جب آپ منبر و محرابِ مسجد و مسندِ تدریس جامعہ محمدیہ پر متمکن ہوئے تو آپ نے تابندہ مثال قائم کرتے ہوئے جامعہ محمدیہ اہلحدیث کا انتظام و انصرام سنبھال لیا۔ پھر کیا تھا؟

سند اس سے پانے لگے خاص و عام (سوداء)

اس کے ساتھ ہی آپ منبرِ سلفیؒ کے بھی وارث ٹھہرے۔ یہاں بھی آپ نے تاعلالت جواہر خطابت لٹائے اور درسِ قرآن کی سلفی روایت کو بھی گزشتہ سے پیوستہ جاری و ساری رکھا۔ آن دم تا ایں دم جامعہ محمدیہ کی دو برانچز مصروف عمل ہیں۔ جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں شعبہ حفظ و تجوید جبکہ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ میں شعبہ درسِ نظامی پورے تسلسل اور تواتر کے ساتھ ہدایت و درایت کے خزائن بانٹ رہا ہے۔ اللہ میرے شیخؒ کے اس صدقہ جاریہ کو ابد الآباد تک قائم و دائم فرما! آمین

تبحر علمی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ جو کہ **زادہ بسطۃ فی العلم والجسم** کے مصداق تھے۔ علم و عرفان کے اس بحرِ بیکراں کی روانی و طغیانی کا یہ عالم کہ جب درس و تدریس اور خطابت کا مدوجزر ہوتا تو طالبان معرفت گوہر مقصود پاتے 'تشنگانِ ورثہ نبوت سیراب ہوتے اور غواصان پر جنوں اپنے دامن میں ڈھیروں نایاب یواقیت و جواہر سمیٹ کر لے جاتے۔ یہ زریں سلسلہ نصف صدی تک جاری رہا۔ کیا بتاؤں؟ ان کی علمی دستگاہ' تحقیقی سوچ' فکری اپروچ' ذہنی رسائی اور ملی راہنمائی نرالی و مثالی تھی۔ بلا مبالغہ وہ علمِ دین و شریعت کے ایک بحر ناپید کنار تھے بقول مرزا رفیع سودا

بجا ہے کہیے گر علامہ وقت اس کو اے یارو!

وہ مجلسِ علماء میں یوں جیسے ستاروں کی انجمن میں بدرِ تمام' وہ اسٹیج کی زینت' وہ محفلوں کی رونق' وہ کاروانِ علم و آگہی کی روحِ رواں۔ ان کا مقام اس قدر بلند و بالا........ وہ اگر چاند تو علماء اس کے گرد ہالہ۔ واجد علی شاہ اختر کا یہ شعر ان پر صادق آتا تھا۔

میں مسند نشیں اور عشرت قریں
برادر میرے پاس پہلو نشیں

شیخ علیہ الرحمۃ کو حوالہ جات اس قدر مستحضر اور ازبر تھے کہ کبار علماء بھی آپ کی موجودگی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان کھولنے سے گھبراتے وہ بلاشبہ مرجع خلائق تھے۔اور کیوں نہ ہوتے وہ تو منبع حقائق تھے۔لوگ عقد لاینحل لے کر آپ کے پاس آتے اور وہ نہ صرف حل بر محل لے کر لوٹتے بلکہ مسائل کے جواب میں دلائل کا زرکثیر حاصل کر کے لے جاتے۔

فتویٰ نویسی

سائلین آپ کے پاس تحریری دعویٰ لکھ کر لاتے تو آپ ان کو فتویٰ جاری فرمادیا کرتے تھے مگر شومیٔ قسمت کہ تاہنوز آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ مدون نہیں ہو سکا۔ ہمیں ان کے فرزند ارجمند صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف ناظم شہر گوجرانوالہ سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں کہ وہ ان شاء اللہ شیخؒ کے خطبات و فتاویٰ کی ترتیب و تدوین میں عرق ریزی ضرور فرمائیں گے۔(اللھم وفقه لهذاالامر العظیم)

جسمانی وجاہت

شیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی وجاہت بھی ودیعت فرمائی تھی۔ عنفوان شباب میں وہ پہلوانوں کے شہر (گوجرانوالہ) میں رہ کر ورزش بھی کیا کرتے تھے۔بھاری بھر کم وجود' خوبصورت گٹھا ہوا جسم' چہرے پر متانت اور پر رعب شخصیت کہ دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا۔ گفتگو میں ملاطفت ہوتی تھی تو براہین سے مرصع کلام میں ایک عالمانہ' فاضلانہ تحکم بھی۔

مناظرانہ گرفت

بحث و مباحثہ اور مجادلہ و مناظرہ کے وقت مد مقابل کی گفتگو کو بڑے غور سے سنتے اور "بداھۃ" اس کے کمزور پہلوؤں پر نکتہ آفرینی کرتے ہوئے ایسی گرفت فرماتے کہ فریقِ مخالف کے موقف کا ہر سقم وضعف آشکارا ہو جاتا۔"ڈھول کا پول" کھل جاتا تو وہ مبہوت رہ جاتا اور راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ آپ نے مولانا امین احسن اصلاحی سے "مسئلہ حجیت خبرِ واحد" پر اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الفقہ سے "مسئلہ مدتِ رضاعت" پر اپنی علمی ثقاہت و فقاہت کا لوہا منوایا۔

قوتِ استدلال و استنباط

آپ کی وسعتِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ آپ مخزن العلوم اور قرآن و حدیث کا ایک چلتا پھرتا "انسائیکلو پیڈیا" تھے۔ جونہی کسی نے کوئی اعتراض اٹھایا آپ نے عقلی و نقلی دلائل سے ایسا مسکت اور شافی جواب دیا کہ سننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے۔ آپ نے جدید مسائل کی کتاب و سنت کے موافق ایسی گتھیاں سلجھائیں کہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا

علم کی بحث میں ماہیات جو کی تو نے صاف
اس سے رکھ سکتا ہے کب منقول و معقول انحراف (سودا)

صاحبِ بصیرت اور جہاندیدہ شخصیت

حضرت کوئی روایتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی نہیں تھے اور نہ یہ کہ جن کی نظر شکم سے آگے نہ بڑھتی ہو بلکہ وہ تو اپنی خداداد فراست و بصیرت کی بناء پر گردوپیش پر گہری نظر رکھتے تھے۔ حتی کہ بین الاقوامی سطح پر پیش آمدہ حالات و واقعات کو بھی موضوعِ سخن بناتے۔ جس بات کو حق سمجھتے ڈنکے کی چوٹ اس کی تائید و حمایت کرتے۔ بصورتِ دیگر اسے "بلا خوفِ لومۃ لائم" ہدف تنقید بناتے اور تردید شدید کرتے۔ وہ بر ملا کہتے

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق۔

ان کا توطرہ امتیاز ہی یہ تھا۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش　　میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

بڑے بڑے مبصرین اور تجزیہ نگار بھی میرے شیخ کی اصابت و صلاحت رائے سے راہنمائی پاتے۔ آپ نے ہمیشہ حق گوئی و بے باکی کو اپنا شیوہ و شعار بنائے رکھا۔ نہ کبھی دبے 'نہ بِکے' نہ جھکے اور نہ ہی کبھی اصولوں پر سودے بازی کی۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شب زندہ داری

بحیثیت **"العلماء ورثة الانبياء"** آپ نے جوانی میں ہی اس علم ربانی پر عمل شروع کر دیا تھا۔ **ومن الليل فتهجد به نافلة لك** صبح صادق سے قبل بیدار ہو کر صلوٰۃ تہجد کا اہتمام آپ کا معمول تھا۔ اپنے مولیٰ سے راز و نیاز اور ذکر و نماز کے بعد آپ مطالعہ میں مصروف ہو جاتے تا آنکہ اذان سحر ہونے لگتی۔ پھر صلوٰۃ فجر کے بعد آپ کا ایمان افروز اور روح پرور درس قرآن شروع ہو جاتا۔

قناعت و خودداری

عزت نفس بڑی قیمتی متاع ہے جس کی حفاظت و صیانت ہر خوددار انسان کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔ بالخصوص علماء کرام کیلئے تو یہ امرِ لابدی ہے۔ یہ درجہ تب حاصل ہوتا ہے جب انسان طمع و لالچ اور حرص و ھویٰ کو پاؤں تلے روند ڈالے اور ملتزم بہ صبر و قناعت ہو جائے۔ قوت لایموت پر بھی اللہ کا شکر ادا کرے۔ دامنِ خواہشات کو اپنے ہاتھوں تار تار کر کے اعلان کر دے۔

ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں　　اتنی جگہ کہاں ہے دلِ خوددار میں

قانع اور خوددار آدمی پر خدانخواستہ کوئی آزمائش کا وقت بھی آجائے تو وہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتا۔ بقول شیخ سعدیؒ "در پستی مردن بہ کہ حاجت پیش کسے بردن"۔

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہؒ بھی ایسے ہی مردِ قلندر تھے۔ حالات کے نشیب و فراز میں بھی آپ نے کبھی کسی کے سامنے "شکوہ تنگی داماں" نہ کیا۔ طمع کو تو آپ نے قریب تک نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھٹکنے دیا۔ ایک دفعہ خطبہ نکاح کے بعد اہلِ خانہ نے آپ کو دو ہزار روپے کی رقم پیش کی۔ آپ نے کمال بے نیازی سے وہ رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کی عادتِ حسنہ تھی کہ کہیں بھی خطبہ و خطاب کیلئے تشریف لے جاتے تو لوجہ اللہ وعظ و تبلیغ کر کے لوٹ آتے۔ آپ نے عملاً یہ ثابت کر دیکھایا

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے	خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر (اقبال)

آپ ساری زندگی سعدی شیرازیؒ کے اس اصول پر کاربند رہے۔

بنانِ خشک قناعت گلیم و جامہ دلق
کہ رنجِ محنتِ خود بہ کہ بارِ منتِ خلق	(گلستانِ سعدی)

سفر آخرت

28 اپریل 2001ء کو شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کا چہرہ اتنا نکھرا ہوا تھا کہ یوں محسوس ہوتا تھا گویا آپ نہایت اطمینان کے ساتھ خوابیدہ راحت ہیں۔ یقیناً ملائکہ کہہ رہے ہوں گے یاایتھاالنفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

بقیہ چند یادیں۔۔ چند ملاقاتیں

عیادت اور زیارت کیلئے حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ وفات سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل اپنے بھتیجے مولانا عبدالمنان راسخ کے ہمراہ خبرگیری کیلئے حاضر ہوا تو حضرت نماز کیلئے وضو فرما رہے تھے۔ وضو کے بعد ہم نے سلام، مصافحہ اور معانقہ کی سعادت حاصل کی۔ نماز سے فراغت کے بعد کمال شفقت سے مجھے اپنے قریب بٹھا کر کافی دیر تک ہماری باتیں سنتے رہے اور پھر اس گفتگو اور ملاقات کے بعد ہم نے حضرت سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیے۔

آخر علم و عمل، عقل و بصیرت، فہم و ادراک اور استقامت و استقلال کے مجسمہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ 28 اپریل 2001ء بروز ہفتہ عالم فنا سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے: "انا للہ وانا الیہ راجعون"

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث کے چند اوصاف حمیدہ

تحریر: شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف صاحب، راجووال

اوّلاً : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ وعدہ کے بڑے پابند تھے سالانہ جلسہ دارالحدیث کی تقریب بخاری پر ان سے خود حاضر ہو کر وعدہ لیا آپؒ حسب وعدہ، محمد یوسف (بان سوتری والے) کے ہمراہ راجووال کیلئے روانہ ہوئے۔ چھانگا مانگا کے ذخیرہ میں جمعہ پڑھانا معلوم کس بنا پر رات کو عشاء کے بعد جلسہ میں پہنچے۔ میاں فضل حق متوفی 1996ء کی صدارت تھی مولانا مرحوم نے حجیت حدیث پر بڑی فصیح و بلیغ، عالمانہ، محققانہ اور مدلل تقریر فرمائی۔ کھانا پیش کیا گیا تو فرمایا: کہ پریشانی کی ضرورت نہیں کھانا ہم نے راستہ میں ہی کھا لیا ہے۔ نیز جماعت کی طرف سے ایک ہزار روپیہ دارالحدیث اور ایک سو روپیہ میری ذات کیلئے دیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کو دینی مدارس سے بڑی ہمدردی ہے۔ اگر یہ حدیث میں نہ ہوتا کہ دنیا سے انتقال کرنے والے حضرات کی خوبیوں کو بیان کرو تو میں کبھی ذکر نہ کرتا۔

حدیث نمبر 1: ”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم“ (ابوداؤد، ترمذی) ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دنیا سے منتقل ہو جانے والوں کی خوبیاں بیان کیا کرو۔“

حدیث نمبر 2: ترجمہ: حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ ایک جنازہ کا گزر ہوا تو لوگوں نے اسے اچھے کلمات کہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا وجبت. دوسرے جنازہ کا گزر ہوا تو انہوں نے اس کے حق میں اچھا اظہار نہ کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا وجبت حضرت عمرؓ نے سوال کیا، ما وجبت ”رحمت عالمؐ نے فرمایا جس کے حق میں تم نے اچھی شہادت دی ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کے حق میں تم نے اچھے کلمات نہیں کہے اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو (متفق علیہ)

حدیث نمبر 3: ”عن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ایما مسلم شھدلہ اربعۃ بخیر ادخلہ اللہ الجنۃ“ (بخاری شریف) امام کائنات ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کی چار آدمی گواہی دیں نیک ہونے کی، اللہ تعالیٰ اس کو جنتی بنا دیتا ہے۔

یہ تینوں روایتیں مشکوۃ سے نقل کی گئی ہیں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ مرحومؒ ان احادیث کی روشنی میں یقیناً جنتی ہیں کیونکہ موصوف علیہ الرحمۃ کے جنازہ پر سینکڑوں علماء، شیوخ، حفاظ، قراء، طلبہ اور اساتذہ شامل ہوئے اور انہوں نے پر خلوص دعائیں کیں۔ مرحوم کو وعدے کا شدید احساس رہتا غالباً 1992ء میں درس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری کیلئے وعدہ لیا بتقاضہء بشریت بھول ہوگئی اور وہ مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے تشریف لے آئے جامعہ میں پہنچ کر بڑے حیران ہوئے کہ کوئی تیاری نہیں میں بھی حیران ہوگیا کہ مولانا پہلے کیسے آگئے؟ بہر حال مولانا نے نہایت اطمینان سے بخاری شریف پر درس دیا اصل تاریخ پر مولانا عبدالحمید ہزاروی کو بھیج دیا انہوں نے بھی ماشاءاللہ محدثانہ درس دیا۔

ثانیاً : شیخ مرحوم طبیعت کے بڑے متواضع فخر وغرور اور نخوت سے طبیعت متنفر تھی۔ تو جامعہ محمدیہ میں بلوغ المرام پڑھاتے یہ کبھی خیال نہیں آیا کہ بخاری شریف پڑھاؤں تجربہ شاہد ہے کہ ابتدائی جماعتوں کو تعلیم کہنہ مشق اساتذہ کو دینی چاہئے۔ تاکہ تعلیمی بنیادیں مستحکم ہوں امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں: ''ولکن کونوا ربانیین" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''الربانی الذی یربی الناس بصغارہ قبل کبارہ '' عالم وہ ہوتے ہیں جو بچوں کو ابتدائی تعلیم دیتے ہیں۔

ثالثاً : طبیعت بڑی مونس، غمخوار اور غمگسار تھی جب میرے بیٹے عبداللہ سلیم مرحوم 21 ستمبر 1993ء کو انتقال کر گئے تو مولانا مرحوم بمعیت ناظم مرکز یہ میاں محمد جمیل حفظہ اللہ راجووال تعزیت کے لئے تشریف لائے اور مختلف ہدایات اور وصایات سے میری حوصلہ افزائی کی میں حیران ہوگیا کہ مولانا کس قدر شفیق ہیں گوجرانوالہ سے راجووال جو کہ بڑا طویل سفر ہے میری ہمدردی کیلئے تشریف لائے ہیں۔ میرے پاس بیٹھتے ہوئے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں جس کا بیٹا جوان فوت ہوگیا اس کی کمر ٹوٹ گئی میں یہ نہیں مانا کرتا تھا لیکن جب میرا بیٹا فوت ہوا تو میں زمین پر بیٹھتے وقت کمر میں بڑی سخت درد محسوس کرتا تھی کہ بیٹھ نہ سکتا ساتھ ہی فرمایا: انا اللہ.......... یوسف کی بھی کمر ٹوٹ گئی ہے اللہ اسے صبر دے مولانا مرحوم کی آنکھیں آبدیدیہ ہوگئیں۔ مولانا صاحب بے ساختہ دعائیں کرتے رہے کیوں نہ کرتے جبکہ قرآن پاک کی سورۂ محمد اور مومن میں آیا ہے۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام کائنات ﷺ کو حکم دیا ہے کہ مومن مرد وعورت کیلئے بخشش کی دعائیں جاری رکھو اور حاملین عرش نوری فرشتے مومنوں کے لئے رحمت کی دعا کر رہے ہیں سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ مومن سے کس قدر پیار کرتے ہیں کہ اس کے لئے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ مرحومین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

رابعاً : صحیح مسئلہ تسلیم کرنے سے عزت نفس مانع نہیں ہوتی تھی ایک دفعہ مولانا مرحوم نے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تفصیلاً بیان کیا کہ اپنی تنظیم کے جلسوں میں دوسری تنظیموں کے علماء کو مدعو نہیں کرنا چاہئے جماعتیں عصبیت اور غیرت سے زندہ رہتی ہیں۔ دلیل میں دارمی کی روایت پیش کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ تورات کا نسخہ پڑھ رہے تھے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ یہ نسخہ تورات کا ہے آنحضرت ﷺ خاموش رہے حضرت عمرؓ بدستور پڑھتے رہے اور نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک تبدیل ہو رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اے عمرؓ تو آپ ؐ کے چہرۂ کو نہیں دیکھ رہا۔ کیسے تبدیل ہو رہا ہے تو حضرت عمرؓ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کے چہرا اقدس کی طرف نظر دوڑائی تو آنافانا کہا: ''اعوذ باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیاً ''میں بھی مولانا مرحوم کے پاس تھا میں نے کانوں میں کہا مولانا حضرت عمرؓ منسوخ کتاب کا ورقہ پڑھ رہے تھے چونکہ اشارہ میری طرف تھا اور اس لیئے کہ میں جلسوں میں شرح صدر سے ہر اہلحدیث عالم کو دعوت دے دیتا ہوں مگر کوئی عالم بفضلہ تعالیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی مخالفت نہیں کرتا۔

خامساً : موجودہ نظام تعلیم کے نصاب پر بھی گہری نظر رکھتے تھے چنانچہ 28 جمادی الاول 1404ھ مطابق 2 مارچ 1984ء کو دارالحدیث کے شعبہ طالبات کے حجرا اساسی پر حضرت شیخ مرحوم اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کو مدعو کیا گیا شیخین رحمہما اللہ وقت پر پہنچ گئے۔ علامہ شہید مرحوم نے علم کے فضائل پر مختصر تقریر کی مولانا مرحوم نے اجمالاً نصاب پر بحث کی اور تجاویز پیش کیں جو نہایت قیمتی تھیں۔

تاریخ وفات : 28 اپریل 2001ء بروز ہفتہ کو آپ ایک مقامی ہسپتال میں وفات پا گئے: انا للہ وانا الیہ راجعون''

ربنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان'' میری دانست کے مطابق یہ مقدس شخصیات جنت میں اللہ تعالیٰ کی مہمان ہیں اللہ تعالیٰ پوری جماعت کو اور ان کے اخلاف کو ان کے نقوش پر چلنے کی توفیق دے' آمین۔

بقیہ — آہ! شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

آج یہ تمام بزرگ اپنے صالح اعمال کے ساتھ فردوس میں پہنچ گئے ہیں۔ برطانیہ میں بسنے والے ہر اہلحدیث کو مولانا کی وفات سے سخت دکھ پہنچا' جمعیت اہلحدیث ہیلی فیکس برطانیہ کے ایک اجتماع میں مرحوم کیلیے دعاء مغفرت کی گئی اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے درگذر فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین

اور قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق جنت میں ایسی مجلسیں قائم ہوتی رہیں: فی جنت النعیم ○ علی سرر متقابلین ○ یطاف علیھم بکاس من معین بیضاء لذۃ للشاربین ○ لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون ○

مولانا مرحومؒ کیلیے معروف شاعر جگن ناتھ کا یہ شعر بار بار زبان پر آ رہا ہے

جانے والے اک ترے جانے سے کیا باقی نہیں
زندگی کی بزم باقی ہے مگر ساقی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چمن اداس ہے ـــــــ حضرت مولانا محمد عبداللہ

تحریر جناب حافظ محمد عبدالاعلیٰ

دنیا کی بڑی بڑی ناقابل تردید حقیقتوں میں ایک حقیقت موت ہے، جس کا کسی نے انکار نہیں کیا سچی بات تو یہ ہے کہ موت نے کرنے ہی نہیں دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے دین نے موت کا تصور دہشتناک نہیں رہنے دیا۔ بزم دنیا مختلف اور رنگا رنگ کے ستاروں اور پھولوں سے سجائی جاتی ہے، قدرت جس پھول کو چاہتی ہے اسے چن لیتی ہے اس کی جگہ دوسرا پھول اگ آتا ہے۔ ایک ستارہ ٹوٹتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے لیکن کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی جگہ لینے والے پھول وہ حسن پیدا نہیں کر سکتے۔ کچھ ستارے ایسے ہوتے ہیں جن کی چمک بھی ان کے ساتھ ہی چلی جاتی ہے اور یہ نایاب لوگ اہل علم ہوتے ہیں جن کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ہوتا، ہر دنیا دار کی موت کے خواہشمند بے شمار ہوتے ہیں اور اس کی جگہ لینے والے بے حساب ہوتے ہیں لیکن ایک عالم...... ! جو اپنی ذات میں انجمن ہوتا ہے، اس کی رحلت سے کچھ ایسا خلا پیدا ہو جاتا ہے جسے پورا کرنا مشکل ہوتا ہے اسی لئے موت العالم کو موت العالم کہا جاتا ہے کہ اس کی موت ایک فرد کی نہیں، ایک جہان کی موت ہوتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب محدث گوجرانولہ انتقال فرما گئے: انا للہ وانا الیہ راجعون ...... یہ تھی وہ خبر جس نے دنیا بھر کے اہل توحید کو ہلا کر رکھ دیا۔ کیونکہ شیخ الحدیث کی وفات کسی معمولی انسان کی موت نہیں ایک عہد کی موت ہے، عزم و استقلال کے کوہ گراں کی موت ہے۔ جماعت کی تاریخ کا ایک باب کے بند ہونے کی خبر ہے۔ ایک ایسی عہد ساز شخصیت کی موت ہے جس کے سامنے بولنے کی کسی بڑے سے بڑے عالم و فاضل یا لیڈر کو جرات نہ ہوتی تھی۔ شیخ الحدیث کی رحلت علم و فضل کے ایک جہان کی موت ہے۔

گوجرانولہ...... وما ادراک ما گوجرانولہ...... اہلحدیث کا گڑھ...... ملک کے ان شہروں میں سے ہے جنہوں نے مسلک و جماعت کو اتنا کچھ دیا کہ اس کا حساب صرف رب السموات والارض ہی جانتا ہے گوجرانولہ کی جن چند نمایاں شخصیتوں نے تاریخ کا رخ موڑا ان میں سے حضرت حافظ محمد گوندلوی نوراللہ مرقدہ جن کے پائے کا محدث عہد حاضر میں پیدا نہیں ہوا، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی جن کا نام نامی اسم گرامی ہی جماعت و مسلک کی ثقاہت کا نشان تھا، استاد العلماء حضرت مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ جن کی علمی ثقاہت مسلمہ تھی اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ محدث گوجرانولہ جو شجاعت وصاف گوئی کے لحاظ سے اسلاف کی یادگار تھے اس سلسلۃ الذھب کی قیمتی کڑی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت پہلے کی بات ہے حضرت مرحوم نے کنگنی والہ علاقے میں جامعہ شرعیہ کے نام سے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس میں آپ کے ابتدائی ساتھیوں میں مولانا عبدالمنان نورپوری اور مولانا عبدالحمید ہزاروی نمایاں نام تھے راقم کو ان بزرگوں سے زیادہ تعارف نہیں ہے اس لئے اس موضوع کو مولانا کے ساتھیوں کیلئے چھوڑتا ہوں۔

حضرت سلفی کی رحلت کے بعد ان کے جامعہ محمدیہ کو جو چوک نیائیں میں کام کر رہا تھا کو کنگنی والا منتقل کر دیا گیا اور یہاں قائم شدہ جامعہ شرعیہ کو جامعہ محمدیہ میں مدغم کر دیا گیا۔ چالیس برس کی محنت شاقہ نے اسی جامعہ محمدیہ کو عرب وعجم کی ایک مثالی یونیورسٹی میں بدل کر رکھ دیا گیا۔

راقم کو حضرت شیخ الحدیث سے واسطہ علامہ شہید کے انتقال پرملال کے بعد پڑا جب جماعت اور جماعت کے مرکزی دفتر کے ساتھ باقاعدہ وابستگی ہوئی اس طرح جماعتی میٹنگوں میں شیخ الحدیث کی زیرصدارت ہونے والی میٹنگوں میں ان کی اصابت رائے اور فیصلہ کن شخصیت نے بہت متاثر کیا۔ ان کی رائے بہت جچی تلی اور عزیمت وعظمت کا نشان ہوتی وہ جب کسی مسئلے پر رائے دیتے تھے تو اس کا متبادل کسی کے پاس نہیں ہوتا تھا وہ مضبوطی سے اپنے موقف پر ڈٹ جایا کرتے تھے جب ایک بار رائے قائم کر لی تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں بدلنے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ ان کے اس عزم واستقلال کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جنہیں حضرت کے رفقاء خوب جانتے ہیں۔

حضرت مرحوم اپنے مخلص رفقاء کو بھی خوب جانتے تھے اور ان کی ممکنہ حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے اور مشکل وقت میں بھرپور ساتھ دیتے اور اپنے ان مخلص ساتھیوں کے بارے میں وہ کسی کے منہ سے ناروا بات نہیں سن سکتے تھے ویسے بھی ان کی باوقار اور وجیہ شخصیت کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی تھی لیکن اگر کوئی ایسی جرات کرتا بھی تو اپنے رفقاء کے بارے میں بدگمانی کو کبھی قریب پھٹکنے نہیں دیتے تھے۔ حضرت علامہ ظہیر، حضرت یزدانی، پروفیسر ساجد میر، میاں محمد جمیل، حافظ عبداللہ شیخوپوری، مولانا محمد اعظم، نعیم بٹ، بشیر انصاری اور جمعیت کے دیگر مخلص ساتھیوں کیلئے حضرت والا سراپا شفقت تھے، راقم کی خوش قسمتی کہ حضرت مرحوم کا بھرپور اعتماد حاصل تھا۔ جماعتی بحران کے دور میں ہمیں کئی دفعہ تجربہ ہوا۔ سانحہ لاہور کے نتیجے میں پیدا ہونے والا خلا کوئی معمولی خلا نہ تھا چاروں طرف سے مخالفین کی یلغار تھی ایک طرف بیرونی مخالفین کا سامنا تھا اور دوسری طرف اندرونی طور پر جماعت شکست وریخت کا شکار تھی چند نعرے باز نوجوان اپنے آپ کو علامہ شہید کا وارث ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے ایسے عالم میں شیخ الحدیث ہی کی شخصیت تھی جنہیں ایک طرف تو بڑھاپے کے عالم میں علامہ صاحب اور یزدانی جیسے سپوتوں کی حادثاتی موت کا صدمہ سہنا پڑا اور دوسری طرف جماعت کی قیادت کا اہل ہاتھوں میں منتقل کرنے کا بوجھ تھا بحمداللہ تمام مراحل بحسن وخوبی طے ہوتے گئے اس وقت جبکہ آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ایک منظم اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک حقہ کی نمائندہ جماعت کے طور پر اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ جمعیت کو اس سطح تک پہنچانے میں حضرت شیخ الحدیث کا کردار بہت بنیادی ہے۔

ذاتی زندگی میں حضرت شیخ الحدیث تقویٰ وخشیت الٰہی ،فکری صلابت میں سلف صالحین کی سچی تصویر تھے ،علم ودانش میں ان کی انفرادیت مسلمہ تھی ،سادگی ، پرکاری ،وقار اور علمی اور عملی وجاہت نے ان کی شخصیت کو بہت نمایاں کیا تھا۔ چوک نیائیں سے جامعہ محمدیہ تک کا فاصلہ پانچ چھ کلومیٹر سے کیا کم ہوگا حضرت مرحوم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ صبح کا درس قرآن چوک نیائیں میں دیکر پیدل مدرسے پہنچتے ، مدرسے میں ڈسپلن اور وقت کی پابندی کے سختی سے قائل تھے ،صفائی وطہارت کا خاص خیال رکھتے نظافت کیلئے طلباء پر بہت زور دیتے تھے طلباء کو بھی ان کی اس عادت کا احساس ہوتا تھا اس لئے بھی اپنے کمروں اور ماحول کو پوری طرح صاف رکھتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ نے مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے بعد گوجرانوالہ اور گردونواح میں مدارس و مساجد کا جال بچھا دیا اور ذاتی طور پر ان کے توکل واستغناء کا عالم یہ تھا کہ گوجرانوالہ کے کسی مدرسے یا مسجد کا سفیر آپ کو چندہ مانگتا ہوا نہیں ملے گا۔ خود آپ کے مدرسے کے بے پناہ اخراجات تھے لیکن کبھی آپ شہر سے باہر کسی سے چندہ لینے نہیں گئے احباب خود ہی لاکھوں روپیہ اس مد میں جمع کرا جاتے تھے بلکہ وہ شرف قبولیت پر اللہ کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ جماعتی زندگی میں مسلسل حرکت وانقلاب اور تغیر و بحران پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن حضرت مرحوم کی پالیسی متوکلانہ ہی رہی۔ اس لئے کسی مالدار آدمی کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کر سکے کسی سے دبے نہیں اور کبھی جھکے نہیں۔

حضرت مرحوم کی زندگی اہل دین حضرات کیلئے خاص طور پر نمونہ ہے یہ درویش خدا مست اللہ کے فضل سے اپنی ذاتی زندگی میں نہایت سادہ اور دیانتدار تھے مگر اپنا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ ان کے در دولت پہ عیادت کیلئے جانے کا اتفاق ہوا تو بیٹھک نام کے کمرے میں کھجور کی چٹائی پر لیٹے دیکھ کر دل بھر آیا۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ انہیں مدرسہ کیلئے لاکھوں روپیہ بھرپور اعتماد کے ساتھ دے جاتے تھے۔

حضرت والا کی شخصیت ہمیشہ پوری جماعت میں قابل احترام رہی ہے کسی کو ان کی رائے رد کرنے کی جسارت نہیں ہوتی تھی۔ بلاشبہ آپ مرجع خلائق تھے نہ صرف عام لوگوں میں بلکہ علماء وفضلاء کے سامنے بھی آپ کی دبنگ شخصیت قابل احترام رہی ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو کبھی نمایاں ہونے نہیں دیا اور نہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا۔ ان کی دینی تربیت میں کوتاہی نہیں کی۔

حضرت والا اپنے دور کے زبردست خطیب تھے ان کی گفتگو میں ان کی شخصیت کی طرح بڑا وزن تھا نپے تلے جملے ،مدلل انداز گفتگو اور ثقہ و جاندار تقریر ان کا فن تھا جامع مسجد چوک نیائیں میں علماء کے محاضرات کروایا کرتے تھے ایک دو دفعہ آپ کی ہدایت پر خطبہ جمعہ دینے اور محاضرہ دینے کا موقعہ ملا محاضرے کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا جہاں دیکھتے کہ کوئی جھول ہے تو فوراً وضاحت فرماتے جو نہ صرف عام سامعین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے مفید ہوتی بلکہ خود مہمان بھی ان لطائف سے محظوظ ہوتے۔

حضرت شیخ الحدیث عرصہ دراز سے صاحب فراش چلے آ رہے تھے اللہ کریم نے ان کے درجات بلند کرنے کیلئے انہیں کئی آزمائشوں سے گزارا جن میں انہوں نے صبر واستقامت دکھائی آخر وہ وقت موعود آ پہنچا اور اپنے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ''یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی''، حضرت والا تبار کی شخصیت کے بے شمار پہلو ہیں جو ان کے ہزاروں فیض یافتہ شاگردوں اور رفقاء کا فرض ہے کہ انہیں اجاگر کریں تاکہ نئی نسل کیلئے وہ رہنما اصولوں کا کام دے سکیں۔ کیونکہ آپ کی شخصیت اس دور میں اپنی مثال نہیں رکھتی، ان کی وفات ان کے پسماندگان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ناقابل تلافی نقصان ہے بلکہ حضرت علامہ شہید کے بعد یہ دوسرا بڑا صدمہ وابتلاء ہے جس سے ہم پھر دوچار ہو چکے ہیں ہے۔ مسلک حقہ کا ایک ایسا شیدائی مبلغ دنیا سے چلا گیا جس نے اسے پھیلانے میں اتنی محنت کی کہ سلف صالحین کے دور کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ حضرت مولانا ایک کامیاب زندگی گزار کر عالم آخرت وروانہ ہونے۔ ان کی نماز جنازہ میں ملک بھر سے اہل علم شریک ہوئے گوجرانولہ کی تاریخ میں حضرت کا جنازہ اجتماع اور علماء واتقیاء کی کثرت کے لحاظ سے ایک مثالی جنازہ تھا۔ اس طرح کی شخصیتیں کہاں مرتی ہیں کیونکہ ان کی محنتوں سے علماء کے علمی گلشن میں بہار آئی ہوئی اب گوجرانوالہ رنگارنگ کے علمی پھولوں سے مہک رہا ہے۔

یہ چمن میں بہار جو آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہی کی لگائی ہوئی ہے

ہم ان کیلئے اللہ کریم سے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اللھم اغفرلہ وارحمہ واعفہ واعف عنہ وادخلہ الجنة الفردوس اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ

بقیہ حضرت شیخ الحدیثؒ ...... سعودی عرب اور برطانیہ میں

قاری شکیل احمد، صدر مسلم لیگ (ن) سعودی عرب نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے لئے واپسی کی سیٹ ریزرو کروا رکھی تھی۔ چنانچہ عمرہ کی ادائیگی، حرمین شریفین کی زیارت اور اسی طرح بہت سے شیوخ واحباب سے ملاقاتوں اور علمی مجلسوں میں شرکت کے بعد آپ وطن واپس آ گئے۔ لاہور ایئر پورٹ پر حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ اور بہت سے دوسرے جماعتی رہنماؤں اور احباب نے آپ کو خوش آمدید کہا اور پھر آپ گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہوگئے۔

''اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ ! شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: جناب مولانا عبدالرزاق مسعود انگلینڈ

جس کا دھڑکا تھا بالآخر وہ گھڑی بھی آ گئی
خبر وہ آئی کہ بزم زندگی تھرا گئی

1976ء کا واقعہ ہے کہ میرا اور توحید آباد کی رونق حاجی سمندر خاں مرحوم کا کسی کام کی غرض سے گوجرانوالہ حکیم عبدالجبار صاحب کے ہاں جانا ہوا۔ رات حکیم صاحب کے ہاں بسر کی۔ صبح شوق پیدا ہوا کہ نماز فجر مولانا اسماعیل سلفی مرحومؒ کی مسجد میں ادا کرنی چاہئے۔ نماز فجر کے بعد مولانا محمد عبداللہؒ نے حسب معمول درسِ قرآن شروع کیا تو مولانا قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر فرما رہے تھے: ''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' میرے لئے آپ کا خطاب سننے کا یہ پہلا اتفاق تھا۔ مولانا نے اپنے درس میں علمی موتی اور حیران کن نکتے بیان کئے۔ مسلمان کے لباس کی تمام صورتیں بیان کیں۔ خصوصاً عورت کیلئے سر ڈھانپنا ضروری ہے نہ کہ مرد کیلئے خواہ نماز میں ہوں یا غیر حالت نماز میں۔ احناف کے دلائل کا بڑی خوبصورتی سے دلائل کے ساتھ مسکت جواب دیا۔

میرے ذہن میں متعدد سوال پیدا ہوئے کہ مولانا سے بعد از درس استفسار کروں گا۔ لیکن مولانا نے وہ تمام مسائل بیان کئے کہ مجھے سوال کی ضرورت ہی نہ رہی۔ مولانا مرحوم میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود تھی کہ جس مسئلہ پر بات کرتے اس کے کسی پہلو کو تشنہ نہ چھوڑتے بعد میں کسی کو سوال کرنے کی گنجائش ہی نہ رہتی۔ مولانا کا یہ درس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ علم کا ایک دریا ہے جو بہہ رہا ہے۔ فولادی آواز تھی جو گونج رہی تھی۔

مجھے سینکڑوں علماء کرام کے دروس سننے کا موقع ملا لیکن مولانا مرحوم کے اس درسِ قرآن کا لوہا کوئی نہ توڑ سکا۔ چھبیس سال گذرنے کے باوجود بھی مولانا کے درس کی آج بھی چاشنی محسوس کر رہا ہوں۔

توحید آباد (گلیات ہزارہ) قیام کے دوران ہمارے ہاں مولانا مرحومؒ ' میاں فضل حقؒ مرحوم کے ہمراہ تشریف لائے۔ ایک ہفتہ قیام کیا۔ گلیات کے رسم ورواج کے مطابق ان کی مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔ جو بھی پیش کیا جاتا بہت خوش ہو کر تناول فرما لیتے۔ ایک بار کھانے میں دیر ہوگئی مجھے کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے لئے کوئی پرتکلف کھانا بنا رہے ہیں۔ بھائی سادہ غذا اچھی ہوتی ہے۔ میرے لئے آلو انڈے بنا لیا کریں۔ یہ سالن مجھے زیادہ پسند ہے جو سادہ بھی ہے اور بنانے میں دیر بھی نہیں لگتی۔

ایک ہفتہ قیام کے دوران درسِ حدیث سے ہمیں مستفیض فرماتے رہے' مولانا رضاء اللہ ثنائی' حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری بھی مجلسوں میں موجود تھے۔ علمی' ادبی' تاریخی واقعات اور پربہار مجلسیں لگتیں وہ دن کیا ہی تھے۔

(باقی صفحہ نمبر 98 پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد عبد اللہؒ

حق گوئی اور جرأت مندانہ کردار کی جھلک !

تحریر: محمد عباس انجم گوندلوی گوجرانوالہ

چلے گی گلشنِ الفت میں جب نسیم سحر
تمہاری یاد میں کلیاں بھی مسکرائیں گی

شیخ الحدیث والتفسیر یوں تو 28 اپریل 2001ء کو اس عالم فانی سے دار جاودانی کی جانب رخت سفر باندھ گئے۔ جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ لیکن مولانا کا سفر آخرت ایسا ہے کہ آپ تو اپنی خدمات دینیہ کی وجہ سے حیات جاودانہ سے ہمکنار ہو گئے۔ اللہ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ جنت کے انعامات ابدیہ سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے' اور آپ کی خدمات جلیلہ اور اعمال صالحہ مونس و غمخوار بن کر رونق محفل کا روپ دھار چکے ہوں گے اعلان خداوندی کے روح پرور نظارہ سے دل ونگاہ کو شاد کام کر چکے ہوں گے۔ ''یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ' فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ''(سورہ فجر 3) اے اطمینان والی جان اپنے پروردگار کی طرف راضی ہو کر لوٹ جا' میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت بریں میں جا گزیں ہو جا۔

آہ ! یہ جشن بہاران بہشت کا خاص مہمان' تو بحر مسرت وشادمانی میں غوطہ زن ہے' مگر قوم کو خزاں زدہ چھوڑ کر چلا گیا ہے' خود تو جنت کی مترنم آبشاروں کے پرسوز نغموں سے جھوم رہا ہے' مگر قوم کو آہ و فغاں کے بدمست سمندر کے تھپیڑوں کے حوالے کر گیا ہے' آہ! جب کارکنان جماعت کی یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ آزمائشوں اور آفتوں کی بارش کے شراٹے ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے تھے اور کوئی رستہ سجھائی نہ دیتا تھا تو حضرت اس کے سامنے دیوار بن جایا کرتے تھے اور جماعت کو آپ کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل ہوتی تھی ع

تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

آہ ! شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی حاضر جوابی' محدث زماں حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ کی حدیث دانی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی دور اندیشی اور حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی نکتہ آفرینی کے مختلف روپ' ہمیں اس ایک شخصیت میں مل جاتے تھے۔'' وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے'' لیکن بات یہیں آ کر ٹھہرتی ہے کہ اے اللہ کریم ہم تیری رضا کے ساتھ راضی ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

علماء کرام میں یہ محاورہ معروف ہے کہ جو مولوی لنگوٹ اور نوٹ میں سرخرو ہو تو اسے دنیا کی کوئی طاقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھکا نہیں سکتی۔ یعنی پاکدامن ہو اور مسجد و مدرسہ کے چندہ کھانے سے پرہیز کرتا ہو وہ بادشاہ ہے اور نبی ﷺ نے بھی ایک حدیث میں مال کو اپنی امت کے لئے فتنہ قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ شریف) اور نبی ﷺ کا ایک فرمان ذی شان یہ بھی ہے کہ جو شخص مجھے زبان اور عصمت کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (مشکوۃ باب حفظ اللسان)

(جنت جیسی متاع گرانمایہ جس کی بلڈنگ میں ایک سونے کی اور ایک چاندی کی اینٹ جڑی ہو اور گارے کی جگہ کستوری استعمال ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ جیسی ہستی باوقار و باوفا و باصفا اس میں داخلے کی ضامن ہو۔ اب بھی اگر کوئی اس پر یقین واعتماد نہ کرے تو اس سے بڑھ کر اور کیا نحوست ہو سکتی ہے)

ہمارے ممدوح حضرت شیخؒ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان دونوں کٹھن مرحلوں سے بخیر و عافیت سے گزر گئے ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے امامت و خطابت کے فرائض ایک بزدل یا خوشامدی خطیب و امام کی مانند سرانجام نہیں دیئے بلکہ بہت زیادہ باوقار اور عزت و آبرومندانہ طریقہ سے دین حق کی تبلیغ کی ہے۔ گویا آپ اس شعر کی تصویر تھے

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی نا خوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مولاناؒ، مرکزی مسجد چوک اہلحدیث میں سالہا سال خطبہ ارشاد فرماتے رہے اور سیاسی و جماعتی حالات کے کئی اعتبار سے دھارے بدلتے رہے۔ کئی حکومتیں مٹتی رہیں اور کئی حکمران اس ملک کی باگ ڈور سنبھالتے رہے۔ مگر مولانا کے خطبات کا بحر مواج اپنی جولانگاہ میں گردش کناں رہا اور ملک کے ناخداؤں کے ہر فکر باطل سے ٹکراتا رہا۔

دریا کو ہے اپنی طغیانوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

جب میاں نواز شریف نے نفاذ اسلام کا وعدہ کیا

جب میاں نواز شریف نے مولانا مرحوم کو یقین دھانی کرائی تھی کہ میں پاکستان میں قانون اسلام نافذ کروں گا تو مولانا نے یہاں تک ساتھ دیا کہ جو انتخاب کی تاریخ تھی وہ رمضان کے آخری دھاکا میں تھی لوگ اس وقت اعتکاف میں تھے اب مسئلہ یہ تھا کہ آیا اعتکاف والے ووٹ ڈالنے جا سکتے ہیں یا نہیں تو مولانا نے فتویٰ تحریر کر کے شائع کروا دیا چونکہ یہ ووٹ اسلام کی خاطر ہیں اور اسلام کا نفاذ ہر چیز پر مقدم ہے۔ لہذا اعتکاف والا ووٹ ڈال کر دوبارہ اعتکاف میں آ جائے یہ بھی حوائج ضروریہ میں سے ہے۔ (اس سے اختلاف ممکن ہے مگر میں فقط مولانا کی حق گوئی اور کردار کی یکسوئی بیان کر رہا ہوں کہ جس بات کو صحیح سمجھا ہے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کسی عالم اور آمر کی پروا نہیں کی مگر جونہی میاں صاحب برسر اقتدار آئے اور اسلام کے نفاذ میں خواہ مجبوراً یا کاہلی کے طور وعدہ ایفاء نہ کیا تو اسی محراب و منبر سے ان پر ایسی جارحانہ اور مدلل تنقید فرمائی۔

آئین جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بیٹے کو نظم جماعت کا پابند رہنے کی نصیحت

راقم جامعہ محمدیہ میں پڑھاتا رہا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ایک نئی تنظیم وجود میں آ رہی تھی جس کے رجحانات و تصورات کچھ مرکز گریز تھے اور بہت ہی بلند بانگ دعوے تھے۔ اور جامعہ میں ایک حافظ صاحب اس کے پرجوش ہمنوا تھے (جواب وہاں نہیں پڑھاتے) مولانا مرحوم کو ان سے شدید اختلاف تھا' جس کی وجہ سے جامعہ محمدیہ کے طلباء و اساتذہ کرام میں وہ ذہنی ہم آہنگی باقی نہ رہی تھی۔ اس ماحول کی وجہ سے بعض اوقات معاملہ خوب ہنگامہ آرائی کی صورت اختیار کر جاتا تھا۔ اس بارے میں ایک دفعہ اساتذہ کی میٹنگ دفتر میں بلائی گئی جس میں مولانا مرحوم اور دیگر اساتذہ کرام بھی شریک تھے۔ بہرصورت سخن ہائے گفتنی ہوتی رہیں۔ ایک بات جو حضرتؒ کے مضبوط کردار اور حق گوئی کی عکاسی کرتی ہے وہ یہ تھی کہ حضرت مرحوم فرمانے لگے: پتہ نہیں کہ کیا بات ہے ان علماء کرام کی اولاد جماعت کے نظم وضبط کو کیوں توڑتی ہے؟ حافظ عمران عریف (فرزند ارجمند) کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں' کہ میرے بعد یہ طرز عمل نہ اپنانا آہ یہ ایک کتنی ہی دوراندیشی کی بات ہے۔؟

آہ! یہ حق گوئی و بے باکی کا پیکر' زہد و تقویٰ کا یہ کوہ گراں' اور تقریر و خطابت کا سیل رواں' اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کا سرپرست اور روح رواں' اپنی روح و جان' جان آفریں کے سپرد کر کے ہمیں داغ مفارقت سے بسمل چھوڑ کر منوں مٹی میں دفن ہو چکا ہے۔ اللہ پاک ان کی روح کو اپنے مسکن میں جملہ آسائشیں عطا فرمائے اور بشری لغزشوں کو معاف فرما کر اعلیٰ علیین میں مقام رفیع عنایت فرمائے۔ اور جماعت کو آپ کا نعم البدل مہیا فرمائے۔ آمین

"حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا"
"اللھم اغفرله وادخله الجنة الفردوس"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیکر علم وبصیرت......مولانا محمد عبداللہؒ

تحریر:۔ جناب عبدالرشید عراقی

اسلام ایک انسان میں کس قدر عظیم الشان انقلاب برپا کرتا اور اللہ کے لئے کام کرنے کی راہ میں ہر قسم کی رکاوٹیں دور کردیتا ہے اس کی مثال ہمارے سامنے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ مرحوم تھے۔ جنہیں اپنے مذہب دین اسلام اور مسلک اہلحدیث سے اس قدر محبت تھی کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

مولانا محمد عبداللہ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ برصغیر (پاک وہند) کے جلیل القدر علماء دین میں سے تھے۔ تمام علوم دینیہ یعنی تفسیر‘ حدیث‘ فقہ‘ اصول فقہ‘ تاریخ وسیر‘ اسماء الرجال‘ لغت وادب پر ان کی نظر وسیع تھی۔ حدیث واصول حدیث میں یگانہ روزگار تھے۔ ان کی ساری زندگی جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات میں گزری۔ تدریس کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ مطالعہ کا بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ بیشتر تفاسیر قرآن مجید اور شروح حدیث کی کتابیں ان کے مطالعہ میں آ چکی تھیں۔ فقہ پر بھی ان کو کامل عبور تھا۔

اختلافی مسائل میں بڑی وسعت نظری سے کام لیتے تھے۔ وہ مسائل پر تنگ نظری کے قائل نہ تھے۔ بلکہ وہ ہر مسئلہ کی وضاحت کتاب وسنت کی روشنی میں کرتے تھے۔ اور اس معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت سے کام نہیں لیتے تھے۔ فتویٰ کے معاملہ میں سیاق وسباق پر گہرے مطالعہ کی روشنی میں فتویٰ صادر کرتے تھے۔ وہ اختلافی مسائل میں اپنا نقطہ نظر مدلل اور موزوں انداز بیان میں واضح فرما دیتے تھے۔

مولانا محمد عبداللہ قدرت کی طرف سے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر‘ باریک بینی اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ان کا حافظہ بھی قوی تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ کا سرمایہ علم تھا۔ حدیث نبوی ﷺ پر ان کا مطالعہ بہت زیادہ وسیع تھا۔ تاریخ سے بھی دلچسپی تھی۔ ملی سیاسیات سے بھی دلچسپی تھی اور برصغیر کی تمام قومی‘ ملی‘ دینی وعلمی اور سیاسی تحریکات کے قیام اور ان کے پس منظر سے پوری طرح باخبر تھے۔ بلکہ یہ تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔

مولانا محمد عبداللہ ایک اچھے اور رفیع مرتبہ خطیب بھی تھے۔ ان کی تقریر بڑی جامع‘ مدلل اور معلوماتی ہوتی تھی۔ جس موضوع پر تقریر کرتے کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل کا انبار لگا دیتے۔ راقم آثم کو ان کے کئی خطبات جمعہ اور ان کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کا موقع ملا۔ ان کی تقریر بڑی مؤثر اور جامع ہوتی تھی۔

مولانا محمد عبداللہ کے علم وفضل کا اندازہ تو اہل علم حضرات کر سکتے ہیں۔ ان کی ذہانت وبصیرت اور معاملہ فہمی کے تمام اہل علم معترف تھے۔ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے جلسوں میں تنقید کرنے والوں کی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری توجہ سے سننے کے بعد ایسا مدلل جواب دیتے تھے کہ ناقدین لا جواب ہو جاتے تھے۔ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے ہنگامی صورت حال پر اپنی مؤثر تقریر سے سامعین کو مسکت کر دیتے تھے۔

مولانا عبداللہؒ مرحوم کا کردار ناقابل فراموش ہے ان کی دانشمندی، معاملہ فہمی، ذہانت وبصیرت اور فراست کے سب قائل تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند کرے اور ان کا اعلیٰ علیین میں مقام بنائے۔

مولانا محمد عبداللہ 18 مارچ 1920ء بمطابق 26 جمادی الثانی 1338ھ کو چک 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے اور 28 اپریل 2001 بمطابق 1422ھ گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔ سن عیسوی کے حساب سے 82 سال عمر تھی اور قمری سن کے مطابق ان کی 84 سال تھی۔

1934ء میں 14 سال کی عمر میں گوجرانوالہ آئے اور سات سال میں اپنی تعلیم حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ اس دوران السنۃ الشرقیہ کے امتحانات (مولوی فاضل، منشی فاضل) بھی پاس کئے۔

آپ نے علوم دینیہ کی تعلیم حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلویؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے حاصل کی۔

مولانا حافظ محمد گوندلویؒ حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ ایک متبحر عالم دین اور علوم اسلامیہ کا بحر ذخار تھے۔ آپ بیک وقت مفسر بھی تھے۔ اور محدث بھی، فقیہ بھی تھے اور مجتہد بھی، مورخ بھی تھے اور محقق بھی، متکلم بھی تھے اور معلم بھی، مفتی بھی تھے اور مصنف بھی، عربی ادب کے بلند مرتبہ ادیب تھے، اور ماہر لغت بھی۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا۔ جو کتاب ایک بار نظر سے گزر گئی اس کو پھر دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہیں آتی۔ آپ کا علم متحضر تھا۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور تمام علوم میں کامل عبور تھا۔ حافظ صاحب کے علم وفضل اور تبحر علمی کا عالم اسلام کے جلیل القدر علماء کرام نے اعتراف کیا ہے۔ حضرت حافظ صاحب کی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی۔ ان کے تلامذہ کا شمار ممکن نہیں ہے۔

ان کے تلامذہ میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جو خود بعد میں مسند تحدیث کے مالک بنے۔ حضرت حافظ صاحب ایک کامیاب مدرس ہونے کے ساتھ بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ آپ نے عربی اور اردو میں 25 کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔

حافظ صاحب نے 14 رمضان المبارک 1405ھ مطابق 4 جون 1985ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر، محدث، مورخ، مفتی، مدرس، معلم اور مصنف تھے۔ اور اس کے ساتھ ایک بلند پایہ مفکر، دانشور، ادیب، نقاد اور سیاستدان بھی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سلفیؒ مرحوم اپنی خداداد ذہانت، فہم وبصیرت اور اعلیٰ صلاحیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ علم وعمل کے پیکر اور اخلاق وشرافت کا مجسمہ تھے۔

تفسیر، حدیث اور فقہ پر عبور کامل تھا۔ حدیث نبوی ﷺ سے انہیں عشق تھا۔ اور حدیث کے معاملہ میں وہ معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف مرحومؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ''جماعت اہلحدیث میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ دو ایسے بزرگ گزرے ہیں جو حدیث نبوی ﷺ کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت برداشت نہیں کرتے تھے۔ جب بھی کسی طرف سے حدیث پر حملہ ہوتا تو ان دو علماء کرام نے ہر محاذ پر اس کا مقابلہ کیا۔ اور مخالفین حدیث کو دندان شکن جواب دیا۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کا حدیث نبوی ﷺ سے عشق اور محبت کا ثبوت ان کی تصانیف سے ملتا ہے۔ آپ کی تمام تصانیف حدیث کی نصرت وحمایت اور تائید میں ہیں۔

مولانا سلفی مرحوم کی دینی وملی اور سیاسی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں۔ تحریک وطن کے سلسلے میں کئی بار اسیر زندان ہوئے اور جماعت اہلحدیث کو منظم اور فعال بنانے میں ان کی خدمات قابل تعریف وتوصیف ہیں۔ مولانا سلفیؒ مرحوم ایک کامیاب مدرس ومعلم بھی تھے۔ درس وتدریس کا بہت عمدہ ملکہ رکھتے تھے۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ ان کی یادگار ہے۔ جو تقریباً 80 سال سے اشاعت اسلام اور کتاب وسنت کی ترقی وترویج میں مصروف عمل ہے۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی نے 20 ذی قعدہ 1287ھ مطابق 20 فروری 1968ء گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔

تلامذہ

مولانا محمد عبداللہ نے 1941ء میں تعلیم سے فراغت پائی، اس کے بعد مولانا سلفی مرحومؒ نے آپ کو جامعہ محمدیہ میں تدریس پر مامور فرمایا۔ آپ کی تدریسی خدمات نصف صدی تک محیط ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ یہاں آپ کے چند مشہور تلامذہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن واصل

بلند پایہ عالم اور خطیب تھے۔ ان کی تقریر بڑی جامع، مدلل اور معلوماتی ہوتی تھی۔ مدتوں جامع مسجد اہلحدیث دال بازار گوجرانوالہ میں خطیب رہے۔ بڑے شریف النفس، بلند اخلاق، علم وحلم کا پیکر تھے۔ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود مزاج میں خودستائی اور شیخی نہ تھی۔ عمدہ اخلاق، شرافت، مروت، وضعداری ان کے کردار کے خاص اوصاف اور نمایاں جوہر تھے۔ اور اس کے ساتھ بڑے فطین، ذہین اور شگفتہ مزاج تھے۔ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے۔ بڑے عمدہ انسان تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالغفور جہلمی

حافظ عبدالغفور مرحوم و مغفور کی بنیادی خصوصیات یہ تھیں' ذہین' بیدار اور دل دردمند' زہد و ورع کا مرقع تھے' تقویٰ طہارت اور علم و حلم کا پیکر تھے۔ حافظ صاحب ایک عمدہ مقرر ہونے کے ساتھ ایک واعظ بھی تھے۔ اور زندگی بھر ان کا تعلق مواعظ حسنہ سے رہا۔ ان کی تحریر بھی بڑی جامع اور کتاب و سنت کے حوالہ جات سے مزین ہوتی تھی۔ حافظ صاحب علمائے سلف کی طرح نام و نمود سے اجتناب کرتے تھے۔

حافظ صاحب مرحوم ایک کامیاب مدرس و معلم بھی تھے۔ جامعہ اثریہ جہلم ان کی یادگار ہے۔ جو آج تک ان کے فرزند اکبر علامہ محمد مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں کتاب و سنت کی اشاعت میں سرگرم عمل ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

بلند پایہ خطیب' مقرر' واعظ خوش بیان' مجاہد اور دانشور تھے۔ ان کی ساری زندگی دین اسلام کی نشر و اشاعت' توحید و سنت کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں گزری اور آخر اپنی جان بھی توحید و سنت کی ترقی و ترویج اور دین اسلام کی نشر و اشاعت میں قربان کر دی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا عبدالمنان نورپوری

مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث اور مرکزی جامع مسجد اہلحدیث گوجرانوالہ کے خطیب ہیں۔ تمام علوم اسلامیہ پر عبور حاصل ہے۔ حدیث نبوی ﷺ پر ان کی نظر وسیع ہے۔ بڑے وضعدار' خلیق' ملنسار اور حلم و علم کا پیکر ہیں۔ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی کی عدیم المثال تصنیف ''ارشاد القاری الی نقد فیض الباری'' آپ نے تحقیق و تعلیق اور تخریج سے شائع کی ہے۔ جو حدیث نبوی ﷺ سے آپ کی تبحر علمی کی آئینہ دار ہے۔ اس کے علاوہ پانچ چھ رسائل آپ نے مختلف موضوعات پر لکھے ہیں۔

مولانا عزیز الرحمٰن یزدانی

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کے بڑے بھائی ہیں۔ عصری تعلیم ایم اے اردو ہے۔ بڑے اچھے خطیب اور مقرر ہیں۔ تاریخ پر کامل عبور ہے۔ اور مسائل کی تحقیق میں بھی یدطولیٰ حاصل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے وضعدار' ملنسار' حلم وعلم کا پیکر اور زہد وورع کا مرقع ہیں۔ ایک ہائی سکول میں عربی کے استاد ہیں۔ اور اس کے ساتھ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

مولانا عبدالقیوم سلفی

مولانا عبدالقیوم سلفی ممتاز عالم دین ہیں۔ ہائی سکول میں عربی کے استاد ہیں اور اس کے ساتھ دین اسلام کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔ درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ بڑے اچھے مقرر وواعظ اور جید عالم دین ہیں۔

مولانا محمد یوسف ضیاء

آپ اس وقت قلعہ دیدار سنگھ میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بڑے اچھے خطیب' واعظ اور مقرر ہیں۔ ان کی مذہبی' دینی مسلکی' سماجی اور سیاسی خدمات قدر کے قابل ہیں۔ قلعہ دیدار سنگھ اور اس کے گردونواح میں مسلک اہلحدیث کی اشاعت اور ترقی وترویج میں ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ قلعہ دیدار سنگھ میں لڑکیوں کا ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا ہوا ہے۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی ہیں۔ بڑے فعال اور سرگرم کارکن ہیں۔ انکے دو رسالے مسائل رمضان اور مسائل عیدالاضحیٰ شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا محمد بشیر الطیب

مولانا محمد بشیر الطیب ایک جید عالم دین ہیں۔ آج کل آپ وزارت اوقاف کویت میں ملازم ہیں۔ بڑے جوشیلے مقرر ہیں۔ اور ایک مسجد کے خطیب بھی ہیں۔

مولانا ڈاکٹر فضل الٰہی

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ عصری تعلیم ایم اے پی ایچ ڈی ہے۔ بڑے منکسر المزاج' خلیق اور عالم باعمل ہیں۔ علوم اسلامیہ میں کامل دسترس رکھتے ہیں۔ عربی ادب سے خاص لگاؤ ہے۔ درس وتدریس کا اچھا خاصا ملکہ رکھتے ہیں۔ تقریباً 15 سال سے زیادہ عرصہ تک جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض (سعودی عرب) میں تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آج کل اسلام آباد کی بین الاقوامی یونیورسٹی میں استاذ ہیں۔ ڈاکٹر فضل الٰہی ایک اچھے مصنف بھی ہیں ان کے قلم سے کئی ایک عربی اور اردو کتابیں نکل چکی ہیں۔ عربی میں آپ کی دو کتابیں: ''التدابیر الواقعیہ من الزنا فی فقہ الاسلامی'' اور ''التدابیر الواقعیہ من الربا فی الاسلام'' علمی شاہکار ہیں۔ تقریر کا بھی اچھا خاصہ ملکہ رکھتے ہیں۔ ان کی تقریر بڑی جامع اور کتاب وسنت کے حوالہ جات سے مزین ہوتی ہے۔

شخصیت وکردار ایک انسان کی زندگی میں عظمت' مقبولیت' شہرت اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو تین چیزوں کی طرف توجہ دینا ضروری ہوتا ہے: جذبہ...... شعور اور قوت عمل

مولانا محمد عبداللہ مرحومؒ میں یہ تینوں چیزیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ انہوں نے ایک طرف جماعت اہلحدیث کو منظم اور فعال بنانے میں بڑی جدوجہد کی۔ دس سال تک جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے امیر رہے۔ اور پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کے قیام کے سلسلہ میں جتنی بھی تحریکیں چلیں ان کی تائید وحمایت کی۔ سیاسی اعتبار سے ان کی ہمدردیاں مسلم لیگ سے وابستہ رہیں۔

مولانا محمد عبداللہؒ کی شخصیت مسلمہ تھی۔ اس لئے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں ان کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

مولانا محمد عبداللہ مرحومؒ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ ایک پختہ عزم اور وسیع النظر عالم دین ہونے کے باوصف، بلند پایہ مدرس ومعلم بھی تھے۔ بڑی توجہ سے اسباق پڑھاتے تھے۔ ان کی تقریر بڑی دلنشین اور مؤثر ہوتی تھی۔ ان کی تقریر میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحومؒ کا عکس نظر آتا تھا۔ وہ نہایت بے لوث و بے غرض، حد درجہ خوددار، حق گو، بے باک، بلند مرتبہ انسان تھے

؎ خدا مغفرت کرے بڑی خوبیوں کے مالک تھے

بقیہ | مولانا محمد عبداللہؒ...... ایک باوقار علمی شخصیت

زندگی کے تمام مشاغل کو حب رسول ﷺ پر قربان کرنے سے ایمان کی سعادت حاصل ہوجاتی ہے۔ ادب کے سارے قرینے حب نبیؐ میں پنہاں ہیں۔ جیسا کہ سورہ المجادلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''منکرًا و زورًا'' کا جملہ اس محبت کا ترجمان ہے کہ انسان وفور محبت میں اگر اپنی منکوحہ کو ماں کہہ دیتا ہے تو اسلام نے اس کی اس محبت کو غیر محل قرار دیتے ہوئے سخت سزا دی ہے۔ اور اسے منکرًا اور قول زور یعنی جھوٹی بات کہا ہے اور اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا یا ساٹھ دن لگاتار روزے رکھنا یا ایک غلام آزاد کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ اس شخص نے اپنی محبت کا غلط اظہار کیا اسی طرح حب نبی کی آڑ میں شرک اور بدعات اللہ کو کیسے قبول ہوسکتے ہیں اور اس نعرے پر نجات کا تصور کرنا بھی اسی طرح کی حماقت اور خسارے کا سودا ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم اپنی محبتوں کو اطاعت رسول سے سجائیں ورنہ بات سخت خسارے کی ہے۔''

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علمی ورثے جامعہ محمدیہ کو تا قیامت تابندہ و پائندہ رکھے۔ آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا!

تحریر
جناب ڈاکٹر
پروفیسر عبدالغفور راشد

ذرا عمر رفتہ کو آواز دیں تو ہماری نگاہوں کے سامنے ایک اجتماع کا منظر آئے گا۔ جس میں جماعت کے اکابر وعمائد اور علماء وطالبان براجمان تھے اور متحدہ جمعیت اہلحدیث جو کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث اور جمعیت اہلحدیث کے ادغام والحاق کے بعد وجود میں آئی تھی کا نمائندہ اجتماع تھا۔ اس کا انعقاد مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے دفتر 106 راوی روڈ لاہور کے سابقہ ہال میں ہوا تھا۔ اس میں جماعتی عزت' وقار اور مسلکی حمیت وغیرہ کے خوگر تمام ذمہ داران نے شرکت کی۔ مولانا معین الدین لکھوی کسی انتہائی ضروری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے عدم شرکت پر معذرت اور تمام فیصلہ جات سے اتفاق کا مراسلہ بھیجا تھا۔

اس انتہائی اہم اجتماع میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ؒ کو دعوت سخن دی گئی تو محترم مولانا نے حسب عادت متانت وسنجیدگی سے خطاب شروع کیا۔ سامعین وحاضرین میں ہر شخص ہمہ تن گوش تھا۔ مولانا نے فرمایا کہ ایک تو یہ کہ تمام اکابر وعمائد کے ادغام والحاق کی بنا پر آج کے بعد اہلحدیث کی نمائندہ جماعت کا نام "مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان" ہوگا اور متحدہ کا نام استعمال نہیں ہوگا۔ حاضرین وسامعین نے نہ صرف اس بات کو بسر وچشم قبول کیا بلکہ بآواز بلند تصدیق وتائید کی۔ مولانا نے پھر فرمایا کہ میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ میں اور مولانا لکھوی عرصہ دراز سے جماعت کی قیادت کر چکے ہیں۔ اب ہم بوڑھے ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ہمیں قیادت سے دستبردار ہو جانا چاہیے۔ جبکہ امارت کے لئے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی اور نظامت کے لئے پروفیسر ساجد میر کا نام تجویز کرتا ہوں۔ جس پر تمام شرکاء نے اس تجویز کو صدق دل سے قبول کیا۔ شرکاء اجتماع کو یاد ہوگا کہ محترم مولانا محمد عبداللہ کا خطاب اس قدر جاندار اور مدلل تھا کہ کسی میں اختلاف رائے کے اظہار کی جرات نہ ہوئی۔ قادر مطلق نے مولانا کو اس قدر قوت گویائی وسحر بیانی سے نوازا تھا کہ اگر انہیں ایسی مجلس سے خطاب کرنے کا موقع دیا جاتا جس میں تمام شرکاء مخالف ہوں لیکن خطاب کے بعد صورتحال یہ ہوگی کہ تمام شرکاء مجلس قائل ومائل ہو چکے ہوتے۔

چند برس پہلے کی بات ہے کہ لاہور کے [illegible] موچی دروازہ میں اہلحدیث کی نمائندہ کانفرنس تھی یہ وہ دور تھا جب خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی خطابت کا جادو سر چڑھ کر بولتا تھا۔ شیر ربانی مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ کے زور بیان کی طغیانی اپنے زوروں پر تھی اور خطیب پاکستان مولانا محمد حسین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخوپوری کی سحر بیانی اپنے شباب پر تھی۔ لیکن اس موقعہ پر جو خطبہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ نے ارشاد فرمایا' جس کی زبان سادہ مگر پُر اثر' جملے آسان لیکن پروقار' فارسی و اردو اشعار کا استعمال برمحل اور قرآنی آیات و نبویؐ احادیث کا استدلال اس طرح جیسے نگینہ ہوتا ہے۔ ہر سامع و ناظر' مبصر و ناطق' سیاست کے شہسوار اور علم و بیان کے راہبر و تمام لوگ شیخ الحدیث کے پُرمغز بیان اور سحر انگیز خطابت کی داد دے رہے تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

محترم شیخ الحدیث کی اس اثر انگیزی کے پیچھے ان کی قرآن فہمی' تعلیم بالحدیث' عمل بالسنۃ اور عمر بھر کی محنت شاقہ اور دیانت و امانت سے معمور عملی کردار تھا اور کردار کی اپنی زبان ہوتی ہے۔ جسے نہ روکا جا سکتا ہے اور نہ ٹوکا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ان صفات جمیلہ سے متصف مولانا آج ہم میں نہیں۔ وہ عمر رفتہ کے ماہ و سال اور تاریخ ماضی کا شاندار اور روشن باب بن چکے ہیں۔ ان کے دیانتدارانہ کردار کی قندیلیں آج بھی روشن ہیں۔ جماعت کے اکابر و عمائد اور نوجوان علماء و شباب طالبان کو چاہئے کہ انہیں مشعل راہ بنائیں۔ مولانا مرحوم نے اپنی زندگی کے ماہ و سال' شب و روز اور جوانی و پیری کو گوجرانوالہ میں بسر کیا۔ جہاں سیاستدانوں اور پہلوانوں کے علاوہ اہل ثروت کی بھی کمی نہیں۔ مگر کسی میں یہ دم نہیں کہ وہ یہ کہہ سکے کہ کسی کے جاہ و حشمت' جبروت و جلال اور دولت و ثروت نے شیخ الحدیث کی آنکھوں کو خیرہ کیا ہو۔ انہوں نے جامعہ محمدیہ جیسے عظیم ادارہ کا نظم و نسق چلایا۔ سینکڑوں مساجد ان کی سرپرستی میں تعمیر ہوئیں انکی ترغیب پر دولت کے ڈھیر جمع ہوئے' لیکن کیا مجال کہ کوئی ان پر ایک پائی کی بددیانتی کا بھی الزام دھرے۔ ان کے دل میں قادر مطلق نے مال و دولت کا طمع و لالچ رکھا نہیں تھا۔ وہ بقول شاعر

رضینا بقسمة الجبار فینا
لنا علم وللجهال مال
ان المال یفنی عن قریب
والعلم باق لا یزال

ہم رب جبار کی تقسیم پر راضی ہیں کہ جس نے ہمیں علم اور جاہلوں کو مال عطا کیا۔ مال عنقریب ضائع ہو جائے گا' جبکہ علم باقی رہنے والا ہے۔ یہ زوال پذیر نہیں ہوگا۔

مولانا مرحوم صاحب کردار کے اعلیٰ شخص تھے لیکن امانت و دیانت ان کا نمایاں وصف تھا اور ہونا بھی چاہئے۔ جس نے امام الانبیا علیہ السلام کی حدیث کے چشم صافی سے تشنگان علم حدیث کو سیراب کیا ہو' اسے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ غالباً امام بخاریؒ کے بارے میں واقعہ منقول ہے کہ وہ ایک کشتی میں سفر کر رہے تھے ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس تھیلی میں کچھ اشرفیاں تھیں وہاں ایک مکار اور چالباز آدمی بھی تھا۔ جس نے شور مچا دیا کہ میری اشرفیاں گم ہوگئی ہیں۔ اس کے واویلے اور مطالبے پر تلاشی لی گئی تو کسی سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ کشتی پار لگ گئی سارے مسافر اپنی اپنی راہ چل دیئے امام بخاریؒ اور وہ شخص رہ گئے۔ اس نے امامؒ سے پوچھا کہ آپ کے پاس جو اشرفیاں تھیں وہ کہاں گئیں' امام صاحب نے فرمایا وہ میں نے دریا میں پھینک دی تھیں' اس نے کہا آپ نے ایسا کیونکر کیا؟ آپ کی اپنی اشرفیاں تھیں آپ اپنی چیز کے بارے میں دلائل بھی دے سکتے تھے اور منوا بھی سکتے تھے۔ جواب میں کہنے لگے الفاظ رہتی دنیا تک کے لئے اساتذہ وطلبہ حدیث کے لئے مشعل راہ ہیں امام صاحبؒ نے فرمایا: ''ہاں میں ایسا کر سکتا تھا' چیز بھی میری اپنی تھی' میں منوا بھی سکتا تھا' لیکن میں حدیث پڑھنے اور پڑھانے والا شخص ہوں میں نہیں چاہتا تھا کہ لوگوں کے دل ودماغ میں ایسے شخص کے کردار کے بارے میں کوئی شبہ پیدا ہوا کہ پتہ نہیں کہ یہ سچا تھا بھی کہ نہیں''۔

یقیناً محدثین' اساتذہ حدیث' شیوخ الحدیث' راویان حدیث اور طالبان حدیث کا کردار ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ہاں ہمارے مرحوم ومغفور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کا کردار واقعی ایسا تھا۔ زندگی میں دوست بھی بنے اور دشمن بھی۔ لوگ قریب بھی آئے اور دور بھی گئے' اپنوں نے بھی معاملہ کیا اور بیگانوں نے بھی' لیکن کوئی شخص مولانا کے کردار پر انگلی نہ اٹھا سکا۔ لوگ زندگی میں بھی معترف تھے اور ارتحال کے بعد بھی ہوں گے۔

ویسے اس عالم ناپائیدار کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد یاد کیا جاتا ہے۔ بقول شخصے

اس کو ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

حقیقت ہے کہ مولانا محمد عبداللہؒ کہنہ مشق استاذ' ممتاز عالم دین اور قدآور علمی شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وفضل کی وافر دولت عطا کی ہے۔ دینی علوم میں دسترس کے ساتھ آپ سیاسیات میں بھی ید طولی رکھتے ہیں۔ مجلسی گفتگو میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ علمی ثقاہت وشخصی وجاہت کی بنا پر آپ کا ایک خاص رعب تھا۔ بقول میر

مستند ہے میرا فرمایا ہوا
سارے جہاں پہ ہوں میں چھایا ہوا

حصول علم آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی سکول میں حاصل کی پھر دینی تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ مولانا نے درس نظامی کے ساتھ منشی فاضل' مولوی فاضل' کوئٹہ اکیڈمی (محکمہ اوقاف) کے امتحان بھی پاس کئے۔ مولانا نے محدث العصر حافظ محمد محدث گوندلویؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ جیسے مقتدر اساتذہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسب فیض کیا۔

امانت و دیانت فرمان نبوی ﷺ ہے: ''کہ جو شخص امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں ہوسکتا۔'' اس حدیث کے مصداق مولانا امانت و دیانت سے مرصع تھے۔ گوجرانوالہ میں لڑکپن سے ضعیفی تک بھرپور عملی زندگی گزاری۔ شہر بھر میں بلکہ گردو نواح میں مدارس کا نظام چلایا' مساجد تعمیر کروائیں اور دیگر جماعتی منصوبے تکمیل کو پہنچے۔ لیکن کسی معاملہ میں امانت و دیانت کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ اس ضمن میں دوست تو کیا دشمن بھی ان کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتا۔

قناعت پسندی مولانا اپنی مسجد میں خطابت و تدریس کے علاوہ کہیں بھی شہر میں یا شہر سے باہر خطابت کے لئے یا عقیدتمندوں کے اسرار پر نکاح خوانی کے لئے تشریف لے جاتے تو کسی سے معاوضہ یا نذرانہ وصول نہ کرتے۔ بلکہ مدرسہ کے اخراجات کی ترغیب دیتے۔ ایک دفعہ سرگودھا کی جماعت کی دعوت پر خطبہ جمعہ کے لئے چلے گئے تو خطبہ جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد عقیدتمندوں نے کچھ رقم پیش خدمت کی' تو اصرار بسیار کے باوجود قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مولانا نے تمام زندگی دنیوی مال واسباب کی بجائے کتاب وسنت سے پیار کیا اور اس کی ترویج واشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

جمعیت کی قیادت جب جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو ایک حصہ جمعیت اہلحدیث کی امارت آپ کو سونپی گئی۔ جبکہ ناظم اعلیٰ مولانا محمد حسین شیخوپوری کو بنایا گیا مولانا شیخوپوری کے مستعفی ہونے کے بعد خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ ناظم اعلیٰ بنے۔ مولانا محمد عبداللہ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے جمعیت اہلحدیث کی عزت ووقار کے لئے جراتمندانہ فیصلے کئے' سوئی ہوئی قوم کو جگایا' مساجد اور مدارس سے نکال کر چوراہوں میں لاکھڑا کیا' اہلحدیث کارکن میں ایسی جرات پیدا کی کہ جسے تاریخ ہمیشہ اپنے دامن میں محفوظ رکھے گی۔ مولانا عرصہ دراز تک جماعت کے امیر رہے جب جماعت میں اتحاد ہوا تو تب سے تاوقت انتقال سرپرست رہے۔

بیماری عرصہ دو تین سال سے مولانا شدید علیل رہے۔ مالک ارض وسماء کی مرضی کہ مولانا پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ اس کے باوجود بستر علالت پر قناعت کا دامن تھامے رکھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

ایک باوقار علمی شخصیت

تحریر: مولانا عبدالرشید حنیف صاحب جھنگ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی زیادہ اس سے ڈرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے ''العلماء ورثة الانبیاء'' علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''

آنحضور ﷺ کا فرمان ہے: ''بلغوا عنی ولو آیة'' میری طرف سے پیغام پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔

مزید ارشاد ہے: ''من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین'' اللہ جس سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسے تفقہ فی الدین کی نعمت سے نواز دیتے ہیں۔

☆ مزید فرمایا: ''نضر اللہ امراء من سمع مقالتی فحفظها و وعاها واداها کما سمعها'' وہ شخص خوش نصیب وسرسبز وشاداب ہے جو میری حدیث سنتا ہے اور اسے یاد کرتا ہے پھر اسے آگے پہنچاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی شخصیت بہت طرحدار تھی، راقم نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ وعاملہ کے اجلاسوں میں جماعتی امور پر بحث اور گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے۔ ان کی ذہانت وفطانت نے جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کی راہ کو ہموار کیا، ان کی زندگی کا یہ قابل رشک کارنامہ ہے کہ انہوں نے جماعت کے شیرازے کو بکھرنے سے بچالیا مدارس ومساجد، تصنیف وتالیف، نشر واشاعت کے علمی میدانوں میں آبیاری کی۔ مولنا مرحوم جمعیت میں صف اول کے جید اور نامور عالم دین تھے جنہوں نے ساری زندگی جماعتی زندگی کی بقا اور وفا میں گزار دی۔

مولانا مرحوم کا علمی استحضار قابل رشک تھا، مجلس میں آپ کی گفتگو نہایت جاندار ہوتی تھی۔ الجھے ہوئے مسائل کو باوقار طریقے سے سلجھانا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ علمی ثقاہت اور شخصی وجاہت نے ان کو ایک انوکھی ادا بخشی تھی۔ آپ بہت باوقار اور سدا بہار علمی شخصیت تھے۔ تدبر وتفکر کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو آپ جماعت میں حکیم الامت کا مقام رکھتے تھے۔

حکیمانہ خطابت قرآنی علوم میں اتقان اور تفسیری نکات کے بیان کا ملکہ تامہ آپ کو حاصل تھا۔ درس و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس میں آپ کا انداز نہایت محققانہ اور حکیمانہ ہوتا تھا۔ خطبات جمعہ میں ان کا فن خطابت سامعین کے قلوب واذہان کو جلا بخشتا تھا۔ تین خطبات جمعہ کا تذکرہ اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں جس سے آپ کی علمی شخصیت کے نقوش میرے ذہن پر مرتسم ہو گئے۔

☆ایک مرتبہ آپ نے لاہور میں جلسہ عام سے خطاب میں واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

کو موضوع خطاب بناتے ہوئے فرمایا: اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہے۔ اسلام کا کوئی فرزند امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کو قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مسلمان کسی بھی حالت میں ہو وہ جہاد کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے۔ اسی طرح شرک کا رد اور اعتصام بکتاب اللہ وسنت رسول اللہ اس کی زندگی کا مشن ہوتا ہے۔ حق و صداقت کے اس اسلحہ سے مسلح ہو کر الکفر ملۃ واحدۃ کے نعرہ کو پارہ پارہ کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا خطبہ چنیوٹ کی سرزمین پر خاتم النبیین ﷺ کانفرنس میں ارشاد فرمایا۔ جس میں اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کو موضوع سخن بنایا اور حالات حاضرہ پر اتنا جاندار تبصرہ فرمایا کہ سامعین عش عش کر اٹھے، آپ نے اس آیت سے مسئلہ ختم نبوت کے جملہ خدوخال کو واضح کیا فرمایا مطاع اور مقتدا نبی خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے تو نئی نبوت کو کس کھاتے میں ڈالا جائیگا۔ انگریز نے یہ منحوس بوٹا اس لئے لگایا کہ مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا جائے اور اطاعت رسول کے جذبات سے مسلمانان ہند کو خالی الذہن کر دیا جائے لیکن مسلمان انگریز کی اس سازش سے بروقت آگاہ ہو گئے اور انہوں نے اس کی تمام تدابیر کو ناکام بنا دیا۔ اب مرزائیت ایک گالی بن کر رہ گئی ہے۔ مزید کہا کہ علماء اہل حدیث نے اس فتنے کا علمی تعاقب بھی بھرپور طریقے سے کیا۔ تاریخ کے صفحات سے شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی خدمات کے تابندہ نقوش کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ حتی کی مرزا غلام قادیانی خود اس بات کی شہادت دیتا رہا کہ مجھے سب سے پہلے جن لوگوں نے کافر قرار دیا وہ اہلحدیث تھے۔ مولانا مرحوم نے خطاب میں ثابت کیا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول صرف اہل حدیث ہی کی دعوت کے سنہرے اصول ہیں۔ باقی سب کے کچھ نہ کچھ تحفظات ہیں، اگر ان دونوں نکات کو پوری طرح رہنما بنایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام کی ترجمانی کا حق ادا نہ ہو سکے۔

غرضیکہ حضرت مرحوم کا یہ خطاب علمی حقائق کا خزینہ تھا۔ آپ کا تیسرا یادگار خطاب جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنس سے تھا جس میں آپ نے سورہ التوبہ کی آیت: قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم......الخ

کو موضوع سخن بناتے ہوئے کہا کہ حب نبی ﷺ ایمان کی جان ہے۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت عمر والی حدیث کا بھی تذکرہ کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا آپ مجھے ہر چیز سے پیارے ہیں سوائے اپنی جان کے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تب تو تمہارا ایمان مکمل نہیں ہے۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کے رسول ﷺ میں تو دوسرے لوگوں کو سبق دینا چاہتا تھا ورنہ آپ کی ذات اقدس تو مجھے ہر چیز سے عزیز ہے حتی کہ اپنی جان سے بھی۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۱۴ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ......شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: جناب پروفیسر محمد عبداللہ کلیم......اوکاڑہ

کیسے کیسے لوگ یہاں آئے آ کے چل دیئے
اس جہاں سے چندروز دل لگا کے چل دیئے

اس دارفانی میں آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے۔جو بھی اس دنیا میں آیا بالآخر داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اپنے اہل خانہ،عزیز واقارب اور احباب کو رنج وغم کے بھنور میں چھوڑ گیا۔حضرت مولانا محمد عبداللہؒ جن کو آج مرحوم لکھتے ہوئے ہاتھ لرزتا ہے ،ایک منفرد طبع ومزاج کے مالک تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد نہ صرف گوجرانوالہ میں بلکہ پورے ملک میں ان کی علمی شہرت کا پرچم بڑے جوبن کے ساتھ لہرایا۔آپ علم کے بحر بیکراں تھے۔قرآن وحدیث اور فقہ پر آپ کو عبور تھا۔بحث وتمحیص میں زوردار آواز لیکن چہرے پر مسکراہٹ کا اظہار ہوتا تھا۔علمی میدان میں بڑے بڑے علماء آپ کا سامنا نہ کرسکتے تھے۔مسائل پر پوری تحقیق اور مکمل دسترس رکھتے تھے۔گفتگو میں مناظرانہ رنگ غالب ہوتا تھا کسی بھی مسئلہ میں ٹھوس دلائل پیش کرنا ان کا وصف تھا۔دلائل فراہم کرنے میں ان کو اتنا کمال حاصل تھا کہ بڑے سے بڑا عالم بھی ان کو شکست سے دوچار نہ کرسکتا تھا۔

- میدان تقریر میں مقررہ ٹائم کے اندر کسی بھی مخصوص موضوع پر بھرپور دلائل بارعب آواز اور بے جھجک لہجہ کے ساتھ اظہار خیال کرنا ان کا طرہ امتیاز تھا جو دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہوتا تھا۔سامعین اور حاضرین مجلس بلاامتیاز اہل علم وغیر اہل علم اپنے اپنے دامن پند ونصائح اور مسائل سے پر کر کے جاتے تھے۔

راقم الحروف کو بھی تقریباً دو سال ان سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ان کے زیر سایہ وقت گزار کر ان کو ایک مشفق استاد اور راسخ فی العلم شخصیت پایا۔دینی علم حاصل کرنے والے طلباء سے بہت پیار اور شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے۔طلبہ کے ساتھ بھی گفتگو کرتے وقت حفظ مراتب کا خیال ضرور رکھتے تھے۔میں نے جب ان کے زیر سایہ تحصیل علم کا سلسلہ شروع کیا تو وہ مجھے میٹرک پاس ہونے اور حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے " توں"یا" تینوں" کہہ کر نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ تسیں کا لفظ استعمال کرتے تھے۔یہ وہ دور ہے جب شیخ الحدیث مرحوم نے دال بازار گوجرانوالہ کی مسجد میں دینی درسگاہ بنام مدینۃ العلم کا آغاز کیا تھا۔مولانا عطاء الرحمن شیخوپوری،عبدالرحمن مرحوم بن شیخ الحدیث مرحوم،شیخ فضل الرحمن سیالکوٹی حال جدہ میرے شریک اسباق تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا مرحوم ایک مضبوط جسم کے مالک تھے، ان کی مجالس سے چاہے وہ علماء کی ہو، عوام کی ہو، طلبہ کی بڑی خوشی اور فرحت محسوس ہوتی تھی۔ ان کی گفتگو ہر قسم کی لغویات سے پاک، مہذب اور معنی خیز ہوتی تھی۔ دوران گفتگو مزاح پیدا کر کے مجلس کو گلزار بنا دیتے تھے اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر بوریت بھی شگفتگی میں بدل جاتی تھی۔ پڑھائی کی تھکان اور سفر کی دوری کافور ہو جاتی تھی، پڑھاتے ہوئے جب تک طالب علم کو تسلی و تشفی پوری طرح نہ ہوتی اس وقت تک اسے سمجھاتے رہتے تھے۔ ان کا طرز تدریس اور انداز تقریر انوکھا اور نرالا تھا جو آج بھی کانوں میں اسی طرح گونج رہا ہے۔ وہ جسمانی طور پر اگرچہ ہم سے جدا ہو چکے ہیں لیکن ان کی معلمانہ شفقتیں، دل میں گھر کر جانے والا انداز تدریس، باوقار تقریری لب و لہجہ گفتگو کا بہترین اور مزاحیہ انداز آج بھی قلب و جگر میں جاگزیں ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مرحوم ایک متبحر عالم دین، پروقار شخصیت، دلائل و براہین کے کوہ گراں، تقریر کے دھنی اور فن مناظرہ کے شاہسوار تھے۔ ان کی مجلس میں بڑے بڑے جید عالم، دینی و دنیوی شخصیات خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید جیسی باوقار شخصیت، پروفیسر علامہ ساجد میر اور مولانا محمد حسین شیخوپوری کو باادب بیٹھے دیکھا ہے۔ حضرت مولانا مرحوم جس مجلس، محفل یا سٹیج پر موجود ہوتے کسی اور کی شخصیت وہاں نمایاں نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ ہی کی شخصیت کا رنگ غالب ہوتا تھا۔

راقم الحروف کو سید داؤد غزنویؒ کی زیر صدارت جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجالس کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جو رعب و دبدبہ اور وقار سید مرحوم کی موجودگی میں دیکھا ان کے بعد حضرت شیخ الحدیث مرحوم کی موجودگی میں پایا۔ جس طرح بڑے بڑے علماء کسی بھی مسئلہ کے حل کے لئے سید داؤد غزنویؒ کی طرف دیکھتے تھے۔ اسی طرح کسی بھی مشکل مسئلہ کے حل کیلئے علماء و عوام و خواص حضرت شیخ الحدیث مرحوم کی طرف بھی نگاہیں لگائے بیٹھے ہوتے تھے۔

ان کی رحلت سے مسلک اہلحدیث اور خصوصاً مرکزی جمعیت پاکستان ایک متبحر عالم دین، موقع شناس شخصیت، اولوالعزم سرپرست اور عظیم قائد سے محروم ہو گئی ہے۔ اللہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

﴿تحریر: جناب حافظ عتیق اللہ عمر جنرل سیکرٹری اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان﴾

دنیا دارِ فنا ہے اور موت ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں۔ جو بھی اس جہان فانی میں آیا اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہی ہے۔

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے یوں محفل سجی رہتی ہے
ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

مگر تاریخ انسانی میں بعض لوگ ایسے بھی رخصت ہوئے جو سارا شہر ویران کر گئے۔ ہر آنکھ میں آنسو تیرنے لگے' ہر چہرہ اداس دکھائی دینے لگا' ہر ذہن پریشان رہنے لگا اور ہر دل افسردہ ہوا۔

وہ تو ایسے رخصت ہوئے جیسے پھولوں سے خوشبو' آفتاب ومہتاب سے ضو' سمندر سے روانی' دریا سے پانی اور زندگی سے جوانی چلی جائے' ان کی موت واقعتاً ''موت العالم موت العالم'' کا مصداق ٹھہری۔ میری مراد گفتار و کردار کے بے تاج بادشاہ' عزم وہمت کے کوہ گراں' عظیم مذہبی وسیاسی رہنما' بلند پایہ علمی شخصیت غیور جرأتمند اور بے باک ممتاز عالم دین' شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبداللہ مرحومؒ ہیں۔

مولانا مرحومؒ کو اللہ تعالیٰ نے چند ایسے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا جو کم ہی کسی خوش نصیب کے حصے میں آتے ہیں۔ وہ خطابت کے شہسوار' جرأت وبہادری کے مجسم اور علم وعمل کے مرقع تھے۔ مذہب وسیاست کی گتھیوں کو سلجھانا' اپنی اور پرائی ہر مجلس میں اپنے موقف کو نہایت احسن انداز سے منوانا انہیں خوب خوب آتا تھا۔ اور بسا اوقات تو ان کے علمی استحضار اور دسترس کو دیکھ کر یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ شاید میرؔ نے یہ شعر انہی کی مدح میں کہا ہو

مستند ہے میرا فرمایا ہوا
سارے جہاں پہ ہوں میں چھایا ہوا

تحریک پاکستان سے لے کر اب تک قومی سطح پر جتنی بھی تحریکیں برپا ہوئی ہیں مولانا مرحومؒ نے ان میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ جہاں انہوںؒ نے تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نظریہ پاکستان کی حفاظت کی وہاں وہ قیام پاکستان کے بعد تحریک بحالی جمہوریت' تحریک ختم نبوت' تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک نفاذ کتاب وسنت میں بھی نمایاں رہے۔ میدان سیاست میں پاکستان اور اسلام کے کاز کو نہایت جرأت وہمت سے پیش کرتے رہے۔ آپؒ کے پرمغز' مدلل اور مؤثر دروس سے جہاں علماء' اساتذہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبہ نے فیض پایا وہاں بڑی تعداد میں عام لوگ بھی مستفید ہوتے رہے۔

استغنا اور قناعت پسندی تو آپؒ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کی امانت دیانت و کردار پہ انگشت نمائی نہ کر سکا۔ بلکہ ''جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے'' کے مصداق آپ کے انتہائی مخالفین بھی مولانا مرحومؒ کے اس عظیم وصف کے معترف رہے۔ عوام تو کیا علماء میں بھی بہت کم ایسے افراد دیکھے گئے ہیں جو آپؒ کی طرح وقت کی پابندی اور نظم وضبط قائم رکھنے والے ہوں۔ استقامت اور استقلال ان کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔

تحریک پاکستان سے لے کر تحریک نفاذ کتاب وسنت تک ہر دور میں آپؒ کو بے پناہ مصائب وتکالیف سے گزرنا پڑا۔ مگر آپؒ کے پایۂ استقامت میں زرہ بھر بھی جنبش نہیں آئی۔ زمانہ طالب علمی سے لے کر جماعتی امارت وسرپرستی تک گوجرانوالہ جیسے زرخیز صنعتی اور کاروباری شہر میں رہے۔ جہاں آپؒ کے اشارے پر ایک ایک شخص آپؒ کے قدموں میں دولت نچھاور کر دینے کو فخر اور سعادت سمجھتا تھا۔ آپؒ کے حلقہ احباب میں مسجد ومحراب ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے کاروباری افراد بھی شامل تھے۔ لیکن ایک منصف مزاج اور غیر جانبدار شخص بھی مشاہدہ کر سکتا ہے کہ آپؒ کی وراثت اور جائیداد ایک عام آدمی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے صاحبزدگان یا تو درس وتدریس سے متعلق ہیں یا معمولی قسم کا کاروبار رکھتے ہیں۔

ایسی عظیم اور بے مثال خوبیوں والی ہستیاں واقعتاً مدتوں بعد ہی پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے نکلے ہوئے الفاظ انسانیت کو ہمیشہ جرات، ہمت، عزم، بہادری اور غیرت کا درس دیتے ہیں۔ ان کے کردار کی خوشبو سے انسانی ذہن ہمیشہ تروتازہ رہتے ہیں۔ ان کے اقوال اور نصائح اندھیری رات میں اجالے کا سماں پیدا کرتے ہیں۔ ان کی شرافت انسانیت کو ہمیشہ حیاء کا درس دیتی رہتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی یادوں کے سہارے ہی ارادوں کو ہمت، کارواں کو عزم اور قافلوں کو منزل میسر آتی ہے۔ 28 اپریل 2001ء کو آفتاب عالم کے طلوع ہوتے ہی علمی ثقاہت، شخصی وجاہت، امانت ودیانت، حیاء وشرافت، جود وسخاوت، عزم وہمت، جرات واستقامت اور استغنا وقناعت کی کرنیں بکھیرتا ہوا علم وعمل کا یہ ماہتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اللہ تعالیٰ مرحوم کی اگلی منزلوں کو آسان کرتے ہوئے انہیں جوار رحمت اور در مغفرت میں جگہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدی استاذی مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر:
جناب محمد بشیر الطیب
خطیب کویت

حضرت شیخ الحدیث کی وفات کسی معمولی انسان کی موت نہیں یہ موت ایک عالم کی موت ہے موت العالم موت العالم ہے۔ آپ کی موت سے گوجرانوالہ ہی نہیں بلکہ پوری جماعت یتیم ہوئی ہے۔ آپ بزرگوں کی آخری نشانی تھے اب ان کے اٹھ جانے کے بعد ان جیسی خوبیوں کا حامل انسان گوجرانوالہ ہی نہیں بلکہ پوری جماعت میں نظر نہیں آتا۔ حضرت الشیخ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز گوجرانوالہ میں کیا اور آخری دم تک گوجرانوالہ میں ہی اپنے اسلاف کی روشن کردہ شمع کو منور رکھا۔ شیخ الحدیث نے اپنی علمی زندگی کا آغاز عملاً دال بازار کی جامع مسجد اہلحدیث کی خطابت وامامت سے کیا آپ اپنے دور کے زبردست خطیب ومتکلم تھے ان کی گفتگو میں انکی شخصیت کی طرح بڑا وزن تھا۔ جچے تلے الفاظ، مدلل انداز گفتگو، زوردار آواز جسمیں متانت وسنجیدگی کے موتی بکھرے ہوتے تھے اور سامعین پر ایسا اثر ہوتا کہ دلائل کی رو سے وہ لاجواب نظر آتے۔ آپ بارعب شخصیت کے مالک تھے تقریر میں مناظرانہ رنگ ہوتا تھا۔ آپ ایک کامیاب مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مدرس بھی تھے جب آپ نے جامعہ محمدیہ سے سند فراغت حاصل کی تو آپ کے استاد مکرم شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی نے اپنے ہی جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں مدرس کے عہدے پر فائز کیا کچھ عرصہ بعد جامع اہلحدیث دال بازار میں اپنے رفقا کے تعاون سے جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کا اجرا کیا اور اسکے انتظام وانصرام کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اپنی محنت وکاوش سے جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کی ایک شاندار عمارت کنگنی والا میں تعمیر کرائی جس کے ناظم مالیات حاجی عبدالرحمان ناگی تھے جو حاجی عبدالحق ناگی کے والد تھے۔ راقم الحروف نے اس سال جامعہ شرعیہ میں داخلہ لیا جس سال اس نئی عمارت کا افتتاح ہوا اور اسکی افتتاحی تقریب میں خاندان غزنویہ کے عظیم فرزند سید ابوبکر غزنوی نے بڑی موثر تقریر فرمائی۔

آپ ایک عظیم مناظر بھی تھے اور دلائل کے ساتھ مدمقابل کو لاجواب کر دیتے آپ کا ایک تحریری مناظرہ قاضی شمس الدین حنفی گوجرانوالہ کے ساتھ ہوا جو تراویح کے موضوع پر تھا آپ نے محکم دلائل سے قاضی صاحب کو بے بس کر دیا اس مناظرے کی روداد پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوئی تھی جسمیں قاضی صاحب نے تسلیم کر لیا تھا کہ مسنون تراویح آٹھ ہیں

آپ نے جامعہ کی تعمیر وترقی اور جماعت کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اسطرح ان کی مصروفیات بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ تصنیفی کام نہ کر سکے۔ آپ بلاشبہ مرجع خلائق تھے عام لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بلکہ علماء وفضلاء کے درمیان بھی قابل احترام شخصیت تھے۔تقوٰی وطہارت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ عصر حاضر کی قباحتوں میں وہ پاکیزہ عمل وکردار کے کوہ گراں تھے۔

آپ نے سیاست میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور ہر تحریک میں نمایاں حصہ لیا آپ جب بھی کسی مسئلہ پر اپنی رائے دیتے تو آپ کا موقف اٹل ہوتا۔وہ عزم واستقلال کا پہاڑ تھے۔ آپ نے جس محنت اور لگن سے جامعہ محمدیہ اور جماعت کی آبیاری کی اس کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج جامعہ محمدیہ کا شمار عرب وعجم کی عظیم اسلامی یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔آپ نے جب جامعہ کی ابتدائی عمارت کا فرنٹ اور جامع مسجد تعمیر کی تو ہم سب طلبہ نے عمارتی کام میں بڑا حصہ لیا گویا

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں

ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

آج جامعہ میں جا کر طلبہ کی چہل پہل' اساتذہ کرام جن کے دم قدم سے رونقیں' خوبصورت اور دلنواز عمارت' سبزہ زار اور تعلیمی ماحول کو دیکھتا ہوں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور نئے آنیوالے لوگ تعلیمی دنیا اور عمارت کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا کارنامہ فرد واحد کی مساعی کا نتیجہ ہے

راقم الحروف کا جامعہ کے ساتھ تعلق

مولانا مرحوم کی طرح جامعہ محمدیہ کے ساتھ میرے خاندان کا بھی بڑا پرانا رشتہ ہے۔تقریباً ہمارے ایک درجن سے زائد افراد خاندان نے نسل در نسل جامعہ کی گود میں پرورش پائی ہے۔الحمدللہ میرے دونوں بڑے صاحبزادے ' حافظ ابوبکر عتیق جو فاضل جامعہ محمدیہ ہے اور آجکل جامعہ الاسلامیہ العالمیہ اسلام آباد میں زیر تعلیم ہے جبکہ دوسرا صاحبزادہ حافظ محمد ابوسفیان سلفی جو اس سال فارغ ہوا ہے اور وہ کمپیوٹر کالج گوجرانوالہ میں زیر تعلیم ہے۔استاد محترم کے ساتھ ہمارے دیرینہ مراسم وروابط تھے اور وہ خاص شفقت فرمایا کرتے تھے

ایک مرتبہ مولانا سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے بڑی شفقت سے حال چال پوچھا باتوں باتوں میں وہ کہنے لگے تم نے داڑھی اتنی بڑی رکھی ہوئی ہے میں نے عرض کیا سنت ہے کہنے لگے عبداللہ بن عمرؓ نے قبضہ بھر رکھی تھی تو بھی اتنی رکھ لے وہ تجھ سے زیادہ سنت کے پابند تھے ہمارے اسلاف نے بھی اس پر عمل کیا میں نے عرض کیا حضرت آپ نے تدریس کے وقت ہمیں یہی بات بتائی کہ یہ سنت ہے سنت وہی ہوتی ہے جسے نبیؐ نے کیا ہو نہ کہ صحابی کا فعل سنت ہے تو پھر تبسم فرما کر کہنے لگے تو تو پکا سلفی ہے۔آپ بڑے خوش مزاج بھی تھے اور طلبا کے ساتھ ہنسی مذاق بھی کر لیا کرتے تھے لیکن آپکی گفتگو میں سنجیدگی ومتانت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا آپ مجلس کو گرما دیا کرتے تھے اور ہنسا بھی دیا کرتے تھے اور جماعتی امور پر اپنے مثبت ردعمل کا اظہار فرماتے جسمیں کبھی جھول نہ ہوتا اور مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے آخری دم تک سرپرست اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ کے مہتمم و ناظم رہے یہ آپ کا لگایا ہوا پودا ہے جس کا فیض پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے آپکے ہزاروں شاگرد دنیا میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس موقع پر یہ بے وفائی ہوگی اگر میں اپنے دیگر اساتذہ کا تذکرہ نہ کروں میرے محسن شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی جن کی محنت ولگن سے جامعہ ترقی کی منازل طے کررہاہے آپکی خاص توجہ سے طلبہ کا معیار بہتر سے بہتر ہورہاہے اور شیخ الجامعہ مولانا عبدالمنان نورپوری جن سے بندہ نے کئی کتابوں کا فیض حاصل کیا اسی طرح استاذی المکرّم مولانا محمد رفیق سلفی بھی موجود ہیں صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف استاد جامعہ و ناظم شہر سے بھی بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ اسیطرح دوسرے اساتذہ کرام جامعہ کے لئے خوب کام کررہے ہیں۔

مولانا کی وفات سے شہر گوجرانوالہ ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی جماعت محروم ہوگئی ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہر دور میں اپنے کارناموں کی وجہ سے تاریخ کے صفحات سے کبھی فراموش نہیں ہوتیں ان میں سے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ علیہ بھی تھے بقول شاعر ؎

اشکوں کے تلاطم میں ہر ایک پیروجواں تھا
شیخ الحدیث کے بچھڑنے کا جگرسوز سماں تھا

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ اللھم نور مرقدہ وادخلہ جنت الفردوس ۔ آمین

بقیہ: مولانا محمد عبداللہؒ......میدان مناظرہ کے شہسوار

میں طے ہوسکتا ہے۔ لیکن مولانا سرفراز صفدر صاحب کے ہاں تو کتابوں وغیرہ کا محض ایک بہانہ تھا اور وہ درحقیقت حافظ الحدیث مولانا محدث گوندلوی اور ضیغم اسلام مولانا محمد عبداللہؒ ایسی علمی شخصیات کا سامنا کرنے سے ہچکچارہے تھے اور میدان مناظرہ سے بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھ رہے تھے۔ ادھر گکھڑ میں انتظار کی گھڑیاں دراز ہوتی محسوس ہورہی تھیں۔ اہلحدیث علماء نے ظہر کی نماز مولانا سرفراز صفدر صاحب کی مرکزی جامع مسجد حنفیہ میں ہی ادا کی۔ لیکن صبح 10 بجے سے سپیشل گاڑی پر روانہ ہونے والے مولانا سرفراز صفدر ابھی تک واپس نہ آسکے تھے۔ حتیٰ کہ اہلحدیث علماء نے عصر کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ لیکن...... آخرکار بٹ صاحب مہتمم مناظرہ نے اہلحدیث علماء سے کہا کہ جناب آپ جاسکتے ہیں۔ مولوی سرفراز صفدر بھاگ گیا ہے اور اب وہ نہیں آئے گا...... مسلک اہلحدیث زندہ آباد کے نعروں کی گونج میں مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی اور حضرت مولانا محمد عبداللہ اور دوسرے اہلحدیث حضرات واپس عازم گوجرانوالہ ہوئے۔ بعد میں بٹ صاحب سے جب گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مولوی سرفراز صفدر مغرب کی نماز کے بعد واپس گکھڑ پہنچا تھا اور کہنے لگا کہ مجھے کیا پتہ تھا کہ اس قدر بڑے علماء آجائیں گے اور میں ان سے بات کیسے کرسکتا تھا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا
محمد عبداللہؒ انتقال فرما گئے!

تحریر: جناب مولانا قاری عبداللہ شاکر خطیب لندن

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سرپرست شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب مورخہ 28 اپریل 2001ء بروز ہفتہ گوجرانوالہ کے ایک مقامی ہسپتال میں وفات پا گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون' مولانا کی عمر 82 برس تھی۔ آپ نے تقریباً پون صدی تک دین حنیف کی خدمت کی اور آخری عمر میں سخت بیمار ہوئے' دو دفعہ ہارٹ اٹیک ہوا۔ وفات سے تین دن قبل جسم کے بائیں حصے پر فالج ہو گیا اور آپ بے ہوش رہے اور اسی بے ہوشی میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے: انا للہ وانا الیہ راجعون'' آپ کی وفات امت مسلمہ کیلئے بہت بڑا خسارہ ہے' آپ عصر حاضر میں سلف صالحین کی ایک نشانی تھے' آپ نے اپنی دینی تعلیم گوجرانوالہ میں مکمل کی' مولانا اسماعیل سلفی کے بعد مرکزی جامع مسجد اہلحدیث گوجرانوالہ کا چارج سنبھالا' دین کی اشاعت آپ نے اپنا مقصد حیات بنا رکھا تھا' آپ کا انداز بیان انتہائی سادہ' پرکشش اور دلنشین ہوتا تھا۔ آپ کی بات دل پر اثر کرتی تھی' آپ روزانہ درس قرآن دیتے اور یہ معمول عمر کے آخری حصے تک جاری رہا۔ جہاں آپ علم وعمل میں ممتاز تھے وہاں آپ اعلیٰ درجے کے قائد اور منتظم بھی تھے۔ کئی سال تک مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر رہے' آپ کا نمایاں وصف آپ کی امانت داری تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی کوئی مالی معاملہ ہوتا مولانا صاحب کے ذریعے ہی انجام پاتا۔ ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کی انتظامی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ آپ جامعہ محمدیہ اپنے نام کروالیں تو آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں' مدرسہ جماعت کے نام ہی رہے گا۔ افراد آتے جاتے رہتے ہیں۔ جماعتیں قائم ودائم رہتی ہیں۔ آپ نے امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کا فریضہ بھی نہایت بے خوفی سے ادا کیا' آپ اکثر حکمرانوں کے غلط فیصلوں اور غلط پالیسیوں پر تنقید کرتے۔ جس بات کو حق سمجھتے اس پر ڈٹ جاتے اور سخت سے سخت آزمائشوں میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے۔ مولانا صاحب میرے لئے مشفق باپ اور مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ نہ صرف میرے استاد تھے بلکہ میرے محسن بھی تھے' میں نے اپنی دینی تعلیم کے دس سال حضرت صاحب کے زیر سایہ گزارے' مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ آپ میرے دادا سسر تھے' مولانا صاحب نے اپنے بڑے بیٹے مولانا عبدالرحمن مرحوم کی وفات کے بعد اپنے پوتے پوتیوں کا بہت خیال رکھا اور ان کو اپنے باپ کی کمی کبھی محسوس نہیں ہونے دی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شیخ الحدیثؒ کی یاد میں!

تحریر۔ جناب حافظ عبدالشکور خطیب گوجرانوالہ

تعلیم و تربیت

شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو محدث زماں حافظ محمدؒ گوندلوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ جیسے اساتذہ کی تعلیم و تربیت اور خصوصی توجہ نے علم و عرفان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ یہ ہونہار طالب علم مدارج تعلیم طے کرتا ہوا 1942ء میں جب سندِ فراغت حاصل کرتا ہے تو اس وقت کے کچھ مردم شناس لوگوں نے جامع مسجد اہلحدیث ڈال بازار میں درسِ قرآن کے لئے آپ کی خدمات حاصل کیں۔ بہت جلد آپ کی فصاحت و بلاغت، دانش وری اور نکتہ دانی کی شہرت پورے شہر میں پھیل گئی۔ لوگ فہم قرآن کیلئے جامع کا رخ کرنے لگے پھر اسی مسجد میں آپ نے خطابت شروع کر دی۔ یہاں تک کہ چند سال میں آپ کی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کو جامع مسجد اہلحدیث چوک نیائیں (چوک اہلحدیث) کا خطیب مقرر کیا گیا۔ آپ نے اپنے اسلاف کی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے گوجرانوالہ شہر کی جماعت کو ملک بھر کی سیادت و امارت کا اہل ثابت کیا۔ یہاں تک کہ آپ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے دوبار امیر منتخب ہوئے۔

علم و عمل

اہل علم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ حافظ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کے نام سے بخوبی واقف ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ انہی بزرگوں کے قبیلہ کے ایک فرد تھے۔ بلاشبہ آپ اپنے وقت کے ابن تیمیہؒ اور ابن حجرؒ سے کم نہ تھے۔ بڑے بڑے اہلِ علم و فضل کو میں نے آپ کے سامنے دوزانو مودب بیٹھے دیکھا ہے اور آپ کے علمی استحضار پر داد دیتے سنا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر ہو یا حدیث پاک کی شرح آپ کے بیان کا انداز ہی نرالا تھا۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور

ان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ جو طالب علم ان سے صرف مشکوٰۃ شریف پڑھ جائے وہ اللہ کے فضل سے کسی میدان میں شکست نہیں کھا سکتا۔ جو بھی آپ کے حلقہ درس میں ایک مرتبہ شامل ہو گیا پھر وہ آپ کا ہی ہو کر رہ گیا۔ جس نے بھی ایک مرتبہ آپ کا خطبہ جمعہ سنا بس اس کی نگاہوں میں اور کوئی جچتا ہی نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبات جمعۃ المبارک

آپؒ اپنے خطبات میں علم و عرفان کے ایسے ایسے موتی بکھیرتے کہ سننے والا خواہ شیخ الحدیث ہو یا شیخ القرآن یا عام فرد' محظوظ ہوئے بغیر نہ رہتا۔ طہارت سے لیکر نکاح' طلاق' وراثت تک کے مشکل مسائل آپ آسان اور عام فہم انداز اور تمثیلات سے یوں بیان فرماتے کہ نادان سے نادان بھی مسائل کی تمام جزئیات و کلیات با آسانی سمجھ جاتا۔ حالات حاضرہ بالخصوص سیاست پر اتنا جاندار تبصرہ فرماتے پھر اپنا موقف اتنی جرات و بہادری سے بیان فرماتے کہ بڑے بڑے سیاسی برج ہل جاتے اور حکومتی ایوانوں میں لرزہ پیدا ہو جاتا۔ میں نے حضرت کے ساتھ اپنی مختصر سی جماعتی زندگی میں آپ کو اپنے موقف سے پیچھے ہٹتے نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی آپ کبھی کسی میدان میں پسپا ہوئے۔ جہاں آپ ہوتے وہاں آپ کا ہی سکہ چلتا۔ آپ نے ہمیشہ کتاب و سنت کو بنیاد بنا کر انہی سے اپنے راستے اخذ کئے۔ بلاشبہ آپ کی پوری زندگی کتاب و سنت سے عبارت تھی۔ آپ مسلک اہلحدیث کے بے باک ترجمان اور عظیم رہنما تھے۔ بڑے بڑے مذاکروں اور مناظروں میں آپ اکیلے بھی ہوتے تو آپ کا پلہ ہمیشہ بھاری ہوتا۔ جس مجلس میں بھی آپ ہوتے خواہ وہ اپنوں کی ہو یا غیروں کی سب آپ کی عزت کرتے۔ آپ کی بات بڑے غور سے سنتے۔ اور پھر اس کو تسلیم کرتے۔ آپ ہر بات پورے غور و خوض کے بعد اپنی زبان پر لاتے۔ پہلے تولتے پھر بولتے۔ آپ ٹھوس اور مضبوط گفتگو کے عادی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ہر مجلس میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ دین حنیف کے بارے میں جتنے فتنے پیدا ہوئے آپ نے ان کا خوب محاسبہ کیا۔ بلاشبہ علم و عمل میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔

شوق مطالعہ

آپ اکثر کوئی نہ کوئی کتاب ہاتھ میں لئے پڑھتے رہتے۔ فارغ ہر گز نہ بیٹھتے۔ سستی نام کی کوئی چیز آپ کے قریب نہ پھٹکتی۔ ہمیشہ بیٹھ کر مطالعہ کرتے اور جو بھی پڑھتے مکمل توجہ اور کامل انہماک سے پڑھتے۔ بیماری میں بھی مطالعہ بیٹھ کر ہی کرتے' لیٹ کر پڑھنے کی عادت قطعاً نہ تھی۔ (بقول فاضل دوست صاحبزادہ حافظ عمران عریف) کہ جب والد صاحب پڑھ رہے ہوتے تو آس پاس کی ذرا بھر آپ کو خبر نہ ہوتی۔ بعض دفعہ گھر والوں سے کوئی یا کوئی ملاقاتی اپنے کسی کام کیلئے آجاتا تو اپنے پاس کھڑے کسی شخص کی ہرگز خبر نہ ہوتی تاوقتیکہ آنے والا خود آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کرتا۔ یہی وجہ تھی جو کچھ پڑھتے آپ کو استحضار ہوتا۔ ہر سائل کو بادلائل مطمئن کر دیتے۔ بلاشبہ آپ ایک بہت بڑے عالم دین تھے۔ ایسے ہی عالموں کے بارے میں کسی نے کہا ہے **موت العالم موت العالم** عالم کی موت جہان کی موت ہے۔

زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ

ایک دفعہ کسی جماعتی میٹنگ سے فارغ ہو کر آپ کے ساتھ آپ کی مسجد سے ملحقہ دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اکثر علماء جا چکے تھے۔ چند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک باقی تھے۔ حضرت اس وقت بڑے خوشگوار موڈ میں تھے باتیں کچھ گھوم گھام کر میری مسجد کی طرف آگئیں۔ فرمانے لگے جب میں پڑھتا تھا اس وقت اپنے دوستوں کے ساتھ حافظ آباد روڈ کی طرف سیر کرنے کیلئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کیا ہوا آپ کی مسجد کے پاس (مسجد ربانی باغبانپورہ) جو جناح روڈ ہے وہاں پہلے صاف پانی کی چھوٹی سی نہر ہوا کرتی تھی۔ ہم بھی بھی وہاں نہایا کرتے تھے۔ آپ کی مسجد کے پاس ہی حنفیوں کی مسجد ہے۔ ایک دن ہم نہا کر فارغ ہوئے تو مغرب کی اذان شروع ہوگئی میں نے ساتھیوں سے کہا چلو آج اسی مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ہم اہلحدیث طالب علم جماعت کے ساتھ شریک ہوگئے۔ جب امام نے کہا ولا الضالین ہم نے اہلحدیث کے روایتی بچوں کی طرح بہت اونچی آواز میں کہا آمین۔ جب امام صاحب نے سلام پھیرا سب ہماری طرف گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ ایک بابا تو تڑپتا ہوا زمین پر لیٹنے لگا۔ نمازیوں نے جلدی سے بابے کو پکڑا اور پوچھا بابا جی کیا ہوا؟ کہنے لگا ہائے مجھے آمین لڑ گئی۔ ہائے مجھے آمین لڑ گئی۔ میں نے عرض کیا حضرت پھر آپ نے کیا کیا؟ فرمانے لگے کرنا کیا تھا؟ ہم نے یہ منظر دیکھا اٹھے اور مسجد سے باہر آ گئے۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کو چاہیے تھا کہ نمازیوں کو مشورہ دیتے کہ بابے کو فقہ کا ٹیکہ لگواؤ۔ یہ بڈھا ٹھیک ہو جائے گا اس کو نبی علیہ السلام کی سنت لڑ گئی ہے۔ حضرت یہ سن کر ہنسنے لگے۔ افسوس نبی علیہ السلام کی سنت کے ساتھ احناف کی یہ عداوت اور نفرت یقیناً اللہ کے ہاں قابل گرفت ہوگی۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

سادگی

زندگی بھر پُر تکلف لباس باوجود فراخی کے کبھی زیب تن نہ کیا۔ لباس سادہ، بستر سادہ اور گھر سادہ۔ ایک دفعہ سردیوں کا موسم تھا مجھے آپ کے مکان واقع حاجی پورہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہوا یوں کہ میرے ساتھ ایک مقتدی کا ایک مسئلہ پر اختلاف ہو گیا۔ وہ بزرگ درسِ قرآن میرا سنتے لیکن جمعہ حضرت کے پیچھے پڑھتے اور حضرت کے دوستوں اور مداحوں میں سے تھے۔ مجھے کہنے لگے آئیں مولانا سے یہ مسئلہ پوچھتے ہیں۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اسکے ساتھ حضرت کے مکان پر حاضر ہوا۔ سردیوں کی شام ڈھل رہی تھی۔ خنکی آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔ کہ ہم دونوں حضرت کے مکان پر آئے دستک دی۔ حضرت کی کڑکتی ہوئی آواز آئی کون ہے؟ ہم نے اپنا تعارف کرایا۔ تو فرمانے لگے اوپر ہی آجائیں جب ہم اوپر گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک سادہ سا لحاف اوڑھے لیٹ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھا تو میری آنکھیں بھر آئیں کہ اس بزرگ نے اسوہ رسول علیہ السلام کو اپنایا ہوا ہے۔ کروڑوں میں کھیلتے آپ کے مقتدی ہزاروں علماء آپ کے شاگرد، شہر کی سب سے بڑی مسجد کے خطیب ایک بہت بڑے جامعہ کے مہتمم وبانی اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر اور سرپرست مگر گھر کا ماحول اتنا سادہ۔ خیر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کیا کہ حضرت آپ اتنی جلدی لحاف اوڑھے لیٹ گئے ہیں۔ فرمانے لگے سردی سے بوڑھا آدمی ہوں اس شام سے میں آپ کا اور زیادہ گرویدہ ہو گیا۔ میں نے یہ نوٹ کیا اس بندہ خدا کے قول و فعل میں تضاد نہیں جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے۔ منافقت کی زندگی سے مبرا و امیرانہ رہن سہن سے مستغنی سادہ مگر باوقار زندگی کا مالک ہے۔

اہلحدیث بھائیوں اور جلسوں سے محبت

آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس مینار پاکستان لاہور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اپنے اہلحدیث بھائیوں کو جمع کر کے دیکھ لوں۔ آج اللہ نے میری یہ خواہش پوری کر دی۔ اہلحدیث کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھ کر حضرت شیخ کے رب کے حضور اظہار تشکر میں آنسو رواں ہو گئے۔ اس لئے کہ آپ کو اپنے اجتماعات دیکھ کر بے پناہ خوشی ہوتی تھی۔ ان اجتماعات کو کامیاب بنانے کیلئے بذات خود اور اپنے رفقاء کار کو ایڑھی چوٹی کا زور لگانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی کسی کانفرنس یا جلسے کا پروگرام مرتب کرتے تو ایک ٹیم ترتیب دیتے جو شہر بھر کی مساجد کا دورہ کرتی۔ درس القرآن کے ساتھ ساتھ لوگوں کو جلسوں میں کانفرنسوں میں شرکت کرنے کی ترغیب دی جاتی۔ لوگوں کو اس کی اہمیت، جماعتی حمیت و غیرت اور اس کے نتائج سے آگاہ کیا جاتا۔ اس ٹیم میں خاکسار کے علاوہ شہر کے جید علماء و خطباء شریک ہوتے۔ لاہور کانفرنس کے بعد حضرت کی طبیعت خراب رہنے لگی۔ یہاں تک کہ آپ مستقل صاحب فراش ہو کر رہ گئے۔ اسی اثناء میں ساہیوال اور ملتان کی کانفرنسیں آگئیں۔ ساہیوال اور ملتان کانفرنس کی پبلسٹی کیلئے ہم نے اشتہار، سٹیکرز، بینرز کے علاوہ شہر بھر کی مساجد کا خصوصی دورہ کیا۔ درس قرآن کے ساتھ ساتھ کانفرنس میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دی۔ اکثر احباب جماعت نے دامے درمے سخنے اس کار خیر میں حصہ ڈالا۔ کانفرنس سے دو دن پہلے جب شہر میں ہم اپنا آخری پروگرام کر چکے میں نے بھائی عمران عریف سے گزارش کی کہ حضرت شیخ صاحب سے ملنا چاہیے۔ آپ کو کانفرنس کے اشتہار، سٹیکرز، بینرز دکھانے چاہیے اور اپنی کارکردگی کی رپورٹ حضرت کی خدمت میں پیش کرنی چاہیے۔ رات کافی گزرنے کے باوجود علماء کا وفد حضرت کے گھر پہنچا۔ شدید علالت نے آپ کو بہت نحیف کر دیا تھا۔ اس کے باوجود حضرت اٹھے اور ہمارا کام دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ اسٹیکر اشتہارات ایک ایک کو دیکھتے۔ ہم نے ساری تفصیلات آپ کے سامنے رکھیں اور دعا کی درخواست کی اور آنکھوں میں آنسو لئے اٹھ آئے۔ اللہ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے اور خدماتِ جلیلہ کا صلہ آپ کو جنت الفردوس کی صورت میں عطا فرمائے۔ امین

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم سانحہ

از قلم:
حضرت مولانا ابوانس
محمد یحییٰ گوندلوی ساہوالہ سیالکوٹ
شارح صحیح سنن الترمذی

اس امر میں کسی کو نہ اختلاف ہے نہ انکار اور نہ ہی کبھی اس بارہ میں دو آراء ہوتی ہیں کہ جو بھی دار الفناء میں آتا ہے اس نے بالآخر ایک روز دار البقاء کی طرف کوچ کرنا ہے کل نفس ذائقة الموت لیکن کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے اٹھ جاتے سے ایک فرد کا اٹھ جانا نہیں ہوتا بلکہ پوری قوم اس صدمے سے دوچار ہوتی ہے۔ اس ایک کے چلے جانے سے شمع محفل گل ہو جاتی ہے ان ہی شخصیات میں سے دور حاضر کی ایک عظیم اور عبقری شخصیت شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی تھی۔
حضرت شیخ الحدیث کی موت کا حادثہ ایک عظیم حادثہ ہے جس سے صرف ان کے اہل خانہ اور خاندان ہی غم اور صدمہ سے دوچار نہیں ہوا بلکہ تمام سلفی حضرات کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ اور نا قابل برداشت صدمہ ہے

فما كان قيس هلكه هلك واحد ولكنه بنيان قوم تهدما

بلاشبہ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا محال نہ سہی لیکن مشکل ضرور ہے کیونکہ ایسی شخصیات جو ہمہ اوصاف سے متصف ہوں روز مروز پیدا نہیں ہوتیں مرحوم ان چند نادر شخصیات میں سے تھے جن کی زندگی کا طویل عرصہ کتاب و سنت کی اشاعت و ترویج میں گزرا فتقبل الله سعيه

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا شمار اپنے دور کے فحول' قابل اعتماد اور راسخین فی العلم میں ہوتا ہے وہ اپنے علم و فضل اور مرتبت و منزلت کے لحاظ سے اس کے مستحق تھے ان کا شمار ارباب علم و فضل میں ہو۔ حضرت الشیخ کو تدریس و خطابت میں یکساں بدرجہ اتم مرتبہ و مقام حاصل تھا وہ جہاں ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق مدرس تھے وہاں ایک نامور خطیب بھی تھے ان کا خطاب اسقدر موثر اور دلنشیں ہوتا کہ ہر کس و ناکس کے دل و دماغ میں اتر جاتا مختصر پیرائے میں بات سمجھانے میں ان کو کمال حاصل تھا گویا کہ بات سمجھانی ان کی طبیعت کا خاصا تھا جب کلام کرتے تو پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ کرتے اور اپنے موقف کو ثابت کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے اور اسے پوری قوت کے ساتھ منوا لیتے۔ اپنے کلام کا آغاز جس موضوع سے کرتے اس پر نقلی اور عقلی دلائل کے انبار لگا دیتے۔ سامعین حضرت شیخ کے کلام میں روانی' سلاست' فصاحت اور بلاغت سے ششدر رہ جاتے ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ ان کا خطاب نہایت سادہ زبان میں ہر قسم کے تصنع اور تکلفات سے پاک ہوتا تھا اہلحدیث اور دیگر مذاہب کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں ان میں سے جب کسی ایک مسئلہ پر گفتگو کرتے تو ایسے معلوم ہوتا جیسا کہ ان کے ذہن میں کمپیوٹر نصب ہے جسمیں فریقین کے دفاتر کے دفاتر محفوظ ہیں۔ موصوف رحمہ اللہ کے رویہ میں مسلک کے بارہ میں ذرہ برابر لچک نہ تھی اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ مسلک کے بارہ میں تعصب کا شکار تھے نہیں بلکہ ہر دو فریقوں کے دلائل پر محدثانہ اور فقیہانہ انداز میں گفتگو کرتے جس سے مسئلہ کی حقیقت خود بخود روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی۔ اسمیں شک بھی کیا ہے کہ مختلف فیہ مسائل میں مضبوط اور پختہ موقف بحمد اللہ اہلحدیث کا ہی ہے کیونکہ ان کے پاس کتاب وسنت کے دلائل ہیں جسکی وضاحت مولانا عبدالحی لکھنوی نے امام الکلام میں مفصل فرما دی۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ایک بار جامع مسجد اہلحدیث چوک نیائیں گوجرانوالہ میں فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر مقالہ کی صورت میں ایک درس دیا تھا جو ان کا ایک تاریخی درس تھا جسمیں عوام کے علاوہ علماء کی بھی کثیر تعداد موجود تھی جسمیں انہوں نے اپنے موقف میں دلائل کے انبار لگا دیے تھے اور فریق مخالف کے دلائل پر نہایت علمی اور اصولی بحث کی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ فریق مخالف کے دلائل ھباءً منثورا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اس مقالہ میں مرحوم نے ایک دلچسپ بات یہ بھی بیان فرمائی کہ احناف کے بعض اکابر نے اپنے بعض ہم مشرب اور پیروکاروں کو یہ وصیت کی ہے کہ مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر اہلحدیث سے کبھی مناظرہ نہ کرنا کیونکہ اس سے اہلحدیث کو فائدہ اور ہمیں نقصان پہنچتا ہے۔ مسلک کی اشاعت اور ترویج میں حضرت الشیخ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

مرحوم کی زندگی کا مشن ہی مسلک کی ترویج واشاعت تھا اور وہ ساری عمر اسی کی آبیاری کرتے رہے۔ حضرت شیخ نے اس مشن کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ تدریس وتبلیغ کے ذریعے اسمیں ہزاروں افراد کو شامل کیا۔ تدریس کے ذریعہ ہزاروں شاگرد پیدا کئے جو علم وفضل سے آراستہ وپیراستہ ہو کر شب وروز دین حق کی خدمت میں مصروف ہیں۔ عام دروس کے ذریعے نہ معلوم کتنے ذھنوں کو مرصع کیا اور ان کے دروس سے کتنے لوگوں نے جلا پائی اسیطرح انہوں نے علم کے حجاب کو دور کرنے کے لئے ایک علمی مجلس (مجلس علماء اہلحدیث) قائم کی جس کا فائدہ یہ ہوا کہ تقدم علمی کی طرف جو ذھان میں حجاب اور شرمیلا پن تھا وہ ختم ہوا اور نوجوان علماء میں تقدم علمی کی طرف جسارت اور جرات پیدا ہوئی اور تحقیق وجستجو کے دروازے کھلے۔

اس مجلس علمی کے تحت ہر ماہ مختلف موضوعات پر علمی اور تحقیقی مقالات پیش کئے جاتے مقالہ کے اختتام پر سب کو اس پر اعتراض کرنے کی کھلی اجازت ہوتی جو چاہتا بلا جھجک اعتراض کرتا اور مقالہ نگار اس اعتراض کو رفع کرتا حضرت شیخ اس مقالہ کے اختتام پر پر مغز اور علمی نقد یا تبصرہ فرماتے اور جو اسمیں کمی ہوتی اسے پورا کرتے۔ الغرض حضرت الشیخ اپنے دور کے یکتا تھے جن میں اللہ نے بہت سے اوصاف ودیعت کئے تھے

خدا مغفرت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

★

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: حافظ محمد عثمان مدنی

موت اتنی بڑی حقیقت ہے کہ جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا' دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے اٹھ جانے سے چند افراد متاثر ہوتے ہیں لیکن بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی رحلت سے ایک زمانہ متاثر ہوتا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان) کی رحلت ایک ایسا ہی سانحہ ہے جس کا غم اہل توحید کے دلوں میں تادیر جاگزیں رہے گا۔ دراصل شیخ الحدیث مرحوم کا نام زبان پر آتے ہی ایک وسیع النظر عالم' بلند پایہ خطیب' دور اندیش سیاسی رہنما' نامور مفتی اور کہنہ مشق استاد کا تصور ذہن میں آجاتا ہے۔ مولانا مرحوم درویش صفت عالم' منکسر المزاج داعی' علم وعمل کے پیکر اور صاف دل انسان تھے۔ انکی زندگی تکلف اور تصنع سے پاک اور خوش طبعی کی آئینہ دار تھی۔

یہ کس قدر سعادت کی بات ہے کہ مرحوم نے اپنی پوری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ' درس وتدریس' دعوت وارشاد اور کتاب وسنت کی اشاعت وترویج کے لئے وقف کئے رکھی۔ ہر روز نماز فجر کے بعد ان کا درس قرآن نہایت عالمانہ' فاضلانہ اور محدثانہ ہوتا تھا شہر کے گوشے گوشے سے اہل توحید کھنچے چلے آتے تھے جس نے ایک بار آپ کا درس سن لیا پھر وہ ہمیشہ کے لئے آپ کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوکر رہ جاتا تھا صبح کے درس کا منظر دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ توحید وسنت اور علم وحکمت کے موتی لٹا رہے ہیں اور اہل ذوق انہیں سمیٹ رہے ہیں انہوں نے کئی بار اپنے درس میں قرآن پاک ختم کیا۔ مسائل کے افہام وتفہیم کا انہیں خوب ملکہ حاصل تھا۔ مشکل سے مشکل مسائل کی گتھیاں بڑے آسان انداز میں سلجھا دیتے تھے درس کے آخر میں سوال وجواب کا سلسلہ تادیر قائم رہتا جس سے سامعین بے حد مستفید ہوتے۔

مولانا مرحوم اپنے خطبہ جمعہ میں جہاں دینی احکام ومسائل شرح وبسط کے ساتھ بیان فرماتے وہاں حالات حاضرہ پر بھی ان کا تبصرہ بڑا جاندار ہوتا۔ سیاست سے دلچسپی رکھنے والے احباب ان کے بے لاگ تبصروں سے بڑی رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ حکمرانوں کی غلط روش اور پالیسیوں کو بڑی جرات کے ساتھ نشانہ تنقید بناتے تھے۔

ایک خطبہ جمعہ میں وہ بڑے درد دل کے ساتھ یہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان کی تحریک حادثات سے لبریز ہے مگر ہم نے ان سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ہندو فوج نے چڑھائی کرکے حیدرآباد دکن فتح کرلیا' جونا گڑھ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل چکا' کیا تمہارے اندر اپنی تاریخ دہرانے کا کوئی جذبہ' کوئی ولولہ اور کوئی حسرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود نہیں ہے پاکستان بنا تو تم سمجھ گئے کہ ہم امن میں آ گئے ہیں حالانکہ تمہارے سامنے بیشمار مسائل ہیں جو تمہیں للکار رہے ہیں۔ کشمیر پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ سیاچن پر اپنی فوجیں بٹھا رکھی ہیں تمہارے دریاؤں کا رخ موڑ دینا چاہتا ہے۔

حیدر آباد' جونا گڑھ اور کشمیر ہمارے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ کس قوم کا ہے؟ جس قوم کے اندر زندگی کی رمق باقی ہو جس قوم کی اپنی تاریخ پر گہری نظر ہو لیکن جس قوم میں خواہشات کی پیروی اور نفس کی غلامی ہو وہ قوم کسی میدان میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بقول شاعر

غم آرزو کا حسرت سبب کیا بتاؤں
مری ہمتوں کی پستی مرے شوق کی بلندی

یاد رکھیں کہ مسلمانوں کے اندر وہی جذبات اور وہی ولولے ابھرنے چاہیں جو مکہ چھوڑتے وقت صحابہ کرامؓ کے اندر موجود تھے۔۔۔۔۔

• مولانا مرحوم کچھ عرصہ سے علیل چلے آ رہے تھے پیرانہ سالی کی وجہ سے متعدد عوارض دامن گیر تھے۔ بستر علالت سے گہری آشنائی کے باوجود دینی' جماعتی اور ملی امور سے بالکل لاتعلق نہ ہوتے تھے اپنے ڈاکٹر کے مشورہ کے لئے آپ جب کبھی تشریف لاتے تو جماعت کے مرکزی دفتر واقع 106 راوی روڈ ضرور قدم رنجہ فرماتے اور دفتر کی تعمیر نو اور رفتار کار کا جائزہ لیتے ضروری مشورے بھی دیتے۔ وہ علاج معالجہ میں بڑے محتاط تھے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر وہ وقت آ پہنچا جسمیں لمحہ بھر کی بھی تعجیل و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ آپ 28 اپریل کی صبح کو مقامی ہسپتال میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کی روح فرسا خبر ٹی وی اور ریڈیو پر نشر ہوگئی دور دراز علاقوں سے احباب جماعت گوجرانوالہ پہنچنا شروع ہو گئے اور ہر شخص کی زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کی صدا اور مغفرت کی دعا تھی۔ شام پانچ بجے شیرانوالہ باغ میں نماز جنازہ ادا کی گئی ہزاروں لوگ شریک ہوئے امامت کے فرائض علامہ پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے انجام دیے قبرستان کلاں میں حضرت العلام محدث گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کی قبروں کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی جب مرحوم کا چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ان کے مطمئن اور پرسکون چہرے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں رحمان و رحیم کی طرف سے یہ خوشخبری مل چکی ہے

یاایتھاالنفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي .

اگر چہ آج شیخ الحدیث مرحوم ہم میں موجود نہیں لیکن جب تک مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اور جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوجرانوالہ قائم ہیں ان کا کام پیغام اور نام زندہ رہے گا حکیم سنائی نے کیا اچھا کہا

قرنہا باید تا یک سنگ خارا ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

ماہنامہ "خیرالبشر" لاھور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا محمد عبد اللہؒ بھی چل بسے!

تحریر۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب عزیز ڈاھروی

مرکزی جمعیت الحدیث پاکستان کے سرپرست اعلیٰ' ملک کی معروف علمی اور 'دینی درسگاہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے مہتمم شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبد اللہ 28 اپریل 2001ء کو مقامی ہسپتال گوجرانوالہ میں طویل علالت کے بعد اس جہانِ فانی کو الوداع کہہ گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ ایک بلند پایہ عالم دین' مفسر قرآن' محدث' مدرس' مفکر' دانشور اور ایک سیاسی قائد کی حیثیت سے پورے ملک میں مشہور تھے۔ انہوں نے چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کی گوجر برادری میں 18 مارچ 1920ء کو جنم لیا۔ آپ کے دادا علم الدین مرحوم قرآن مجید کے حافظ اور درویش صفت انسان تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سکھانے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ جب مولانا مرحوم نے 1933ء میں مڈل کلاس کا امتحان پاس کیا تو آپ کے دادا جان نے انہیں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں دینی تعلیم کے حصول کیلئے داخل کروادیا۔ انہوں نے جامعہ محمدیہ میں عصر حاضر کے محدث شیخ الحدیث حضرت حافظ محمد گوندلویؒ' شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی جیسے نابغہ روزگار اساتذہ کرام سے تعلیمی مدراج طے کیے۔

پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیے۔ جامعہ سے دورہ حدیث مکمل کرنے کے بعد 1940ء کو اپنے مشفق استاذ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وساطت سے بھارت کے ندوۃ العلماء لکھنو میں داخلہ لیا۔ وہاں آپ کو سید سلیمان ندوی جیسے مشفق' فقیہہ حلم و علم کے پیکر استاد میسر آئے۔ لکھنو سے دو سالہ کورس مکمل کرنے کے بعد 1944ء میں جامعہ محمدیہ میں مدرس اور دال بازار کی مسجد اہلحدیث میں خطابت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اپنی علمی قابلیت اور اعلیٰ ذہانت و فطانت کی وجہ سے پورے علاقے میں مشہور ہو گئے۔ 1947ء میں تحریک آزادی کے دوران آپ مسلمانوں کی عزت و عصمت کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ مہاجرین کی دیکھ بھال اور شہداء کی تدفین جیسے معاملات میں پیش پیش رہے۔ ایوب خان کے دور میں جب حکومت نے خطباء کو تربیت دینے کیلئے کوئٹہ میں اکیڈمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کر کے اس میں ریفریشر کورس کا اہتمام کیا۔ جس میں تمام مسالک میں سے صرف 25 علمائے کرام کو داخلہ ملا۔ اہلحدیث کی طرف سے آپ کو داخلہ ملا۔ تین ماہ ٹریننگ کے بعد جب امتحان ہوا تو مولانا محمد عبداللہ نے تمام علمائے کرام میں اول پوزیشن حاصل کی۔

1968ء میں جب شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی وفات ہوئی تو ان کی جگہ آپ نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جمعیت' خطابت او جامعہ محمدیہ کی ذمہ داریوں کو بخوبی سرانجام دیا۔ جمعیت اہلحدیث کو کام کی لگن وفکر کی ایک نئی راہ پر گامزن کر دیا۔ مرحوم دومرتبہ جمعیت اہلحدیث کے امیر منتخب ہوئے اس دوران انہوں نے ملک بھر کی بڑی بڑی کانفرنسوں واجتماعات سے خطاب کرنے کے ساتھ ساتھ سعودی عرب' کویت' عراق' اردن' انگلینڈ' شام اور دیگر ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ جماعتی ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے پچاس سال تک علم حدیث کا درس دیا۔ آپ کے ہزاروں میں تلامذہ' علمائے کرام اور حفاظ عظام کی صورت میں دنیابھر میں قرآن وسنت کی اشاعت وترویج میں مصروف ہیں۔ تحریکِ ختم نبوت' تحریک نظام مصطفیٰ میں انہوں نے مولانا مفتی محمود' مولانا شاہ احمد نورانی' سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی' علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسے نامور علمائے کرام کے شانہ بشانہ کام کیا۔

ایک جریدے نے ایک انٹرویو کے دوران ان سے سوال کیا کہ بحیثیت مجموعی پوری قوم کی اخلاقی حالت دگرگوں ہے یہ کیسے بہتر ہوسکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ اخلاق کا دارومدار تین چیزوں پر ہے۔ جب تک آدمی ان میں مضبوط نہیں ہوگا اخلاق بہتر نہیں ہوسکتا۔ توحید باری تعالیٰ' رسالت اور عقیدہ آخرت پر کامل ایمان' آج ہمارے معاشرے میں نہ توحید خالص ہے نہ رسالت کا صحیح تصور رہ گیا ہے۔ اور یوم آخرت کی فکر سے تو لوگ بے فکر ہو چکے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ نے سب سے پہلے ان تینوں عقائد کو مضبوط بنایا تھا۔ آخرت پر ایمان مضبوط ہونے کی وجہ سے توحید ورسالت کے عقائد بھی درست ہوتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ نے آخرت کے متعلق ہمیں اس انداز میں تعلیم دی کہ آخرت پر ہمارا ایمان اس قدر پختہ ہوچکا تھا کہ اگر دوزخ کا ہمیں مشاہدہ کرا دیا جاتا تو بھی ہمارے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوتا۔ یہ عقائد پختہ ہونے کی وجہ ہی تھی کہ ان کا اخلاق اس قدر بلند تھا کہ اگر ان میں سے کسی سے کسی قسم کی کوئی غلطی سرزد ہوجاتی تو خود ہی اس کا اعتراف کر کے سزا کے طالب ہوجاتے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کی اطاعت ان کا مقصد زندگی تھا۔ جب تک ہم بھی ان بنیادی عقائد پر پختہ یقین نہیں کر لیتے اس وقت تک ہماری اخلاقی حالت سنور نہیں سکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبداللہؒ گوجرانوالہ

تحریر: جناب علیم ناصری

پھر ایک رہنما کا جنازہ اٹھا ہے آج ماحول ہے ملول تو برہم فضا ہے آج
ہیں اقربا الم زدہ' احباب کو ہے رنج ہر اک کو تھا عزیز وہ مرد دقیقہ سنج
وہ عالم و معلم و سیاسِ نکتہ داں پیری میں بھی جماعت حقہ کا دیدباں
مرد خلیق و راہنمائے شفیق تھا ہر معرکے میں اپنے سلف کا رفیق تھا
پیر جواں سرشت' جوانوں کا سرپرست مردِ بلند فکر' زعیم کشادہ دست
توحید کا نقیب تو سنت کا جاں نثار ملت کا درد مند' وطن کا وہ پاسدار
شب زندہ دار زاہد و عبادِ صبح و شام اور تشنگانِ علم کا دریائے فیض عام
وہ نام اور کام کا عبد الٰہ تھا تنہا وہ اپنی ذات میں اک درسگاہ تھا

اللہ اس پہ عفو کا ہر باب وا کرے
اپنے کرم سے خلد کا گلشن عطا کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراج عقیدت بروفات شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

کاوش فکر : جناب عبدالرحمٰن عاصم ایم اے۔ بی ایڈ مانچھوں

وہ تھے اسم با مسمّٰی وہ تھے عبداللہ جری
بات کہہ دیتے تھے منہ پر جو بھی ہوتی تھی کھری

وہ جیے جب تک جہاں میں نیکیاں کرتے رہے
علم و حکمت سے جہاں کی جھولیاں بھرتے رہے

وہ محدث ' وہ معلم وہ مقرر بے بدل
مونس و غم خوار ملت وہ مفکر بے مثل

عظمت رفتہ کی گم شدگی ستاتی تھی انہیں
ملت بیضا کی پستی خوں رلاتی تھی انہیں

تلملاتے اس پر وہ آنسو بہاتے تھے بہت
فکر ہر مسلم کو وہ اس کا دلاتے تھے بہت

عالم اسلام یکجا ہو یہ ان کا خواب تھا
وہ تڑپتا رہتا تھا جوں ماہیٔ بے آب تھا

خدمت دیں میں گزاری اپنی ساری زندگی
اس بنا پر رب کے ہاں مل جائے گی تابندگی

جسم خاکی ان کا جوں نظروں سے اوجھل ہو گیا
غم کی شدت سے دل حساس بوجھل ہو گیا

ایک عالم کا ہے مرنا گویا عالم کی ممات
ایسا عالم جس پر خود نازاں ہوئی جائے حیات

وہ تھے میدانِ خطابت کے انوکھے شہسوار
ان کی تقریر ہوتی تھی بڑی شاہکار

دنیوی ہر چیز فانی ایک رب کو ہے بقا
چل بسے سب پیر و پیغمبر نہ کوئی بھی رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت کا جو وقت لکھا ہے کہاں وہ ٹل سکے
سامنے اس کے کسی کا چارہ کیا پھر چل سکے

ان کی یادیں ملنے والوں کو بہت تڑپائیں گی
بن کے آنسو خون کے آنکھوں سے بہتی جائیں گی

رب کی مرضی کو خوشی سے مان لینا چاہئے
ہے اسی میں فائدہ یہ جان لینا چاہئے

کر خطائیں معاف ساری ان کے درجے کر بلند
ان پہ کر رحمت کی بارش ہو سکیں یوں ارجمند

ان کے حق میں کر رہا ہے دل سے عاصمؔ یہ دعا
اپنا قرب خاص ان کو کر دے اے مولا عطا

آہ! شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

بشیر انصاری، ایم۔اے

تھی اس کی اداؤں میں بھی رعنائی افکار
بے لوث تھا کردار تو مرغوب تھی گفتار
باطل کے لئے تھا وہ برستی ہوئی تلوار
تھا دین محمدؐ کا دل و جاں سے فدا کار
طاغوت کے حق میں تھا وہ اک گرز گراں بار
بے دین کو لرزاتی تھی اس شیر کی للکار
ہم سب کی دعا ہے یہی ہاتھوں کو اٹھا کر
یا رب انہیں جنت فردوس عطا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد سعید وساویوالا

مرعوب کر سکی نہ کسی کی نگہ اسے

(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ کی یاد میں)

میں اس کی ضو فشانی کو کیا نام دوں بھلا
روشن دیا تھا جیسے کسی شبستان میں

بلبل چہک رہا تھا خوشا ! مرغزار میں
اک گل مہک رہا تھا خوشا گلستان میں

وہ مدرسے کا شیخ ' خطیب اور رہنما
اس کا بڑا مقام تھا بزمِ جہان میں

قدرت نے اس کو دی تھی وہ تاثیرِ گفتگو
جیسے کہ سوز ہو سحری کی اذان میں

میں ڈھونڈتا ہوں آج بھی وہ بانگِ دل نواز
ڈوبا ہوا ہوں آج بھی سحر بیان میں

بدعت ہو یا کہ شرک ہو خوار و زبوں رہے
مرزائیت تڑپتی رہی قادیان میں

خاموش رہ سکا نہ وہ باطل کے سامنے
پیکار ہو تو تیغ چھپے کب میان میں

اسلاف کے خلوص کا زندہ نمونہ تھا
ہم جس کو اپنے پاتے ہیں خواب و گمان میں

ہم رو رہے ہیں رونے میں تاثیر ہی نہیں
اتنا تو ہو شگاف پڑے آسمان میں

پیری میں بھی تھا رکھتا جوانوں کا حوصلہ
ہمت تھی قائم اس کے سبب کاروان میں

بے خوف و بے نیاز رہا وہ تمام عمر
پڑھتا رہا قصیدے محمدؐ کی شان میں

تھا یاد حرف "مزرعة الآخرة" اُسے
مرعوب کر سکی نہ کسی کی نگہ اُسے

☆: حدیث مبارکہ "الدنیا مزرعة الآخرة" یعنی دنیا میں آخرت کی کھیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ ! شیخ الحدیثؒ

جناب: مولانا عاصم فیروز پوری

وہ جس کو "کل نفس ذائقۃ الموت" کہتے ہیں
یہ ہے وہ مرحلہ جس کو کہ سب انسان سہتے ہیں
بچا اب تک نہیں ہے موت کے انجام سے کوئی
نہیں غافل "علیھا فان" کے پیغام سے کوئی
ہمارے شیخ بھی اس موت کی آغوش میں پہنچے
یہ دنیا چھوڑ کر وہ وادیٔ خاموش میں پہنچے
جو خدمت دین کی وہ کر گئے ہیں زندگانی میں
نہیں ہے بھولنے والی وہ اس دنیائے فانی میں
وہ عالم با عمل تھے سنت و قرآں کے شیدائی
عمل کی دولت بیدار ان کے ہاتھ تھی آئی
وہ ہم کو دے گئے توحید کی تعلیم مولانا
یہ فرمایا کہ ہم سب کو ہے حق کے رو برو جانا
دعا ہے مغفرت حضرت کی رب پاک فرمائے
انہیں فردوس میں وہ رتبہ عالی پہ پہنچائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار تعزیت

منجانب پاکستان مسلم لیگ سعودی عرب

جدہ :۔ پاکستان مسلم لیگ سعودی عرب کا ایک غیر معمولی اجلاس مرکزی صدر قاری شکیل احمد صدیقی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سرپرست اور جامعہ محمدیہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے حزن و ملال کا ظہار کیا گیا۔ مسلم لیگ سعودی عرب کے ذمہ داران اور کارکنان نے مولانا محمد عبداللہ کی دینی و ملی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور ان کی رحلت کو عالم اسلام اور پاکستان کے لئے ایک بڑا صدمہ قرار دیا۔ نیز دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اجلاس میں ذمہ داران اور کارکن بھاری تعداد میں شریک ہوئے۔

اظہار تعزیت

مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ

"شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب کی وفات مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ اور ادارہ صراط مستقیم کے نزدیک ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہایت مشکل ہے' آپ نے ایک طویل عرصہ تک جمعیت اہلحدیث پاکستان کے پلیٹ فارم سے مسلک اہلحدیث کی جو دینی و علمی خدمات انجام دی ہیں اور جماعت کو اپنی اعلیٰ قائدانہ صلاحیت کے ذریعے متحد و منظم رکھنے کے لئے جو کوششیں کیں اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں آپ کو جگہ عطا فرمائے۔ اس موقع پر جمعیت اہلحدیث برطانیہ اور ادارہ صراط مستقیم' مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اور مولانا کے اہل خانہ اور لواحقین سے اپنے دلی افسوس اور غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کی وفات حسرت آیات پر

مرکزی رہنماؤں کے تاثرات

ابن حسن کے قلم سے

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس بتاریخ 20 مئی 2001 بروز اتوار مرکزی دفتر 106 راوی روڈ لاہور میں امیر محترم پروفیسر ساجد میر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں دوسرے امور کے علاوہ مرکزی رہنماؤں نے سرپرست اعلیٰ مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (مہتمم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ) کی وفات حسرت آیات پر جہاں آپ کی رحلت کو جماعتی و مسلکی حوالے سے ایک عظیم نقصان قرار دیا وہاں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کی مسلک و جماعت کیلئے لازوال اور بیش قیمت خدمات کو زبردست خراج تحسین بھی پیش کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ جماعت اور مرحوم کے پسماندگان اور دوسرے ساتھیوں کو ان کے چھوڑے ہوئے نیک منصوبے جاری و ساری رکھنے کی توفیق سے نوازے۔ بقول شاعر

ثم جزاک اللہ عنی اذ جزی
جنت عدن فی السمٰوٰت العلی

امیر محترم پروفیسر ساجد میر

انہوں نے اپنے تاثرات اور جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث نے زندگی بھر مسلک و جماعت کی بے پناہ خدمت کی۔ وہ شروع سے ہی ان لوگوں میں شامل تھے جو جماعت میں حرکت و عمل کے قائل تھے۔ جماعتی استحکام' مضبوطی اور اس کے کام میں تیزی کے خواہاں تھے۔ اس کیلئے انہوں نے اپنی پوری ہمت سے جدوجہد کی اور اپنا ہر طرح کا تعاون بھی پیش فرمایا اور یہ تعاون خواہ مالی ہو یا افرادی' یا تنظیمی نوعیت کا ہو۔ انہوں نے بہر صورت سرپرستی فرمائی اور راہنمائی کا حق ادا کیا۔

ان سے میرا یہ جماعتی تعلق ربع صدی پر محیط رہا ہے۔ میں نے انہیں بڑے قریب سے دیکھا ہے۔ وہ جماعتی صفوں میں حرکت و بیداری چاہتے تھے۔ جماعتی مفاد میں وہ بے دھڑک بات کیا کرتے اور حقائق کا برملا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ جماعتی اختلافات کے بارے میں وہ باہمی گفتگو اور مذاکرات سے احتراز نہ کیا کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔لیکن اس حوالے سے جب کوئی ٹیبل ٹاک ہوتی تو ہمیشہ اصولوں کو پیش نگاہ رکھتے۔ 1970ء کے اوائل عشرہ میں تنظیمی اختلافات کے حوالے سے ہی ایک اجلاس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں ہوا۔اس اجلاس میں مولانا بدیع الدین راشدیؒ (اللہ ان کے درجات بلند فرمائے) کوامیر اور مجھے سیکرٹری جنرل بنایا گیا۔اس زمانے میں ہم نے شدید گرمی کے موسم میں کام کیا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ واقعی بڑے عالی ہمت ،مضبوط قوت ارادی اور بلند حوصلگی کے مالک ہیں......اور یہ سلسلہ چلتے چلتے فیصل آباد اجلاس تک جا پہنچا۔فیصل آباد کے اس اجلاس میں بہت سے لوگوں کی توقعات کے برعکس نتائج سامنے آئے۔مولانا نے انہیں کھلے دل سے قبول کیا اور ساتھیوں کو بھی ایسا ہی کرنے کا مشورہ دیا۔

آپ سٹیج کے بادشاہ تھے۔ٹیبل ٹاک اور اجلاسوں میں گفتگو کے بڑے ماہر تھے۔انہیں استحضار کامل تھا۔علمی مسائل پر مدلل گفتگو کرتے۔ان کی گفتگو حکمت ودانائی سے پر ہوتی تھی۔اپنی بات کو دلوں میں اتارنے کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔مجلس میں ان کی بات فیصلہ کن ہوتی۔......جماعتی مفاد میں آپ مضبوط موقف رکھتے تھے اور جو لوگ جماعت کے ساتھ مخلص ہیں ان پر مولانا کی شفقت کا انداز کچھ اور ہی ہوتا تھا۔یہ حقیقت ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کے انتقال پر ملال سے جماعت ایک عظیم اور مخلص رہنما سے محروم ہوگئی ہے۔اور جماعتی صفوں میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔مولانا نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کی شہادت پر ایک عربی شعر پڑھا تھا

فما کان قیس هلکه هلک واحد

ولکنه بنیان قوم تهدما

اور یہ شعر حضرت شیخ الحدیثؒ پر بھی پوری طرح صادق آتا ہے۔دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی مسلک و جماعت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظم مرکزیہ میاں محمد جمیل

انہوں نے کہا کہ پورا ہاؤس حضرت مولانا کی جماعتی ومسلکی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے......

بہت سی شخصیات ایسی ہیں کہ جن کے ساتھ بقیۃ السلف کا لفظ ایسا چسپاں ہوا ہے کہ یہ لفظ ان کے نام کا حصہ بن چکا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ بھی انہی شخصیات میں سے ایک ہیں۔کیونکہ آپ بھی زندگی بھر نبوی مشن پر کاربند رہے اور: لا اسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علی الله'' کا مصداق رہے۔آپ ذات کی بجائے جماعت ومسلک کے لئے سرگرم عمل رہے اور جدوجہد کرتے رہے۔

حضرت شیخ الحدیث نے جامعہ و جماعت کیلئے بڑی مخلصانہ کاوشیں فرمائیں آپ کے خلوص اور للٰہیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص امارت کا استحقاق بھی رکھتا ہو۔لوگ انہیں امیر بنانا بھی چاہتے ہوں اور وہ کہے کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں...... یہ تھے سر پرست اعلیٰ مرکز یہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ ۔ آپ واقعی حق گوئی و بے باکی کا نشان تھے۔ آپ جسے حق سمجھتے' اسے برسر مجلس بیان کر دیتے تھے۔ مالی معاملات کو صاف اور شفاف رکھتے۔ جماعتی صفوں میں حرکت وعمل کے خواہاں تھے۔ جب پروفیسر ساجد میر کو امیر بنایا گیا تو آپ نے ان کی عزت کو اپنی عزت سمجھا اور اپنا بھرپور تعاون جاری وساری رکھا۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری سینئر نائب امیر مرکز یہ

حضرت شیخ الحدیث ظاہر و باطن کے صاف اور کھلے تھے۔ جس کا ساتھ دیتے دل وجان سے دیتے۔ آپ پالیسی کے پکے اور عزم کے پہاڑ تھے۔ انہوں نے مسلک کی بے پناہ خدمت کی ہے اور جماعت کیلئے بڑا جاندار وشاندار کردار ادا کیا ہے۔ آپ ساتھیوں کی بے حد قدر کرتے تھے۔ میں ان کی زندگی میں دو مرتبہ بیمار ہوا تو انہوں نے ہر بار میری ڈھارس بندھائی اور مجھے حوصلہ دلایا۔ میں نے حضرت شیخ الحدیث کو حرمین شریفین میں مسلک و جماعت کیلئے بڑے رقت آمیز انداز میں دعائیں کرتے ہوئے دیکھا۔ مسجد قباء میں آپ نے تقریباً 35 منٹ تک دعا کی۔ آپ چھپ کر اور اس انداز میں دعا کر رہے تھے کہ ہونٹ خاموش تھے لیکن آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری تھی۔ اس طرح آپ نے بیت اللہ شریف میں بڑے دلدوز انداز میں دعائیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

مولانا ارشاد الحق اثری

مولانا سلفی مرحوم کے مشن کو آگے بڑھانے' تعلیم و تدریس کے میدان میں جاندار کردار ادا کرنے اور گوجرانوالہ کی جماعت کو سہارا دینے اور اسے مزید آگے بڑھانے میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ نے مولانا اسماعیل سلفی مرحوم کی کمی کو محسوس نہ ہونے دیا۔ یہ ان کے صدق دل اور خلوص عمل کی نشانی ہے۔ انہوں نے جو موقف اختیار کیا دلائل پر پوری طرح نظر کر کے اسے اختیار کیا اور پھر اس پر ڈٹ کر اور آخر تک اسے نبھا کر دکھایا۔ انہوں نے حق وصداقت کو بڑی جرأت اور بہادری سے بیان کیا۔ وہ جسے حق سمجھ لیتے' دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس مشن سے ہٹا نہ سکتی تھی۔

جماعتی اور گوجرانوالہ کی تنظیمی صورتحال میں مولانا کی مثال کوئی اور نہیں۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ان کے ایسے ہی اعمال حسنہ کی بنا پر بہترین سلوک فرمائے گا۔ ان شاء اللہ...... میں نے گوجرانوالہ کی تنظیمی صورتحال پر مولانا سے دو مرتبہ گفتگو کی انہوں نے سلفی مرحوم کی طرح اسے اللہ کے ہی سپرد کیا اور کہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ بہتر فرمائے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ جماعت کیلئے گوجرانوالہ نے جو وسائل مہیا کئے ہیں وہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور گوجرانوالہ میں اس حوالے سے اصل رول حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ گوجرانوالہ کی جماعت اور جامعہ محمدیہ کو اسی جذبہ و انداز میں توحید و سنت کی اشاعت و ترویج کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان خدمات کو مولانا کے میزان حسنات میں درج فرمائے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم

حضرت مولانا کے ساتھ میرا ایک عرصہ گذرا ہے میں نے انہیں انتہائی مخلص اور امانت و دیانت کا پابند پایا ہے۔ بسا اوقات چندہ کیلئے بھی نکلے تو دیکھا کہ آپ وہ رقم فوراً ناظم مالیات کے سپرد کر دیتے اور رسید اپنے پاس رکھتے..... مولانا کا رعب و دبدبہ اس قدر تھا کہ بڑے بڑے بھی آپ کے سامنے بول نہ سکتے تھے۔ تحریک نظام مصطفیؐ میں آپ نے گرفتاری پیش کی اور تحریک ختم نبوت میں آپ گوجرانوالہ میں تحریک کا مرکز و منبع بن چکے تھے۔

حضرت مولانا کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آپ نے گوجرانوالہ شہر میں 200 مساجد کی سرپرستی فرمائی۔ اور آج بھی ایک لاکھ سے زائد روپیہ مختلف مساجد کیلئے باقاعدہ طور پر رہا ہے۔ یہ حضرت موصوف کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق سے نوازے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی

مولانا کا جماعتی و مسلکی کردار بڑا نمایاں ہے۔ انہوں نے اپنی بھرپور توجہ جامعہ محمدیہ پر مبذول رکھی۔ آپ اساتذہ کا انتخاب بڑا سوچ سمجھ کر کرتے اور فنون کی کتب پر خاص نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جامعہ محمدیہ سے ہر سال 60 کے قریب طلبہ فارغ ہوتے ہیں۔ جو کہ ایک نہایت مستحسن بات ہے۔

شیخ منظور احمد۔ لاہور

مولانا کی زندگی کے کئی پہلو ہیں۔ آپ جماعت کی خیرخواہی کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے۔ جامعہ و جماعت کیلئے ان کے جذبات قابل قدر اور لائق مثال ہے۔ احباب کو قائل کرنے کیلئے آپ پوری طرح تگ و دو کرتے اور مسلک و جماعت کی خدمت میں مصروف رہتے۔۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ہم سب کی طرف سے انہیں نیک بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کے صاحبزادے حافظ محمد عمران عریف نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

اس اجلاس میں جن دوسرے علماء اور رہنماؤں نے شرکت کی' ان کے نام حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد نعیم بٹ‘ مولانا محمد حنیف ربانی‘ مولانا محمد یوسف انور فیصل آباد‘ مولانا محمد شمشاد سلفی‘ رانا محمد شفیق خاں پسروری‘ پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی‘ حاجی نذیر احمد انصاری کامونکی‘ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد قصور‘ قاری عبدالمتین اصغر لاہور‘ مولانا محمد صادق عتیق گوجرانوالہ‘ مولانا عبداللہ یوسف راجووال‘ مولانا مفتی محمد اسلم خاں ٹوبہ ٹیک سنگھ‘ خواجہ حفیظ اللہ ایڈووکیٹ‘ شیخ عتیق الرحمٰن سیالکوٹ‘ مولانا نذیر احمد شبلی نارووال‘ مولانا محمد صدیق اختر سیالکوٹ‘ حافظ عبدالغفار سیالکوٹ (اعزازی)‘ حافظ محمد اسلم حنیف لیاقت پور (اعزازی)

کلمات تعزیت

مرتبہ: روبینہ بشیر‘ ناظم نشرواشاعت شعبہ خواتین مرکزیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی وفات حسرت آیات پر مرکزی جمعیت اہلحدیث شعبہ خواتین کا ایک ہنگامی اجلاس جامعہ محمدیہ اہلحدیث چوک اہلحدیث گوجرانوالہ کی بالائی منزل پر شیخ الحدیث مرحوم کی صاحبزادی محترمہ باجی امۃ الرقیب کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ جس میں ضلع گوجرانوالہ کے تمام مدارس کی خواتین مدیرات کے علاوہ شہر کی اہم شخصیات نے خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ چند شخصیات کے تاثرات درج ذیل ہیں۔

محترمہ باجی زبیدہ امین صاحبہ امیر مرکزیہ

بلاشبہ شیخ الحدیث علم وعمل کا پہاڑ اور روشن کردار کے مالک تھے۔ آپ کی دعوت وتبلیغ سے ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔ مولانا مرحوم کا خطبہ جمعہ دینی مسائل کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ پر جاندار تبصرے کا حامل ہوتا تھا۔ جسے حاضرین بڑے انہماک سے سنتے تھے۔ اسی طرح آپ کا درسِ قرآن سننے کے لئے احباب دور دور سے تشریف لاتے تھے۔

مولانا مرحوم نے تحریک پاکستان‘ تحریک ختم نبوت‘ تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک بحالی جمہورت میں جو بھرپور کردار ادا کیا۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔ ان کے اٹھ جانے سے ملک میں بالعموم اور مرکزی جمعیت اہلحدیث میں بالخصوص جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

محترمہ باجی شوکت رحمٰن صاحبہ امیر ضلع گوجرانوالہ

شیخ الحدیث مرحومؒ کے ساتھ ہمارا دینی وعلمی گہرا رابطہ رہا ہے۔ دینی معاملات میں مجھے کوئی بھی مشکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آتی تو مولانا مرحوم نہایت شفقت کے ساتھ رہنمائی فرماتے۔
مولانا مرحوم نے جامعہ محمدیہ سے ملحقہ چند کنال اراضی پر مجھے جامعہ محمدیہ للبنات بنانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، مولانا مرحوم کی خصوصی دلچسپی ان کے رفقاء خاص میاں عبدالستار اور میاں محمد یوسف اور دیگر احباب کے تعاون سے قلیل عرصہ میں طالبات کے لئے ایک خوبصورت اور وسیع جامعہ معرض وجود میں آیا۔ جس کی دینی، علمی اور مسلکی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محترمہ باجی عابدہ یزدانی ناظم مرکزیہ

دنیا کی ہر چیز فانی ہے مگر وہ شخصیتیں جن کی نگاہوں میں رفعت، روح میں سوچ اور دل میں تڑپ ہوتی ہے وہ زہد کے آسمان پر خورشید ومہتاب بن کر چمکتی ہیں۔
شیخ الحدیث کی چال میں تمکنت، رائے میں توازن، گفتگو میں اعتدال، تکلفات سے پاک، ساتھیوں کے خیر خواہ، علم وعمل میں یکتا، آزادی وطن کے رہنما، سیاسیات کے علمبردار، عالمانہ وقار، درویشانہ اطوار، بزرگانہ کردار اور مجاہدانہ یلغار تھی۔
اپنے اکابر کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے مشن کو زندہ رکھا جائے

محترمہ باجی امۃ الرقیب صاحبہ

والدِ محترم شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ میں گزاری اور دین حقہ کی بے لوث خدمت کی۔ وہ جماعتی کانفرنسوں اور تبلیغی جلسوں پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ مگر منتظمین جلسہ سے کوئی ''خدمت'' قبول نہ فرماتے تھے۔ والد مرحوم کی امانت ودیانت کی قسم ان کے دشمن بھی کھایا کرتے تھے۔ انہوں نے جامعہ کے فنڈ زکو کبھی مالِ غنیمت کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ بلکہ صدقہ وخیرات اور زکوۃ براہِ راست خازن جامعہ کے پاس جمع ہوتے تھے۔
آخر میں محترم روبینہ بشیر، محترمہ طوبیٰ رحمٰن، محترمہ نسرین، محترمہ صبیحہ بھٹی، محترمہ زاہدہ کیلانی، محترمہ فضیلت داؤد، محترمہ خالدہ تبسم، محترمہ زینب خاں، محترمہ خالدہ بٹ اور محترمہ ہمنہ مجیب (پوتی شیخ الحدیثؒ) نے بڑے اختصار اور احسن انداز میں مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔
اللہ پاک، مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد عبداللہؒ نواسی کے تاثرات

موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

عظیم لوگ دنیا میں روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ مادر گیتی انہیں روز روز جنم نہیں دیتی۔ دنیا میں لاکھوں لوگ آتے اور چلے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں کچھ ایسی عظیم ہستیاں بھی ہوتی ہیں جو نہ صرف اپنی اصلاح کرتی ہیں بلکہ اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھا لیتی ہیں۔ شیخ الحدیث کا شمار بھی ان عظیم ترین ہستیوں میں ہوتا ہے۔

شیخ الحدیث بحیثیت باپ ' نانا اور دادا

مرحوم بہت بارعب ' شفیق اور مہربان ہستی تھے۔ وہ اولاد ' نواسے ' نواسیوں ' پوتے اور پوتیوں کے ساتھ عموماً بہت محبت اور پیار کرنے والے تھے۔ خصوصاً آپ کو اپنی بڑی بیٹی کے ساتھ اور ان کے بچوں کے ساتھ خاص الفت اور پیار تھا۔ اور اس کی بڑی وجہ زیادہ قریب رہنا اور والدِ محترم کی خواہش کے مطابق دینی تعلیم کے ساتھ گہری وابستگی رکھنا تھی۔ میرے بڑے بھائی ابوذر قاضی نے بیماری کے عرصہ میں نانا مرحوم کی بڑی خدمت کی۔

نانا مرحوم کو میرے (ام رومان) ساتھ ایک خاص شفقت اور محبت تھی اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ نانا جان کے ساتھ میں ہر بات بے تکلف کرتی تھی۔ اور جس چیز کی ضرورت نہ بھی ہوتی اس کی بھی فرمائش کر دیتی اور وہ میری دلجوئی فرماتے ہوئے اس خواہش کو احسن طریقے سے پورا کر دیتے۔ ایک دفعہ ہم کچھ عرصہ کیلئے اپنے آبائی گاؤں گئے تو آپ ہر ہفتے ہمیں ملنے کے لئے گاؤں آتے اور گھر والوں سے کہتے کہ میں "مانو" سے ملنے جا رہا ہوں کیونکہ وہ مجھے پیار سے "مانو" بلاتے تھے۔ جب میری شادی ہوئی تو وہ اس وقت بیماری کے عالم میں تھے۔ اس کے باوجود وہ پنڈال میں آئے اور میرے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے نیک دعاؤں سے رخصت کیا۔

صداقت میرے نانا مرحوم کی صداقت کا یہ عالم تھا کہ آپ انتہائی نڈر اور دین کی سربلندی کیلئے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا کرتے تھے اور ایسی ہی شخصیات کے بارے میں شاعر نے کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بڑی بیٹی کے تاثرات

میرے والدِ محترم شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو میرے ساتھ بہت محبت اور پیار تھا۔ پیار کے ساتھ ساتھ رعب بھی بہت تھا۔ آپ نے مجھے دنیاوی تعلیم مڈل تک دلوائی۔ اس کے بعد دینی تعلیم انہیں سے حاصل کی۔ اس لئے وہ میرے حقیقی باپ ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی باپ بھی تھے۔ آپ نے اپنی خواہش کے مطابق مجھے دینی تعلیم سے آراستہ کیا اور میری شادی اپنے بھانجے کے ساتھ کر دی۔ پھر انہیں میرے بچوں کے ساتھ بہت انس اور محبت تھی۔ یوں تو ساری اولاد ہی والدین کو بہت پیاری ہوتی ہے لیکن میرے ساتھ خصوصی پیار تھا۔ والدِ محترمؒ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ نے سادہ لباس پہنا اور درویشانہ زندگی گزاری۔ بقول شاعر

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

باباجان رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی قرآن وسنت کی تبلیغ کیلئے وقف کر دی اور دین حق کی اشاعت اور سربلندی کیلئے ایک بہت بڑے جامعہ کی بنیاد رکھی جو آج جامعہ محمدیہ کے نام سے ایک یونیورسٹی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جامعہ محمدیہ سے بہت سے طلبہ فیض یاب ہوئے اور پاکستان بلکہ دوسرے ممالک میں باباجانؒ کے شاگرد قرآن وسنت کی ترویج و تبلیغ کے لئے کام کر رہے ہیں۔ خداوند کریم باباجان مرحوم کا یہ صدقہ جاریہ منظور و مقبول فرمائے اور رہتی دنیا تک اس جامعہ کو دن دوگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پھلا پھولا رہے یا رب چمن ان کی امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے "اس نے" پالے ہیں

والدِ محترمؒ کے روحانی بیٹے تو پورے ملک میں ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔ آپ کی حقیقی اولاد میں سے بھی دو بچے ایک بیٹا حافظ محمد عمران عریف اور دوسری میں ناچیز بھی ان کے صدقہ جاریہ میں شامل ہیں۔ خداوند کریم ہم بہن بھائی کو بھی ان کے اس مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باباجان مرحوم کی زندگی کے آخری ایام

باباجانؒ زندگی کے آخری ایام میں بھی مکمل ہوش و حواس میں تھے۔ وفات سے ایک دو روز قبل زیادہ غنودگی میں رہے۔ اور انہیں دنوں وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ رب کریم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے بابا جانؒ کے صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے۔ اور ان کے اعلیٰ علیین میں درجات بلند فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔ یاد رہے کہ بابا جان صرف اور صرف اسلام ہی کی اشاعت اور حکمرانی کے قائل تھے۔ انہوں نے عمر بھر یہی درس اپنے تلامذہ اور اولاد کو دیا۔ دنیوی اسباب وزینت پر انہوں نے کبھی بھی دھیان نہ دیا اور ہمیشہ درویشانہ مگر باوقار زندگی بسر کی۔ وہ کبھی بھی کسی جاہ ومنزلت کے نہ ہی متمنی ہوئے اور نہ مرعوب بقول شاعر۔

نظر ڈالی نہ تھی اس نے کبھی اسباب زینت پر
خدا رحمت کرے اس پاکباز و نیک طینت پر

حرف تعزیت

منجانب:۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر پوری خطیب برمنگھم یو۔ کے

مدیر مکرم ہفت روزہ ''اہلحدیث''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ وہ بذات خود ایک انجمن تھے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اس حیثیت کے عالم بہت ہی کم ہوتے ہیں جو ہر میدان کے شہسوار ہوں۔ بہرحال موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے فرار ہے اور نہ ہی انکار ہے۔ اور ہمارا قانون قدرت پر یقین واقرار ہے کہ ہر ایک کو اس دنیا سے جانا ہے۔ صدمہ تو ضرور ہے مگر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو بسروچشم تسلیم کیا جائے اور صبر کا دامن تھامے رہنا چاہئے۔ شیخ الحدیث مرحوم کی دینی، علمی، مسلکی، جماعتی اور قومی خدمات کا احاطہ ان سطور میں نہیں کیا جا سکتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین

آپ تو شیخ الحدیثؒ کے بہت قریب کے ساتھی تھے اور ایک عرصہ تک ان کی رہنمائی میں کام کرتے رہے ہیں۔ رب العالمین آپ کو بھی حوصلہ بخشے اور سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

امیر محترم پروفیسر ساجد میر، جناب میاں محمد جمیل ناظم مرکزیہ اور سوگوار خاندان کے اس صدمہ میں، میں اور میرے جملہ رفقاء شریک ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابق وزیر اعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف کا تعزیتی مکتوب

محمد نواز شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم●

بنام اہل خانہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

مورخہ: ا مئی 2001

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جمعیت اہل حدیث کے سربراہ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں،

انا للہ وانا الیہ راجعون● یہ خبر ہمارے لئے اور عالم اسلام کے لئے ازحد افسوس کا باعث ہے. ہم آپ کے اور انکے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں. اللہ تعالیٰ آپکو اور ان کے لواحقین کو صبرو استقامت عطا فرمائے، آمین.

ہماری دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے. مولانا کی سیاسی، اسلامی اور پاکستان کے لئے خدمات کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں. اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تحریک ختم نبوت کے مجاہد تھے. جامعہ محمدیہ یونیورسٹی گوجرانوالہ کے لئے ان کی خدمات لاثانی تھیں. اس ادارے سے ہزاروں کی تعداد میں طلبہ تعلیم حاصل کرکے دنیا کے ہر کونے میں پھیلے ہوئے ہیں. یہ صدقہ جاریہ رہتی دنیا تک مولانا کا سرمایہ رہے گا اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور جمعیت اہل حدیث کو صبر جمیل عطا فرمائے. ہم ان کے احسانات کبھی فراموش نہیں کر سکتے. انشاء اللہ بیت اللہ شریف اور مسجد نبویؐ میں ان کے لئے دعاء کریں گے. اللہ تعالیٰ ان کو اور ہمیں بھی معاف فرمائے. آمین!

دعا گو!

نواز شریف

P.O. Box: 2127 Jeddah 21451 Kingdom Of Saudi Arabia Fax: 674-2618

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی ایمبسی اور مکتب الدعوۃ اسلام آباد کی طرف سے اظہار تعزیت

جناب پروفیسر ساجد میر، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ، سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان و جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے انتقال پر ملال پر میں اپنے اور تمام اراکین مکتب الدعوۃ کی طرف سے اظہار تعزیت کرتا ہوں: اناللہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو اس نے لیا ہے اور اسی کا ہے جو باقی ہے اور ہر ایک کے لئے وقت مقرر ہے (جس سے کوئی سرموانحراف یا تجاوز ہرگز نہیں کرسکتا)

ہم آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ مرحوم نے سلفی دعوت کے لئے جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں، مرکزی جمعیت اہلحدیث کی ترقی و سربلندی کے لئے کام کیا ہے، قرآن وسنت کے علوم کی ترویج اور جامعہ محمدیہ کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان خدمات جلیلہ پر اجر جزیل عطا فرمائے اور۔ نیکوکاروں میں ان کا ٹھکانہ بنائے اور جامعہ و جماعت کیلئے اچھے جانشین پیدا فرمائے۔ مرحوم کے اہل خانہ اور دوسرے لواحقین سے بھی اس عظیم نقصان پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر وحوصلہ کی توفیق دے، مرحوم کی مغفرت فرمائے اور آپ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

محمد سعد الدوسری

(مدیر مکتب الدعوۃ اسلام آباد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد رفیق تارڑ کا تعزیتی مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان

اسلامی جمہوریہ پاکستان

محمد رفیق تارڑ

اسلام آباد
نمبر ۱۱۹۸/۲/پریذیڈنٹ/۲۰۰۱
۷، صفر ۱۴۲۲ھ
۲، مئی ۲۰۰۱ء

مکرم و محترم جناب مجیب الرحمٰن صاحب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ!

مجھے آپ کے والد گرامی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کے انتقال کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے تحریکِ پاکستان میں سرگرم حصہ لیا اور عمر بھر دینِ حق کی سربلندی اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے فروغ کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ اُن کی وفات سے دینی و علمی حلقوں میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو مولانا کے جملہ اعزہ و اقارب سمیت صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

مخلص

(محمد رفیق تارڑ)

مکرم و محترم جناب مجیب الرحمٰن صاحب
جامعہ محمدیہ،
جی۔ٹی۔روڈ، گوجرانوالہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعیت احیاء التراث الاسلامی کویت کی طرف سے تعزیت نامہ

جناب پروفیسر ساجد میر' امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضية مرضية ''
کہ اے مطمئن جان راضی خوشی اپنے پرودگار کی طرف لوٹ جا''
ہمیں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ کی وفات حسرت آیات پر بڑا دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سایہ رحمت وغفران میں پناہ دے۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حضرت شیخ الحدیث کی وفات سے اسلامی دعوت وتبلیغ اور دینی خدمات کے کام کو بڑا دھچکا لگا ہے۔ کیونکہ آپ جیسے فاضل اساتذہ وعلماء کی امت مسلمہ کو اشد ضرورت ہے۔ ہم حضرت شیخ الحدیث کے پسماندگان اور جماعت سے اس عظیم نقصان پر اظہار تعزیت کرتے ہیں اور اللہ کے حضور آپ تمام حضرات کے لئے صبر وحوصلہ کی دعا کرتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فلاح خالد المطیری

(مدیر اللجنة)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کی وفات پر

مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر گوجرانوالہ کا ہنگامی اجلاس

مرکزی جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کا ایک ہنگامی اجلاس میاں محمد یوسف صاحب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر گوجرانوالہ کی زیر صدارت مقامی دفتر میں منعقد ہوا جس میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سرپرست اعلیٰ جامعہ محمدیہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کے سانحہ انتقال پر انتہائی حزن وملال کا اظہار کرتے ہوئے ان کی علمی' دینی' جماعتی اور ملی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا کہ بلاشبہ مولانا موصوف ایک ممتاز عالم دین' نامور محقق' فصیح اللسان خطیب' دینی سکالر' مایہ ناز سیاسی رہنما اور تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد تھے انہوں نے حصول آزادی' اسلام کی سربلندی اور کتاب وسنت کی بالادستی کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اہل وطن ان کے احسانات کے اس بار گراں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ساری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ' دعوت وتبلیغ' دروس قرآن اور وعظ وارشاد سے عبارت تھی۔ مولانا موصوف کم وبیش دس سال تک جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر رہے۔ 1990ء سے سرپرست کی حیثیت سے جماعت کی رہنمائی کررہے تھے۔ مرکزی جمعیت کے روح رواں تھے اور بہت سی اعلیٰ روایات قائم کیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کی دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور انہوں نے رشد وہدایت کے چراغ روشن کئے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فروغ نئی نسل کو مغرب کے ملحدانہ افکار ونظریات سے محفوظ رکھنے اور دینی وارثت کی حفاظت وصیانت کے لئے دینی مدارس کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ' اہلحدیث کی قدیم وعظیم دینی دانشگاہ ہے' جس سے ہزاروں فارغ التحصیل علماء ملک اور بیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا مرحومؒ جامعہ کے عروج اقبال کیلئے جو نتیجہ خیز کوشش بروئے کار لائے وہ قابل صد تحسین ہے دینی مسائل کی تحقیق وتدقیق میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ جماعت کے مفتی کی حیثیت سے فتویٰ صادر فرماتے تھے۔ مولانا مرحوم نے تحریک پاکستان' تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیؐ میں بھرپور حصہ لیا اور انہوں نے جنرل ایوب خاں' یحییٰ خاں اور ضیاء الحق کے دور میں بحالی جمہوریت کے لئے بھرپور جدوجہد کی مولانا مرحوم جامعہ محمدیہ ایسی مرکزی درسگاہ کے بانی تھے۔ اور ان ہزاروں شاگرد تعلیم وتبلیغ میں مصروف ہیں۔ آپ کی دیانت وامانت مسلمہ ہے۔ ہم مولانا محمد عبداللہ کی دینی' سیاسی اور جماعتی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ اور حسنات جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو اس سانحہ پر صبر جمیل کی توفیق بخشے' آمین۔ مرتبہ: (محمد صدیق کھوکھر)

منجانب: مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر گوجرانوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ

میدان مناظرہ کے شہسوار

محمد بلال حماد

ملک محمد منیر بھٹہ شہری جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کے دیرینہ اور مخلص رہنما ہیں اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کے خصوصی حلقہ احباب میں سے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے سفر و حضر کے ساتھی بھی رہے ہیں انہیں حضرت کی خاص مجلسوں سے استفادے کا موقع بھی ملا ہے۔ درج ذیل مناظروں کی روداد ان کی یادداشتوں سے ترتیب دے کر ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سرپرست اعلیٰ اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ بے باک خطیب' ممتاز مدرس اور بلند پایہ منتظم تھے۔ جامعہ و جماعت بالفاظ دیگر مسلک و جماعت کے لئے آپ کی خدمات عظیم اور لازوال ہیں' جو کہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبولیت سے نوازے اور مرحوم کے میزان حسنات میں انہیں شامل فرمائے۔

مولانا موصوف واقعی ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ آپ جب خطاب کرتے تو قرآن و حدیث کے دلائل و براہین کے انبار لگا دیا کرتے تھے۔ جب کسی مجلس میں آپ گفتگو کر رہے ہوتے تو عموماً آپ کا لیکچر کلیدی اور مجلس کا حرف آخر و نتیجہ سمجھا جاتا۔ کسی سیاسی پلیٹ فارم پر آپ جب تقریر کر رہے ہوتے تو ملک و ملت اور امت مسلمہ کے مسائل پر سیر حاصل اور رہنما تبصرہ فرمایا کرتے تھے اور آپ کی اس تقریر میں سیاسی بصیرت اور تدبر و فراست کی جھلک نمایاں ہوتی تھی۔ آپ کی بلند پایہ شخصیت اور آپ کی ایسی ہی عظیم خدمات کو دیکھ کر عرب کے نامور سپہ سالار' قائد اور سردار کے بارے میں کہا گیا وہ تاریخی مصرعہ یاد آ جاتا ہے: ''ھــذا جبل وعلی رأسه نار''

حضرت مولانا کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلو تو آپ مجموعہ ھذا کے دوسرے اوراق میں ملاحظہ فرمالیں گے۔ اس تحریر میں آپ کی حیات تگ و تاز کے ایک انتہائی اہم گوشے پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آپ واقعی میدان مناظرہ کے بھی شہسوار تھے۔ اس میدان میں بھی آپ کا ایک نام اور کام ہے۔ آپ کے مناظروں کی روداد دیکھ کر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن و حدیث کے دلائل پر آپ کو بڑا استحضار تھا۔ بروقت دلیل پیش کر کے مدمقابل کو خاموش اور ساکت کر دینے کا ملکہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا اور یہ کہ قدرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بات کرنے کا ڈھنگ اور سلیقہ بھی آپ کو مرحمت فرما رکھا تھا۔ آپ آئندہ سطور میں دیکھ لیں گے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کی آمد کا سن کر ہی مد مقابل راہِ فرار اختیار کرنے اور دم بخود ہو کر بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھنے لگتا۔ آیئے اب مختلف میدان ہائے مناظرہ میں ہم حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ آپ کی جولانی طبع اور آپ کے دلائل کی ''کاٹ'' ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور مسلک اہلحدیث کی حقانیت وصداقت پر ہم اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتے ہیں کہ اس ذات رحیم وکریم نے مسلمان بنانے کے بعد ہمیں توحید وسنت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور شرک وبدعات اور تقلیدی جمود وتعصب سے ہمیں محفوظ ومصون فرمایا ہے۔

الحمدلله الذی علی نعمه الشاملة وعلی آلائه الکاملة حمداً کثیراً کثیرا

جب مولانا عمر اچھروی صاحب میدان مناظرہ سے بھاگ گئے!

غالباً 1943ء یا 1944ء کی بات ہے کہ گوجرانوالہ کے قبرستان کلاں کی جنازگاہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل اور بریلوی عالم دین جناب مولانا مفتی بشیر حسین کے درمیان کچھ مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اور پھر مسئلہ علم غیب' حاضر وناظر اور مسئلہ نور وبشر پر مناظرہ طے پا گیا۔ مناظرہ کی تاریخ' وقت اور جگہ وغیرہ کا تعین ہو گیا۔ چنانچہ یہ مناظرہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کی زیر صدارت ہوا۔ اس میں اہلحدیث کی طرف سے مناظر مولانا نور حسین گرجاکھی تھے۔ جبکہ بریلوی حضرات کی طرف سے ان کے معروف عالم دین مولانا عمر اچھروی مناظرہ کے لئے آئے۔

مولانا نور حسین گرجاکھی

مولانا گرجاکھی صاحب نے پہلی ٹرم میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جہاں تک مسئلہ علم غیب کا تعلق ہے تو قرآن وحدیث کی نصوص سے واضح ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہی عالم الغیب ہے' اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اور وہی علام الغیوب ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ دوٹوک انداز میں یہ اعلان کر دیں: ''قل .... ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون '' (الاعراف: 188) ''کہ اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے .... اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سی بھلائی لے لیتا اور مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچتی' میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں' اس قوم کو جو ایمان رکھتی ہے'' اور رہی بات مسئلہ حاضر وناظر کی تو جناب! اگر آپ ﷺ ہر جگہ ہی موجود تھے تو جواب دیں کہ آپ ﷺ کا مکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا چہ معنی دارد؟ کیا نبی اکرم ﷺ رات کی تاریکی میں ابوبکر صدیقؓ کو ہمراہ لے کر غار ثور تک نہیں پہنچے تھے اور پھر وہاں سے آپؐ نے مدینہ منورہ کی راہ نہ لی تھی ؟ اور اس مسئلہ حاضر و ناظر میں جیسا کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے تو بتائیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جبکہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے 1400 صحابہ کرامؓ کو ہمراہ لئے حدیبیہ کے مقام پر ٹھہرے تھے اور ظالموں نے اس وقت آپ ﷺ کو بیت اللہ کی زیارت وعمرہ ادا کرنے کی اجازت نہ دی تو کیا آپؐ اس وقت مدینہ منورہ' حدیبیہ اور مکہ مکرمہ تینوں جگہ بیک وقت موجود تھے۔؟ انصاف اور عقل وشعور کو کام میں لاتے ہوئے حقیقت حال واضح کریں۔

اور مسئلہ نور و بشر کے حوالے سے قرآن کریم کھول کر تو دیکھیں اور اسے پڑھیں تو سہی اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ کفار نے آپ ﷺ سے کہا تھا کہ......ہم آپ پر تب ایمان لائیں گے کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ایک کتاب (بھی) اتار لائیں۔ جسے ہم (خود) پڑھیں......تو جواباً نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: "سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا" (بنی اسرائیل:93) کہ "میرا پروردگار پاک ہے' میں تو صرف ایک بشر' پیغام پہنچانے والا ہوں" اور سورۂ کہف میں ہے: "قل انما انا بشر مثلكم يوحىٰ اليّ" (الکہف:110) کہ "اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں' میری طرف (رب تعالیٰ کی طرف سے) وحی کی جاتی ہے۔"

مولانا محمد عمر اچھروی:

- بریلوی مناظر مولانا محمد عمر اچھروی صاحب نے اپنی ٹرم میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم عطائی علم غیب مانتے ہیں' ذاتی نہیں' اور اللہ تعالیٰ آپ کو جو خبریں دیتے ہیں وہ غیب کی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد مسئلہ حاضر و ناظر ثابت کرنے کیلئے انہوں نے بڑے پرزور انداز میں سورۂ فیل کی پہلی آیات کی تلاوت کی: "الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل" (الفیل:1) "کیا تو نے دیکھا نہیں کہ ہاتھی والوں کے ساتھ تیرے پروردگار نے کیسا سلوک کیا تھا؟" یعنی ثابت ہوا کہ پیغمبر اسلام ﷺ اس وقت موجود تھے اور ہاتھی والوں کا منظر دیکھ رہے تھے۔ جب اچھروی صاحب نے یہ بات کی تو بریلوی حضرات نے نعرے بازی شروع کر دی اور شور وغل کی فضا پیدا کر دی۔ یوں مناظرہ قدرے بدنظمی کا شکار ہو گیا لیکن صدر مجلس شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے بڑی عمدگی سے مجمع کو جمع کیا اور مناظرہ کو اپنے انداز میں پھر رواں دواں کر دیا۔

مولانا نور حسین گرجاکھی:

انہوں نے مولانا اچھروی کے اس جذباتی اور سطحی استدلال کا جواب دیتے ہوئے سورۂ بنی اسرائیل کی اس آیت کا حوالہ دیا جس میں کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے۔ کہ جب کفار نے کہا: "ہم ہڈیاں ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چورا ہو جائیں گے تو کیا از سر نو اٹھائے جائیں گے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا: اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علی ان یخلق مثلهم ''(بنی اسرائیل:99)'' کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ وہ ذات اقدس ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی' وہ ان کی مثل پیدا کرنے پر قادر بھی ہے'' تو آپ لوگوں کے بقول اس آیت سے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ کفار ومنکرینِ آخرت اس وقت دیکھ رہے تھے' جبکہ رب تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرما رہے تھے۔ اس انداز میں تو وہ کفار ومنکرینِ آخرت بھی ہر جگہ حاضر ناظر ثابت ہو گئے''سبحانک هذا بهتان عظیم ''..... اس کے بعد مولانا نور حسین گرجاکھی صاحب نے مولانا اچھروی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا! کیا آپ نے سورۂ یوسف کی وہ آیت نہیں پڑھی کہ جس کے سامنے آپ لوگوں کا یہ خودساختہ عقیدہ ومسلک اس طرح ہوا ہو جاتا ہے' جس طرح تند وتیز آندھی کے سامنے بیت عنکبوت اڑ کر تار تار ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی ریشہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ آیت ملاحظہ فرمائیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:''ذالک من انباء الغیب نوحیه الیک وما کنت لدیهم اذ اجمعوا امرهم وهم یمکرون ''(سورۂ یوسف:102) حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے برادران یوسف کی سازشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے اللہ رب العزت جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔''یہ غیب کی خبریں ہیں' جنہیں ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں اور آپ اس وقت ان (برادران یوسفؑ) کے پاس نہیں تھے۔ جبکہ وہ ایک بات ٹھہرا چکے تھے اور وہ فریب کر رہے تھے۔'' چنانچہ اہلحدیث مناظر کے ایسے ہی بھرپور اور پرزور دلائل کے سامنے مولانا محمد عمر اچھروی صاحب لاجواب ہو گئے اور..... مسجد چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا ''اس مناظرہ کا سامعین' حاضرین اور اہل علاقہ پر بڑا اچھا اثر ہوا اور وہ مسلک اہلحدیث کی صداقت وحقانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ باؤ عطاء محمد ایڈووکیٹ ممبر بلدیہ' جو کہ بریلوی مکتب فکر سے وابستہ تھے۔ انہوں نے یہ اعلان حق کیا کہ مولوی عمر اچھروی ہار گیا ہے اور اہلحدیث مناظر جیت گیا ہے۔

فاتحہ خلف الامام پر ایک فاضل دیوبند سے مناظرہ

1960ء کی بات ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا غلام سرور دیوبندی حنفی عالم دین نے مولانا محمد عبداللہ سے کہا کہ میں نے فاتحہ خلف الامام پر تین سال تک مطالعہ وتحقیق کی ہے۔ پہلے میں سمجھتا تھا کہ اہلحدیث کا موقف درست ہے۔ لیکن اب تین سال کی اس تحقیق انیق کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اہلحدیث کے پاس تو دلیل ہی کوئی نہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھ سے اس مسئلہ پر مباحثہ کر لیں۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ نے کہا: ٹھیک ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اگر مباحثہ یہاں اس گاؤں میں ہوتا ہے تو آپ ویسے ہی مشہور کر دیں گے کہ مولوی عبداللہ کو میرے سوالوں کا جواب ہی نہیں آیا۔ تو میرے نزدیک بہتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ یہ مباحثہ اس گاؤں میں ہونا چاہئے جہاں آپ مطالعہ کرتے رہے ہیں اور ہر روز فاتحہ خلف الامام کے بارے میں درس دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس بات پر باہم اتفاق ہوگیا اور مناظرہ طے پا گیا۔

مولانا محمد عبداللہؒ اس دن وقت مقررہ پر مناظرہ کی جگہ پر پہنچ گئے۔ ادھر مولانا غلام سرور کو بھی آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی کتابیں اٹھائے آن براجمان ہوئے۔ مولانا صاحب نے فرمایا: اب مسجد چلتے ہیں اور آپ لوگ لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر دیں کہ مسئلہ خلف الامام پر مناظرہ ہونے والا ہے جو حضرات اس مسئلے میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ مسجد میں تشریف لے آئیں۔ ''لیھلک من ھلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة'' (سورۃ انفال: 42)

چنانچہ گاؤں کے کافی افراد بھی مسجد میں آ گئے اور مناظرہ شروع ہوگیا۔ مناظرہ صبح سات بجے شروع ہوا اور بارہ بجے تک مسلسل جاری وساری رہا۔ سامعین وحاضرین نے اس دورانیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا کہ مولانا غلام سرور صاحب کی باتوں کی ہمیں سمجھ نہیں آتی جبکہ مولانا محمد عبداللہ صاحب گفتگو کرتے ہیں تو ان کی بات سمجھ میں آتی ہے اور ان کے دلائل متاثر بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سبھی لوگ حنفی تھے اور احناف کی مسجد میں ہی یہ مناظرہ ہو رہا تھا اور یہ وہی لوگ تھے جن کے سامنے مذکور فاضل دیوبند مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر کئی ایک درس دے چکے تھے اور ان لوگوں کی ذہن سازی وغیرہ کر چکے تھے۔

لیکن آج گویا ع : الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

نماز ظہر کے بعد مناظرہ پھر شروع ہوا۔ ظہر سے قبل مولانا غلام سرور صاحب نے دلائل پیش کئے اور مولانا محمد عبداللہ صاحب نے ان کے جوابات دیئے اور پھر ان دلائل پر اپنے اعتراضات وارد کئے تھے۔ ظہر کے بعد آپ نے دلائل دیئے اور فریق مخالف نے ان کے جوابات دینا شروع کئے۔ مولانا صاحب نے فرمایا: صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لاصلوۃ لمن یقرء بفاتحة الکتاب'' کہ ''جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی کوئی نماز نہیں'' مولانا صاحب نے کہا: کیا آپ کو اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض ہے؟ اور کیا اس کا کوئی راوی مجہول یا مجروح تو نہیں؟ مولانا غلام سرور صاحب نے کہا: نہیں، روایت ھذا بالکل صحیح ہے' اس میں کوئی راوی بھی مجہول یا مجروح نہیں ہے۔ لیکن یہ حکم منفرد کیلئے ہے۔ کوئی شخص اکیلا نماز ادا کر رہا ہو اور وہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں جیسا کہ ترمذی میں حضرت جابرؓ سے ثابت ہے اور انہوں نے وضاحت کی ہے کہ یہ حکم منفرد کیلئے ہے۔ اس پر مولانا محمد عبداللہ نے فرمایا: کیا کسی امتی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نبی ﷺ کے حکم کا انکار کرے؟ مولانا غلام سرور نے کہا: نہیں۔ مولانا نے مزید فرمایا: سن لیں کہ حدیث عبادہ بن صامتؓ میں وہی لائے نفی جنس ہے جو کہ حدیث: ''لا نبی بعدی'' میں ہے کہ میرے بعد کوئی (کسی بھی نوعیت اور انداز کا) نبی ہرگز نہیں ہوگا۔ اب آپ بتائیں کہ یہ حکم منفرد کیلئے کیسے ہوگیا اور نماز باجماعت اس حکم سے کیونکر خارج ہوگئی...... مولانا محمد عبداللہ صاحب فاتحہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف الامام کے لزوم پر ابھی دوسری احادیث بیان کرنے والے تھے کہ مدمقابل مولانا غلام سرور صاحب اسی پر خاموش اور لاجواب ہو گئے اور پھر گفتگو یہیں پر ختم ہو گئی۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کے ٹھوس' مثبت اور زبردست دلائل ملاحظہ کر کے حاضرین بے حد متاثر ہوئے اور وہ اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے کہ ہم تو اس انتظار میں تھے کہ ابھی ہمارے مولانا صاحب اپنے مدمقابل کو لاجواب کر دیں گے اور ہم انہیں کندھوں پر اٹھا کر حنفیت زندہ باد کے نعرے لگا دیں گے لیکن اب تو معاملہ سراسر الٹ ہو چکا ہے۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اہلحدیث سچے ہیں اور ہم آئندہ سے نمازوں میں سورۂ فاتحہ ضرور پڑھا کریں گے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

مسئلہ رفع یدین پر ایک یادگار مناظرہ

مولانا غلام سرور فاضل دیوبند سے ہی موضع چک نمبر 16 ضلع سرگودھا میں رفع یدین پر ایک یادگار مناظرہ ہوا۔ جس میں فاضل دیوبند کو شکست فاش ہوئی اور وہ پہلے کی طرح ہی لاجواب اور بے بس ہو گئے۔ لیکن داد دیجئے ان کی اس جرأت رندانہ پر کہ اس بری طرح ہارنے کے باوجود یوں گویا ہوئے کہ میں اس وجہ سے یہاں جیت نہیں سکا کہ یہاں کے لوگ پڑھے لکھے نہیں اور انہیں میری باتوں کی سمجھ نہیں آئی ہے۔ اب ہمارا یہ مناظرہ موضع 444 سمندری ضلع فیصل آباد میں ہوگا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ پڑھے لکھے ہیں اور وہ میری بات بھی سمجھ پائیں گے۔ تو اس پر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ جناب فاضل دیوبند! آپ جہاں بھی مناظرہ رکھ لیں' اللہ کے فضل و کرم سے میں وہیں پہنچ جاؤں گا اور ہر جگہ مثبت' مسکت اور ٹھوس دلائل کے ذریعے یہ ثابت کروں گا کہ نماز میں تکبیر تحریمہ' رکوع جاتے' رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا نبی اکرم ﷺ کی پیاری سنت ہے اور صحابہ کرامؓ کا یہ معمول رہا ہے۔ لوگو! پیغمبر اسلام کی اس سنت کی حفاظت کرو اور اس سنت کے تارکین کا محاسبہ کرو۔

چنانچہ مسئلہ رفع یدین پر اس دوسرے مناظرے کیلئے مولانا محمد عبداللہؒ وقت مقررہ پر چک 444 سمندری بھی تشریف لے گئے۔ یہ سارا گاؤں دیوبندی افراد پر مشتمل تھا اور ان میں ایک بھی اہلحدیث نہ تھا۔ صبح سے شام تک نمازوں وغیرہ کے وقفہ کے ساتھ یہ مناظرہ جاری و ساری رہا...... بالآخر مولانا غلام سرور فاضل دیوبند یہاں بھی بری طرح ہزیمت کا شکار ہوئے۔ جب ان سے کوئی بات نہ بن پائی تو کہنے لگے کہ میں پوری طرح تیاری نہیں کر سکا ہوں' اس لئے میں ہار گیا ہوں۔ لہٰذا ایک مرتبہ پھر مناظرہ طے کرنا چاہئے تاکہ میں پوری تیاری کے ساتھ میدان مناظرہ میں آ سکوں۔ اس پر گاؤں کے کچھ لوگوں نے کہا جناب مولانا صاحب! خدا کا واسطہ ہے کہ اب مناظرہ ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ پہلے ہی آدھا گاؤں اہلحدیث ہو چکا ہے۔ اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ پھر مناظرہ ہو گیا تو سارا گاؤں ہی اہلحدیث ہو جائے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ خاموش ہو جاؤ۔ اور پھر وہاں مسلک اہلحدیث زندہ باد' قرآن وحدیث زندہ باد' حق وصداقت زندہ باد کے نعرے بلند ہو گئے اور مولانا محمد عبداللہ اس طرح فاتحانہ انداز میں عازم گاؤں ہوئے۔

ماتم کے جواز اور عدم جواز پر شیعہ عالم سے مناظرہ

1967ء کی بات ہے کہ کچی پمپ والی گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ اور شیعہ عالم مولانا اسماعیل گوجروی کے درمیان ماتم کے جواز اور عدم جواز پر مناظرہ ہوا۔

شیعہ عالم انہوں نے اپنے موقف کے اثبات اور اپنے مسلک کا دفاع کرتے ہوئے کہا ماتم جائز ہے۔ کیونکہ فراق پسر (حضرت یوسف) کے غم میں حضرت یعقوب علیہ السلام روئے اور یہ بدیہی سی بات ہے کہ جس پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو وہ ماتم ہی کرے گا۔ شیعہ عالم نے مزید کہا کہ جب دو فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے بڑھاپے کے عالم میں بیٹے کی خوشخبری دی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ اس سے بھی ماتم کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔

مولانا محمد عبداللہ انہوں نے ان دلائل کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ نے بڑھاپے کے عالم میں جبکہ وہ بانجھ ہو چکی تھیں فرشتوں کے ذریعے بیٹے کی خوشخبری سنتے ہوئے از راہ تعجب اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا نہ کہ اس پر انہوں نے ماتم اور واویلا شروع کر دیا تھا۔ خدارا! موقف کیلئے دلیل کی کچھ تو مناسبت ہونی چاہئے۔ اور رہی یہ بات کہ غم کا آنا اور پھر اس موقع پر آنسوؤں کا ٹپک جانا' یہ تو کوئی بری بات نہیں۔ اور نہ ہی اس سے کوئی منع کرتا ہے اور نہ ہی یہ ماتم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیمؓ کی وفات حسرت آیات پر فرمایا تھا: ''وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون' العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الاما یرضی به ربنا '' کہ ''اے ابراہیمؓ (تیرے اس فراق) میں ہم غمزدہ ہیں' آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے''۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اگر بشری تقاضے کے تحت اپنے فرزند ارجمند (حضرت یوسف) کے فراق میں روئے تھے' جو کہ جائز ہے لیکن انہوں نے کمال صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا: ''انما اشکوبثی وحزنی الی الله'' (سورۂ یوسف:86) ''بے شک میں اپنے دل کا درد اور غم اللہ تعالیٰ ہی پر کھولتا ہوں''

حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے شیعہ عالم کو مخاطب ہو کر کہا کہ جناب! آپ کو قرآن کریم میں صبر کی اہمیت وفضائل اور مناقب والی آیات کیا نظر نہیں آئیں۔ قرآن واضح انداز میں کہتا ہے: ''واصبروا ان الله مع الصابرین'' (سورۂ انفال:46) کہ ''صبر کرو' یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''...... اور مزید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سن لیں کہ صاحب قرآن ﷺ نے ماتم کرنے' گریبان چاک کرنے اور چہروں کو پیٹنے والوں کی پرسرزنش اور توبیخ کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں فرمادیا ہے:''من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة فلیس منا'' کہ''جس نے مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹا' گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کی پکار لگائی تو وہ مجھ سے نہیں ہے''

مولانا موصوف کے ان واضح دلائل کی روشنی میں مناظرہ اہلحدیث کے حق میں ہوگیا۔ اور شیعہ عالم لاجواب ہوگیا اور قرآن وحدیث کے ان واضح دلائل و براہین کا ان سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

منکرین حدیث کے ساتھ ایک مناظرہ

غالباً 1969ء کا ذکر ہے کہ ماسٹر محمد علی مدیر ماہنامہ''بلاغ القرآن'' گوجرانوالہ' مستری اسماعیل خطیب دارالقرآن محلہ اسلام آباد گلی نمبر 10 گوجرانوالہ' اسماعیل داؤدی' حاجی عبدالمجید چکڑالوی اور اقبال پینٹر پر مشتمل منکرین حدیث کا ایک وفد آپ کے پاس پہنچا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت گوجرانوالہ میں منکرین حدیث کا کس قدر زور وشور تھا اور یہ کہ وہ باقاعدہ اپنا ماہنامہ نکالتے' خطبہ جمعہ دیا کرتے اور ان کے مدارس بھی تھے۔

مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ معراج جسمانی نہیں ہوا تھا بلکہ یہ محض ایک خواب تھا اور یہ کہ آیت اسراء میں اقصیٰ سے مراد مسجد اقصیٰ نہیں بلکہ مکہ کے قریب یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ مولانا محمد عبداللہؒ نے قرآن وحدیث کے دلائل و براہین کے انبار لگادیئے۔ اور واضح کیا کہ:''سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی''(بنی اسرائیل:1) میں اقصیٰ سے مراد مسجد اقصیٰ ہی ہے اور یہ کہ''سبحان الذی''کا کلمہ تعجب اور''بعبدہ'' کا لفظ جو کہ روح وجسم دونوں پر دلالت کرتا ہے یعنی روح وجسم کے مجموعے کا نام عبد ہے تو یہ دلائل بھی جسمانی معراج پر واضح دلیل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے دوسرے پرزور دلائل کے ذریعے معراج جسمانی کو ثابت کیا اور منکرین معراج جسمانی کو خاموش کردیا۔

بعد ازاں منکرین حدیث نے نماز کے بارے میں گفتگو کی۔ تو حضرت مولانا محمد عبداللہ نے قرآنی آیات سے پانچوں نمازوں کا ثبوت پیش کیا اور کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر" ان قرآن الفجر کان مشهودا''(بنی اسرائیل:78) کہ اے پیغمبر ﷺ!''سورج کے ڈھلنے سے سورج کے غروب ہونے تک نماز (چار نمازیں) ادا کرو اور صبح کی نماز بھی (ادا کرو) کیونکہ صبح کی نماز میں فرشتے (بھی) شریک ہوتے ہیں''علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہاں''الصلوۃ'' سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سے بھی آپ نے اس مسئلہ کی وضاحت کی اور اس حقیقت کا اثبات کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے دو روز عملاً نمازیں پڑھا کر پانچوں نمازوں کے اوقات کی تعیین کر دی تھی۔ یوں منکرین حدیث کا وہ گروہ لاجواب ہو کر لوٹ گیا۔

بعد ازاں حضرت مولانا محمد عبداللہ نے حجیت حدیث کے موضوع پر بڑے جاندار اور شاندار خطبات ارشاد فرمائے اور دروس بھی دیئے اور چیلنج کیا کہ اگر کسی کو حجیت حدیث کے مسئلہ پر کوئی اشکال ہے یا اعتراض ہے تو آئے اور مجھ سے بات کر لے۔ اور پھر آپ نے اپنے خطبات و دروس میں منکرین حدیث کی خوب خبر لی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مولانا محمد عبداللہ ایسے بلند پایہ محقق علماء کی محنتوں اور جدوجہد سے سرزمین گوجرانوالہ سے منکرین حدیث کا صفایا ہو گیا اور آج گوجرانوالہ میں ان لوگوں کی نہ کوئی مسجد ہے اور نہ مدرسہ اور نہ ہی ان کا کوئی رسالہ نکلتا ہے بلکہ گوجرانوالہ شہر میں ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا ہے۔.......... (الحمد للہ رب العالمین)

جب مولانا صفدر صاحب اپنی ہی مسجد چھوڑ کر بھاگ گئے!

25,20 سال قبل کی بات ہے کہ حافظ محمد یوسف گکھڑوی گکھڑ میں اہلحدیث کے خطیب تھے۔ دیوبند کے جید عالم مولانا محمد سرفراز صفدر (مصنف کتب کثیرہ) ان دنوں وہیں اپنی خطابت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ حافظ محمد یوسف گکھڑوی کا ان سے مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر مناظرہ طے پا گیا۔ حافظ موصوف گوجرانوالہ آئے، شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفیؒ صاحب سے اس بارے میں گفتگو کی کہ یوں اہلحدیث اور احناف کے درمیان مناظرہ طے پا گیا ہے تو آپ ہماری مدد فرمائیں۔ مولانا سلفیؒ صاحب نے انہیں فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں۔ اس کا سارا بندوبست ہم خود کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے حافظ الحدیث مولانا محمد گوندلوی اور جناب مولانا محمد عبداللہ کو مناظرہ کے لئے گکھڑ بھیج دیا کہ مولانا محمد عبداللہؒ گفتگو کریں گے جبکہ حافظ محمد محدث گوندلویؒ حوالہ جات دیں گے۔ اور یہ دونوں صاحبان وقت مقررہ پر گکھڑ پہنچ گئے۔

گکھڑ میں بٹ دری فیکٹری والوں نے جو کہ خود بھی حنفی المسلک تھے، مناظرے کا اہتمام کرنا تھا۔ جب اہلحدیث علماء وہاں وقت مقررہ پر پہنچ گئے تو انہوں نے مولانا سرفراز صفدر کو اطلاع دی کہ اہلحدیث علماء پہنچ گئے ہیں۔ آپ بھی تشریف لے آئیں۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے جید عالم مولانا سرفراز صفدر بھی آ گئے۔ علیک سلیک ہوئی تو موصوف کہنے لگے کہ میں ابھی کتابیں لے کر آتا ہوں اور اپنے ساتھ کسی اور عالم دین کو بھی لے آتا ہوں۔ انہوں نے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے کتابیں لانی تھیں۔ چنانچہ بٹ صاحب (فیکٹری کے مالک) نے گاڑی کا بندوبست کر دیا تاکہ مولانا صاحب کتابیں وغیرہ لے کر جلد واپس آ جائیں۔ گکھڑ سے گوجرانوالہ کا فاصلہ تقریباً نصف گھنٹے

(باقی صفحہ نمبر ۱۲۵ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شیخ الحدیثؒ سعودی عرب و برطانیہ میں

محمد بلال حماد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ کے بلند پایہ علمی و جماعتی مرتبہ و مقام کی وجہ سے اندرون و بیرون ملک سے فرزندان توحید آپ کو دل سے چاہتے تھے۔ بلکہ دیدہ و دل فرش راہ ہوتے تھے۔ آپ کے مدلل خطاب کو سننے کیلئے ہر سو سے عقیدتمند کھنچے چلے آتے' علماء بھی حاضر مجلس ہوتے' طلبہ بھی آداب بجالاتے اور عوام بھی علم کے موتی اپنی جھولیوں میں ڈالتے اور اصلاح کا وافر سامان اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے واپس گھروں کو جاتے۔ عام مجالس تو اپنی جگہ' پروقار جماعتی و سیاسی میٹنگوں میں بھی رہنماؤں کی نظریں آپ کی طرف اٹھتی تھیں اور آپ کے بصیرت افروز دوراندیش اور اعلیٰ فراست کے حامل خطاب کو گویا مجلس کا ماحصل و نتیجہ سمجھا جاتا تھا ع

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

اندرون و بیرون ملک آپ کے چاہنے والوں کا حلقہ بہت وسیع تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ تو مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سرپرست اعلیٰ' وطن عزیز کی بہترین دینی یونیورسٹی (جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ) کے سربراہ' استاذ الاساتذہ اور رہنماؤں کے رہنما تھے۔ جس طرح آپ پاکستان میں توحید وسنت کی ترویج واشاعت اور شرک و بدعات کے ابطال و تردید میں زندگی بھر جدوجہد کرتے رہے۔ اسی طرح آپ نے کئی دوسرے ممالک سعودی عرب' کویت' عراق' شام اور برطانیہ وغیرہ کے بھی دورے کئے۔ وہاں بھی آپ نے حق وصداقت کا علم بلند کیا اور کتاب وسنت کا خالص نبوی منہج واضح کیا۔ ذیل میں ہم آپ کے سعودی عرب و برطانیہ کے دوروں کی مختصر روداد آپ کے ہی بعض ہم سفروں کی زبانی بیان کرتے ہیں۔

دعوت اسلامی کانفرنس برمنگھم میں شرکت

1980ء کی بات ہے کہ برمنگھم (برطانیہ) میں انٹرنیشنل دعوت اسلامی کانفرنس میں خطاب کیلئے پاکستان سے خاص طور پر شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کو دعوت دی گئی۔ چنانچہ کانفرنس میں شرکت کیلئے آپ برطانیہ تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ میاں عبدالستار آف گوجرانوالہ بھی تھے۔ آپ نے دعوت اسلامی کانفرنس سے خطاب کیا اور دوسری برانچوں کا بھی دورہ کیا اور دروس وتقاریر کے ذریعے توحید وسنت کا پیغام دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ تک پہنچایا۔

یاد رہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ بڑی متحرک اور فعال تنظیم ہے۔توحید وسنت کی ترویج و اشاعت' شرک وبدعات کی بیخ کنی اور یورپ کی حیوانی تہذیب کا مقابلہ بڑی ہمت اور جوانمردی سے کر رہی ہے۔مسلمانوں میں اسلامی محبت اور دینی لگاؤ اور بیداری پیدا کرنے کے لئے گاہے ماہے پروگرام ترتیب دیتی رہتی ہے۔دعوت وتبلیغ کے حوالے سے جہاں سارا سال ۰۰۰ سے پروگرام' دروس اور خطبات جمعہ کا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔وہاں ہر سال ایک شاندار عالمی دعوت اسلامی کانفرنس کا بھی باقاعدہ انعقاد کیا جاتا ہے۔جس میں دنیا بھر سے سلفی علماء ورہنما شریک ہوتے ہیں اور قرآن وسنت کا خالص اسلامی پیغام اہل برطانیہ اور دنیا تک پہنچاتے ہیں۔اس کانفرنس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ عالمی رہنماؤں کو ملنے جلنے اور مختلف مسائل پر باہم گفتگو کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور مزید یہ کہ اہل برطانیہ کو یاد دلایا جاتا ہے کہ یورپ جو اس وقت اخلاقی دلدل میں دھنس چکا ہے۔عیاشی' فحاشی اور حیوانی کلچر کے متعفن جوہڑ میں ڈھبکیاں کھا رہا ہے۔اس کے لئے اسلام ہی واحد نجات کی راہ ہے۔اس کانفرنس کے ذریعے یورپی تہذیب کے دلدادگان کو یہ پیغام بھی دیا جاتا ہے کہ اگر تم دلی سکون' عفت وعصمت' خاندانی قلعوں کی از سرنو تعمیر اور حیاء وشرافت کی چاردیواری کا تحفظ اور بقا چاہتے ہو اور روحانیت کے خواہاں ہو تو پھر اسلام کی چھتری تلے آجاؤ۔قرآن وسنت سے وابستہ ہو جاؤ۔یہ آسائشیں بھی تمہیں مبارک ہوں گی اور روحانیت کی بہاریں بھی تمہاری زندگی کو شادکام کر دیں گی۔ اور اس کانفرنس کے ذریعے برطانیہ کے مسلمان باسیوں کو یہ درس بھی دیا جاتا ہے کہ یورپ کی اعلیٰ ٹیکنالوجی سے تمہاری نظریں کہیں خیرہ نہ ہو جائیں کہ تم اپنی تہذیب' اپنا کلچر اور اپنا دین ہی فراموش کر بیٹھو۔یاد رہے کہ دین اسلام ہی ہمارے لئے اصل ہے اور یہی سب سے مقدم ہے۔بقول حضرت علامہ اقبالؒ

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

فریضہ حج کی ادائیگی

برطانیہ کے اس مفصل دورے کے بعد آپ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب چلے گئے وہاں آپ کے ساتھ دوسرے رہنما بھی شامل ہوگئے۔جن میں مدیر اعلیٰ ''اہلحدیث'' لاہور جناب بشیر انصاری' جناب ریاض الرحمٰن یزدانی اور حاجی محمد دین (برادر انصاری صاحب) شامل ہیں۔

یہ تمام حضرات سعودی ادارہ التوعیۃ الاسلامیۃ کی دعوت پر حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے حرمین شریفین میں حاضر ہوئے تھے اور مفتی السعودیہ الشیخ ابن باز کے مہمان تھے۔حافظ عبدالغفور جہلمی' حافظ عبدالرحمن مدنی' حکیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحیم اشرف بھی وہاں موجود تھے اور انگلینڈ سے ڈاکٹر صہیب حسن بھی التوعیہ کے مہمان تھے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ اور دوسرے رہنماؤں نے مناسک حج ادا کئے اور حرمین شریفین کی بہاروں سے بھرپور انداز میں لطف اٹھایا اس کے علاوہ آپ نے کئی ایک علمی اور اعلیٰ سرکاری شخصیات سے ملاقاتیں بھی کیں۔ جن میں سعودی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور رئیس اشرف الدینی لحرمین الشریفین الشیخ صالح بن حمید' مسجد حرام اور مسجد نبوی کے ائمہ کرام اور عالم اسلام کی مایہ ناز یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے V.C الشیخ ابن باز اور دوسری شخصیات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مختلف علمی اور تبلیغی پروگراموں میں شرکت کی۔ حج کے دوران اور دوسرے پروگراموں اور ملاقاتوں میں احباب آپ سے علمی مسائل پر گفتگو کرتے رہے۔ دینی مسائل دریافت کرتے رہے اور آپ انہیں تسلی بخش جواب دیتے رہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ کے درمیان

جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ سے حضرت شیخ الحدیث نے علمی مسائل پر گفتگو کی اور انہیں بزرگانہ پندونصائح کرتے ہوئے فرمایا: ''کہ اللہ رب العزت کا آپ پر یہ بہت بڑا انعام اور فضل ہے کہ اس ذات کبریا نے بیت اللہ و مسجد نبوی کی پرلطف فضاؤں سے محظوظ ہونے اور مہبط وحی میں دینی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا سنہری موقع آپ کو مرحمت فرمایا ہے۔ اس کی قدر کریں' اس موقع کو غنیمت جانیں اور قرآن و حدیث کے علوم میں رسوخ و وثوق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرامؓ کے جذبہ اتباع و عمل کا بھی بھرپور مطالعہ کریں اور ان نفوس قدسیہ کے پاکیزہ نقوش کے مطابق اپنی زندگی ڈھالیں۔ یہی آپ کی کامیابی ہے اور یہی اس مقدس سرزمین میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا تقاضا ہے۔

اس طرح حضرت شیخ الحدیث حرمین شریفین کی پرکیف ساعتوں سے محظوظ ہوئے' مسجد حرام' مسجد نبویؐ اور مسجد قباء وغیرہ میں عبادات سے لطف اندوز ہوئے' ملک وملت اور مسلک و جماعت کے لئے آپ نے ڈھیروں دعائیں کیں اور پھر آپ واپس عازم وطن ہوئے۔

دیار فرنگ کا دوسرا تبلیغی سفر

مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ جہالت کدہ فرنگ میں توحید وسنت کی کرنوں کو بکھیرنے کیلئے سراپا کوشاں ہے۔ دعوتی پروگرام جاری ہیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ مساجد کا ایک نیٹ ورک قائم ہے' مدارس سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز اٹھ رہی ہے۔ اسلامی لٹریچر باقاعدہ شائع ہو رہا ہے اور پھر برمنگھم میں ہر سال ایک عالمی دعوت اسلامی کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ توحید وسنت کا آوازۂ حق دیار فرنگ کے درو دیوار سے ٹکرا جائے اور عیسائیت واباحیت کی اندھیر نگریوں میں اسلام کا خالص نور ہر سو بکھر جائے۔ چنانچہ 1986ء کو بھی برمنگھم میں ہونے والی عالمی دعوت اسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانفرنس کیلئے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کو دعوت نامہ ارسال کیا گیا۔ آپ 11۔ستمبر کو جونہی لندن ایئرپورٹ پر اترے تو جماعت کے سرکردہ رہنماؤں نے آپ کا بڑے تپاک سے استقبال کیا' ملک محمد منیر بھٹہ اور میاں محمد یوسف (موجودہ امیر شہر گوجرانوالہ) بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ مذکورہ دعوت اسلامی کانفرنس کی صدارت امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن السبیل حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی اور اس کانفرنس کا ایک مکمل سیشن حضرت شیخ الحدیث کیلئے مختص تھا۔ اس سیشن میں آپ نے توحید کے اثبات اور شرک کے ابطال پر ایسا پر مغز اور مدلل خطاب فرمایا کہ دوران خطاب ہاؤس پر سناٹا چھایا ہوا تھا اور تمام سامعین ہمہ تن گوش و ہوش سن رہے تھے۔ آپ کی اس تقریر کو سامعین نے بے حد پسند کیا اور سراہا اور پھر کیا تھا کہ برطانیہ کے مختلف شہروں میں آپ کے دروس و تقاریر کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ بہت سے احباب کا تقاضا تھا کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے جائیں اور قرآن و سنت کے دلائل سے بھرپور اور حکمت و دانش سے لبریز خطاب سے انہیں بھی مستفید فرمائیں۔

اس سلسلہ میں جامع مسجد اہلحدیث بریڈفورڈ میں مولانا محمد منیر قاسم نے آپ کا ایک پروگرام ترتیب دیا۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث نے حلالہ کے موضوع پر گفتگو کی اور تین طلاقوں کا مسئلہ بھی بیان کیا۔ آپ نے اپنے درس میں قرآن و حدیث کے دلائل و براہین اور مختلف واقعات کے ذریعے واضح کیا کہ اسلام بڑا شائستہ' پاکیزہ اور حکیمانہ دین ہے۔ اس میں حلالہ جیسی برائی' بے حیائی اور بے شرمی کی کوئی گنجائش نہیں اور حلالہ ایسی بے غیرتی کی وجہ سے اسلام کو جو مطعون کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ حلالہ کا تصور مخصوص لوگوں کا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس کی تردید فرمائی ہے اور حدیث میں حلالہ کرنے والے کو ادھار کے سانڈھ سے تشبیہ دی گئی ہے اور حلالہ کرنے اور کروانے والے پر پیغمبر اسلام ﷺ نے لعنت فرمائی ہے...... اس کے ساتھ ہی آپ نے طلاق دینے کا شرعی طریقہ بھی بیان کیا اور پھر آپ نے یکبارگی تین طلاق اور تین مرتبہ کی طلاق کا فرق اور حقیقت واضح کی اور اس سلسلہ میں شریعت اسلامیہ کی حکمت اور اصل مدعا کو واضح کیا۔ تیسرے پروگرام کا اہتمام ڈاکٹر صہیب حسن نے جامع مسجد توحید لندن میں کیا۔ وہاں آپ نے تقلید کی تردید میں زبردست تقریر کی اور کہا کہ قرآن و حدیث غور و فکر کی دعوت دیتے اور آباء کی اندھی تقلید سے منع کرتے ہیں بلکہ ان میں علی وجہ البصیرۃ دینی احکام پر چلنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ آپ نے مزید کہا! کہ یہ کس قدر ستم کی بات ہے کہ یہ حضرات جن ائمہ کی تقلید کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی تقلید سے منع فرمایا ہے اور دوٹوک انداز میں قرآن و حدیث کی اتباع کا کہا ہے۔ لیکن مقلدین ہیں کہ تقلید میں اندھے ہوئے جا رہے ہیں۔ نہ کچھ سوچتے ہیں' نہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی خود ساختہ حصاروں سے باہر نکلنے کا نام لیتے ہیں۔

بعد ازاں قرآن سوسائٹی لندن نے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کو اپنے ہاں دعوت دی۔ آپ نے وہاں سیرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے بڑا فکر انگیز لیکچر دیا اور بتایا کہ اگر آپ عقیدۂ توحید کی حقیقت سمجھنا چاہتے ہیں تو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حیات تگ و تاز پر ایک نظر ضرور ڈالیں کہ توحید کے اثبات اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو واضح کرنے کے لئے انہوں نے کس حکمت اور عزیمت کا ثبوت دیا اور اس راستے میں آنے والے مصائب وشدائد پر انہوں نے کس انداز میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کر کے دکھایا۔ اس کے بعد جامع مسجد اہلحدیث نیلسن میں آپ نے نماز کی اہمیت کے موضوع پر درس دیا۔ اس پروگرام کا اہتمام مولانا محمد وزیر نے کیا تھا۔ اور پھر آپ کا ایک پروگرام جامع مسجد اہلحدیث سلو (Slough) میں بھی ہوا۔ جہاں آپ نے توحید کے موضوع پر درس دیا اور قرآن وحدیث کے مستند دلائل سے شرک کی بیماری کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا۔

پھر سوئے حرم !

بیت اللہ شریف، مسجد نبوی، مسجد قباء بلکہ یوں کہا جائے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے اہل توحید وسنت کو اس قدر عقیدت ومحبت ہے کہ ہم نے تو اللہ کے فضل وکرم سے ان مقدس شہروں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف اس طرح کی نسبت کرنا گوارا ہی نہیں لیا۔ اس سرزمین مقدس سے ہمارا یہ اظہار وارفتگی کیوں نہ ہو یہی تو وہ مقامات مقدسہ ہیں جہاں سے اسلام کے چشمے پھوٹے ہیں۔ جہاں رب تعالیٰ کے حکم سے جبریل امین علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا آخری وسرمدی پیغام (قرآن مجید) محمد عربی ﷺ کی طرف لے کر آتے رہے اور آقائے نامدار ﷺ کے پائے اقدس بھی تو اسی پاک دھرتی پر ثبت ہوتے رہے ہیں اور صحابہ کرامؓ ایسی نفوس قدسیہ نے اس دور میں یہیں پر قرآن وحدیث کے پرچم لہرائے، توحید وسنت کے نغمے بلند کئے اور جہالت وشرک کے دبیز پردے دور کئے۔ چنانچہ حرمین شریفین سے فرزندان توحید کو ایک خاص انس، محبت اور عقیدت ہے۔ الحمد للہ یہ اہل توحید وسنت کا نظریہ، فکر اور جذبہ ہے ورنہ قبر پرستی کے مارے ہوئے بعض لوگ حجاز مقدس میں پہنچ کر بھی یہی دھائی دیتے نظر آتے ہیں "بیت اللہ بیت اللہ اے لیکن داتا دربار ذاتا دربار ای اے"

اس کج فکری، کج روی اور بدعقیدگی پر ہدایت کی دعا ہی کر سکتا ہوں اور دعا کے طور پر بھی وہی الفاظ دھرانا چاہتا ہوں جو کہ محسن انسانیت رحمۃ للعالمین ﷺ نے طائف کی وادی میں زخموں سے چور بدن اور اپنے پاکیزہ خون سے لبریز ہاتھوں کو بارگاہ ربانی کی طرف اٹھاتے ہوئے دعائیہ انداز میں فرمایا تھا: "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون"

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ اسی محبت وجذب کو ذہن ودماغ میں لئے حرمین شریفین میں حاضری کے لئے 30 ستمبر کو برطانیہ سے سعودی عرب چلے گئے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر سب سے پہلے عمرہ ادا کیا، بیت اللہ شریف کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے بادیدۂ نم دعائیں کیں اور بھرپور دعائیں کیں۔ یہاں سے جب آپ فارغ ہوئے تو مولانا محمد مکی سے بعض مسائل پر گفتگو کی۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن السبیل حفظہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ الشیخ عبدالوکیل ہاشمی اور دوسرے شیوخ سے ملاقاتیں کیں۔ ان سے علمی مسائل اور عالم اسلام کے احوال پر گفتگو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔اس کے بعد آپ جدہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ وہاں شیخ فضل الرحمٰن (موجودہ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث جدہ) نے آپ کے اعزاز میں مہران ہوٹل بنی مالک میں ایک پروقار استقبالیہ تقریب کا اہتمام کر رکھا تھا۔آپ نے مسلک اہلحدیث کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔قاری شکیل احمدؒ صدر مسلم لیگ (ن) سعودی عرب بھی آپ سے ملاقات کیلئے وہاں آ گئے۔آپ کچھ دیر قاری صاحب کے ساتھ رہے اور پھر دو روز کے لئے مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کا رخت سفر باندھا۔

وہاں ڈاکٹر اسحاق رانا نے آپ سے ملاقات کی۔الشیخ عبدالقادر سندھی نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے اعزاز میں پرتکلف عشائیہ کا اہتمام کیا۔الشیخ شیبۃ الحمد اور الشیخ علی مشرف بھی وہاں موجود تھے۔ اس مجلس بہت سے دوسرے شیوخ سے بھی آپ کی ملاقات اور گفتگو ہوئی۔الشیخ عبدالقادر سندھی نے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے لئے بہت سی علمی و تحقیقی کتابوں کا گرانقدر تحفہ بھی پیش کیا۔مدینہ منورہ میں آپ نے امام مسجد نبوی سے بھی خصوصی طور پر ملاقات کی اور بعض مسائل پر ان سے گفتگو کی۔آپ نے مدینہ یونیورسٹی کے سیکرٹری جنرل الشیخ عمر فلاتہ سے بھی ملاقات کی۔الشیخ عبدالقادر سندھی' مدیر اعلیٰ ''اہلحدیث'' جناب بشیر انصاری اور میاں عبدالستار (گوجرانوالہ) بھی آپ کے ہمراہ تھے۔کافی دیر تک مختلف امور پر باہم گفتگو ہوتی رہی اور بالخصوص نصاب تعلیم پر تبادلہ خیال ہوا۔پاک و ہند کے مدارس میں مروجہ نصاب اور مدینہ یونیورسٹی کا مجوزہ نصاب زیر بحث رہا۔

اور یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ الشیخ عمر فلاتہ (جو اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔آمین) بڑے عظیم انسان تھے۔توحید و سنت کے والہ و شیدا اور مسلک سلف کے بڑے علمبردار تھے۔حدیث سے آپ کو بڑا شغف تھا اور ہر بات کو قرآن و حدیث پر پیش کرنا ان کا انداز تھا۔آپ مدینہ یونیورسٹی کے سیکرٹری جنرل بھی رہے اور مسجد نبوی میں روضۃ من ریاض الجنۃ کے پڑوس میں درس بھی دیا کرتے تھے۔آپ کا حلقہ بڑا وسیع تھا۔اہلحدیث کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔1995ء کی بات ہے کہ راقم الحروف اس وقت مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا۔مرحوم میاں فضل حق (رئیس جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان) جب عمرہ یا حج کی غرض سے سعودیہ جاتے اور مدینہ منورہ میں مختلف شیوخ بالخصوص الشیخ عمر فلاتہ سے ملنے کے لئے جب جانا ہوتا تو طلبہ کو بھی ہمراہ لے جاتے۔الشیخ صاحب کے ساتھ کافی طویل اور بڑی مفید مجلس (Sitting) ہوتی۔اسی طرح الشیخ موصوف لاہور میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر پاکستان بھی تشریف لائے تھے اور آپ نے مینار پاکستان کے سبزہ زار میں فرزندان توحید و سنت کے اس فقید المثال اجتماع میں بڑا معرکہ آراء خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کی تمام بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۷۲ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دعوت

رشحات فکر:
شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ صاحب
ترتیب:ا(دارہ)

"شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ (امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے 18 اپریل 1986ء کوموچی دروازہ لاہور کے تاریخ ساز جلسہ عام میں نہایت جامع اور فصیح وبلیغ خطبہ جمعۃ المبارک ارشادفرمایا جو جمعیۃ اہلحدیث کی دینی اور سیاسی پالیسی کا آئینہ دار ہے۔اس کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر اسے یہاں شائع کیا جارہا ہے............(مرتب)"

خطبہ مسنونہ کے بعد..........................!

جلسے کا انعقاد حضرات !جب جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ نے اس جلسہ عام کے انعقاد کا فیصلہ کیا تو بعض دوستوں نے اسے منعقد نہ کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ فصل کی کٹائی کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ عوام بھرپور انداز میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ نیز اس وقت سخت گرمی کا موسم ہوگا۔ میں نے ان احباب کی خدمت میں یہ گزارش کی کہ ہماری جماعت کو ایسے اجتماعات منعقد کیے ہوئے طویل عرصہ بیت چکا ہے۔

یہ حالات نبی اکرمؐ کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔

اس قسم کے حالات اس وقت بھی موجود تھے جب رسول اللہ ﷺ جنگ تبوک کے لیے نکلے تھے۔ اس وقت بھی سخت گرمی کا موسم تھا اور فصلوں کی کٹائی کا آغاز ہو چکا تھا۔لیکن اہل ایمان نے کسی چیز کی پروانہ کی ۔آج میں بھی آپ احباب کو اپنی گوناگوں مصروفیات چھوڑ کر اس سخت دھوپ میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ اس جلسہ کی رونق دوبالا کرنے کے لیے آپ نے جس فقید المثال قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔وہ قابل داد اور حوصلہ افزاء ہے۔

اہلحدیث کا بے پناہ دینی جذبہ

میں اہلحدیث ہونے کے ناطے آپ سے یہی توقعات رکھتا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ ایثار وقربانی کا جذبہ جس قدر اہلحدیث افراد میں موجزن ہے۔دوسرے لوگ اس قدر جذبہ سے سرشار نہیں ہو سکتے۔کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا مسلک محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مظہر ہے۔حضور اکرم ﷺ کا مسلک کیا تھا؟ صرف اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف کتاب وسنت' عصر حاضر میں اگر اس مسلک کی حامل کوئی جماعت موجود ہے تو صرف اہلحدیث کی جماعت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی:

نبی اکرم ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت فرمایا تھا: "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب الله وسنتی " اے ایمان والو ! میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دو چیزوں پر عمل پیرا رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ! وہ دو چیزیں کون سی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

ہماری دعوت !

جمعیۃ اہلحدیث نبوی تعلیمات کی حقیقی وارث یعنی کتاب وسنت کے نفاذ اور ترجمانی کیلئے ہی قائم کی گئی ہے۔ ہم اس وقت اسلامیان پاکستان کو ایک ایسی چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس سے کوئی کلمہ گو مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری دعوت ایسی دعوت ہے جس پر پوری امت متحد ہو سکتی ہے۔ جبکہ دوسرے فرقے اور گروہ ایسے متفق علیہ فارمولا سے یکسر تہی دامن ہیں۔ سچی بات یہی ہے کہ اللہ کے قرآن اور رسول ﷺ کے فرمان پر ہی پوری امت متحد و متفق ہو سکتی ہے۔ اگر دوسرے گروہ ایسا دعویٰ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے ایسی چیزیں اپنا رکھی ہیں جن سے دوسرے کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ حنفی شافعیوں سے' شافعی مالکیوں سے اور مالکی حنبلیوں سے اختلاف کر سکتے ہیں اور وہ اپنے اپنے مسلک کی دعوت دے کر کبھی متحد نہیں ہو سکتے۔ اگر ساری دنیا کو متحد کرنے کے لئے کوئی چیز اپیل کر سکتی ہے تو وہ صرف وہی نصب العین ہے جس کی طرف جمعیۃ اہلحدیث دعوت دے رہی ہے۔ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' بریلوی اور دیوبندی ہرگز اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے کوئی شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کتاب وسنت کا آئین اس ملک میں نافذ کر دیا جائے تو ہم فقہ جعفریہ کے نفاذ سے دستبردار ہو جائیں گے لیکن اگر ملک میں فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ کیا جائے تو ہم بھی فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کریں گے۔ اس قسم کی باتوں سے ملک میں اتحاد و اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا۔

اتحاد کی اہمیت

اس وقت وطن عزیز جن مسائل اور مشکلات سے دوچار ہے ان مصائب و آلام سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پوری پاکستانی قوم کا متحد ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ ایک طرف بھارت' پاکستان کو للچائی ہوئی نظروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دیکھ رہا ہے اور دوسری طرف روس افغانستان کے ذریعے ہمارے دروازوں تک آ پہنچا ہے۔ گو پاکستان اس وقت مشرق اور مغرب دونوں اطراف سے دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے سرخ و سفید کفر کبھی بھی ہمارا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اندریں حالات کوئی مضبوط سے مضبوط فوج بھی ملک کا دفاع نہیں کرسکتی جب تک پوری قوم اس کی پشت پر نہ ہو۔ جیسا کہ 1971ء میں مشرقی پاکستان میں ہوا۔ لیکن ہمارے حکمرانوں نے اپنے نو سالہ دور اقتدار میں ملک کے اتحاد و اتفاق کے منافی سرگرمیوں کی سرپرستی کی۔ جس سے ملک میں استحکام پیدا نہیں ہوا۔

ہماری بے بسی

نتیجتاً ہماری کمزوری اور بے بسی کا عالم یہ ہے کہ ہم نے بھارت کے سامنے جنگ نہ کرنے کا تلخ مطالبہ کر دیا ہے۔ ہم وطنو! کبھی وہ وقت بھی تھا کہ جب جواہر لعل نہرو نے پاکستان سے جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی اپیل کی تھی۔ لیکن اس وقت صدر ایوب خاں مرحوم نے یہ کہہ کر ان کا مطالبہ مسترد کر دیا تھا کہ ''جب تک کشمیر کی آزادی کا فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت ہم جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ لیکن موجودہ حکومت نے حالات کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ بدقسمتی کی بات یہ کہ جو مطالبہ پہلے جواہر لعل نہرو کرتا تھا۔ آج ہم وہی کچھ کر رہے ہیں اور راجیو گاندھی اس طرف توجہ نہیں دیتا۔ یہ سب کچھ اپنے ملک کے عوام پر بداعتمادی اور غیر ملکی طاقتوں کے سامنے سر جھکانے کا نتیجہ ہے جو مسلمان کی شان کے سراسر خلاف ہے۔

حکمرانوں کا طرز عمل

ملک میں اتحاد پیدا کرنا بہت دور کی بات ہے جس قدر اتحاد پہلے ہو چکا ہے اس کا بھی حکمران طبقے نے ستیاناس کر کے رکھ دیا ہے۔ 1973ء کا آئین پاکستان کا متفقہ آئین تھا۔ جسے چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے منتخب نمائندوں نے قومی اسمبلی میں بالاتفاق منظور کیا تھا۔ تمام اسلامی و سیاسی جماعتیں اس بات پر متفق تھیں کہ 1973ء کا آئین اسلامی نظام کی بنیاد بن سکتا ہے۔ لیکن موجودہ حکومت نے اس آئین کا ترامیم کے ذریعے ایسا حلیہ بگاڑا کہ وہ اتحاد کا مظہر نہ رہ سکا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو آوازیں پہلے کبھی سننے میں نہیں آئی تھیں آج وہ منحوس آوازیں ملک میں پورے زور سے سنائی دے رہی ہیں۔ گذشتہ دنوں پشاور اور کراچی میں غفار خاں کے جلسے میں یہ نعرہ بلند کیا گیا ''کون توڑے گا پاکستان۔ جی ایم سید اور باچا خان''

ہم نے یہ ملک لاکھوں جانوں کی قربانیاں پیش کر کے صرف اس لئے حاصل کیا تھا کہ اس ملک میں ہماری عزت' آبرو' جان و مال اور مذہب کا تحفظ ہوگا۔ لیکن آج اس ملک کے خلاف اس قسم کے نازیبا نعرے بلند کئے جا رہے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ یہ نعرے لگانے والے وہی لوگ ہیں جن کی حکمران طبقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشامدیں کر رہا ہے۔ غفار خاں کو کانگرس کے صد سالہ جشن کے موقع پر شرکت کے لئے بھارت جانا پڑا۔ تو حکومت پاکستان کی طرف سے اسے باقاعدہ سپیشل طیارہ فراہم کیا گیا۔ جی ایم سید بیمار ہوا تو ہمارے صدر صاحب اس کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی خوشامدوں اور بیمار پرسیوں نے ان کا حوصلہ بڑھا دیا جب کہ وہ 38 سال سے پاکستان کے ساتھ ایک دشمن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

جمعیۃ اہلحدیث کا نظریہ

جمعیۃ اہلحدیث مضبوط پاکستان کا نظریہ رکھتی ہے۔ ایک پاکستان......اور......مضبوط پاکستان۔ ملک دشمن عناصر کا خواب جمعیۃ اہلحدیث کے افراد کو ختم کر کے ہی شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس ملک کے حصول کے لئے بیش بہا قربانیاں دیں۔ ہمارے بے شمار مدارس برباد ہوئے۔ اپنی مساجد ویران ہوئیں۔ اپنے آباؤ اجداد کے قبرستان چھوڑے۔ اپنی جائیدادیں ترک کیں اور خون کی ندیاں پار کر کے پاکستان پہنچے لیکن......آج پاکستان کے ٹکڑے کرنا جمعیۃ اہلحدیث کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں اسلامی نظام یعنی کتاب و سنت کا نظام قائم کرنا جمعیۃ اہلحدیث کا مقصد وحید ہے۔ اور افسوس کی بات ہے کہ گذشتہ دنوں اسی مقام سے یہ آواز بلند کی گئی کہ: ''اس ملک کا نظام اس اسلام کے مطابق چلایا جائے جو اسلام یہاں کے عوام کے نزدیک معتبر ہوگا'' لیکن جمعیت اہلحدیث واشگاف الفاظ میں اعلان کرتی ہے کہ یہاں صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیھم اجمعین کا قائم کردہ اسلام نافذ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین نے اسلام کی جو تعبیر کی ہے ہم تمام دوستوں کو اس اصل اور حقیقی تعبیر پر متحد ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور اگر ایسا ہو سکے تو پھر کوئی لادینی نظام اس ملک میں نہیں چل سکے گا۔ یہی ہمارا پیغام ہے' یہی ہماری دعوت ہے' یہی ہمارا منشور ہے......اسی نصب العین کے لئے ہم صبح و شام کوشاں ہیں اور ہمارا پیغام ایسا پیغام ہے جس کے ذریعے پوری امت متحد و متفق ہو سکتی ہے۔

اختلاف کیسے ختم ہو؟

جب کسی مسئلہ پر اختلاف پیدا ہوتا ہے تو اس کو ختم کرنے کا یہی طریقہ ہونا چاہئے کہ جو چیز سب کے لئے قابل قبول ہو اس پر اکٹھے ہو جاؤ۔ ساری قوم نے اپنا اختلاف ختم کر کے 1973ء کے آئین پر اتحاد کیا تھا۔

۳۲ علماء کے ۲۲ نکات

قرارداد مقاصد کے پاس کرنے سے قبل اہلحدیث' شیعہ' بریلوی اور دیوبندی مکاتب فکر کے 32 علماء کرام نے مل کر 22 متفقہ نکات پر مشتمل اسلامی دستور کا خاکہ پیش کیا تھا۔ جن میں کتاب و سنت کی بالادستی کو تسلیم کیا گیا تھا۔ کیونکہ کوئی کلمہ گو مسلمان اس بات سے منحرف نہیں ہو سکتا کہ اگر اس ملک میں کوئی نظام چاہیے تو صرف وہ کتاب و سنت کا نظام چاہئے۔ گذشتہ برسوں میں اسلام کے نام پر لوگوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے قوف بنایا گیا اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ 9 سالہ فوجی اقتدار کے دوران آرڈی ننسوں کے ذریعے لوگوں کو خوش کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن اگر اسلام نافذ کرنے کی کوئی مخلصانہ سعی کی جاتی تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ 9 سال کے دوران ملکی حالات میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوتی۔ ملک میں حدود آرڈی ننسوں کے نفاذ کا اعلان تو کر دیا گیا۔ لیکن حکمران طبقے نے حدود آرڈی ننس کا ایک حکم بھی عملی طور نافذ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اسلامی نظام کا عشر عشیر بھی اگر کسی ملک میں نافذ کر دیا جائے تو 9 سال میں ملک کی قسمت بدل سکتی ہے۔ لیکن یہ تلخ حقیقت ہے کہ ملک کا کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکا۔ جس قدر مسائل مارشل لاء کی آمد پر تھے۔ 9 سال میں ان میں کئی گناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اس لئے میں تمام مسلمانوں کو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر متفق ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ فارمولا تمام مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہے۔ لیکن اگر سیاسی جماعتیں اس فارمولا کو تسلیم نہیں کرتیں۔ تو کم از کم مذہبی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اس دعوت کو قبول کر لیں۔ کیونکہ مذہبی جماعتیں کتاب وسنت سے منحرف نہیں ہو سکتیں۔ ان حالات میں جبکہ پاکستان سخت خطرات سے دوچار ہے۔ میں جماعت اسلامی، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان اور دیگر مذہبی جماعتوں کو دعوت اتحاد دیتا ہوں۔ کہ آئیں ہم مل کر پاکستان کا تحفظ واستحکام اور اس میں کتاب وسنت کا نظام نافذ کرنے کے لئے جدوجہد کریں اگر آپ لوگ یہ کہیں کہ مذہبی جماعتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں تو میں آپ سے یہ دریافت کروں گا کہ ان جماعتوں کے اتحاد کے بغیر کبھی اس ملک کا کوئی مسئلہ حل ہوا ہے؟ تاریخ شاہد ہے کہ ان جماعتوں کے متحد ہونے پر ہی مسائل حل ہوتے رہے ہیں۔ یہی جماعتیں قیام پاکستان کے موقع پر متحد ہوئیں تو پاکستان نقشہ عالم پر نمودار ہوا۔ پھر تحریک ختم نبوت کے موقع پر ان جماعتوں کا اتحاد ہوا تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پھر قومی اتحاد معرض وجود میں آیا تو ان جماعتوں نے آپس میں اتحاد کیا۔ ہر جماعت نے اپنے اپنے مسلک پر رہتے ہوئے اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ جن مقاصد کے لئے یہ اتحاد ہوتے رہے وہ مقاصد بھی حاصل ہوتے رہے۔ قیام پاکستان کا مطالبہ تسلیم کیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ حل ہوا۔ قومی اتحاد کی تحریک کے ضمن میں قوم کو ایک آمر سے نجات ملی۔ اگر ماضی میں ان جماعتوں کا اتحاد ہو سکتا ہے تو اب کیوں نہیں ہو سکتا تمام مذہبی جماعتیں جو ملک میں کتاب وسنت کے نفاذ کا مطالبہ کریں گی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان ان کے شانہ بشانہ کام کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

یہ اتنا عظیم الشان اجتماع کہ جہاں تک میں دیکھ رہا ہوں اہلحدیث افراد کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دے رہا۔ اگر ہم متحد ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس ملک میں کتاب وسنت کے نظام کے نفاذ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا یہ ہماری حرماں نصیبی ہے یا ہم کتاب وسنت کا نام لینے میں مخلص نہیں۔ اگر ہم مخلص ہوں تو دوسرے مسائل میں اتحاد کر سکتے ہیں۔ کتاب وسنت کے نفاذ کی خاطر اتحاد کیوں نہیں کر سکتے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ضروری وضاحت میں علیٰ وجہ البصیرت تمام لوگوں کے سامنے یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے یہ اجتماع کسی دینی جماعت کی مخالفت کرنے کے لئے منعقد نہیں کیا۔ اس اجتماع کو اگر کوئی اپنے خلاف سمجھتا ہے تو وہ صرف پاکستان دشمن عناصر ہی ہو سکتے ہیں۔ جو اس ملک میں مرزائیت اور کمیونزم کو مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ نہ تو ہم ملک عزیز کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے دیں گے اور نہ ہی ملک میں مرزائیت اور کمیونزم کو مسلط ہونے دیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میں نے شروع میں جو آیت تلاوت کی تھی اس آیت کریمہ میں اللہ احکم الحاکمین فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! تمہارے لئے اصل دین کون سا ہے؟ "یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" یعنی دو ہی ہیں مسلک اہلحدیث کے اصول۔ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ دو چیزیں ہیں۔ اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت۔ اس کے بعد "اولی الامر" لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے "اطیعوا" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس لئے کہ مستقل اطاعت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ کسی اولی الامر یعنی کسی حاکم، کسی فقیہ، کسی محدث اور کسی امام کی رائے یا قول اللہ اور رسولؐ کے حکم کے سامنے قابل قبول نہیں۔ امام مالکؒ نے منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ اے ایمان والو! دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جس کی تمام باتیں قابل قبول ہوں۔ پھر روضہ رسولؐ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "الا صاحب ھذا القبر" کہ اس روضے والے کی تمام باتیں نہ صرف قابل تسلیم بلکہ واجب التسلیم ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ پیغام ملک کے گوشے گوشے اور کونے کونے میں پہنچا دیجئے کہ اگر اس ملک سے چوری، رشوت، زنا، ڈاکے، قتل و غارت، بے حیائی، اقربا نوازی اور دوسری تمام برائیوں کا خاتمہ چاہتے ہو تو صحیح اسلامی نظام نافذ کرنا ہوگا۔ جس میں ہمارا کردار یہ ہوگا کہ اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کے نفاذ کے لئے ہم کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور اس مشن کی تکمیل کے لئے جو بھی اتحاد عمل میں لایا جائے گا، ہم اس میں دل و جان سے شریک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ کا صدارتی خطاب

کشمیر پاکستان کا جزو لاینفک ہے

ترتیب و تلخیص۔ طارق بشیر ایم۔ اے کینیڈا

ایک عرصہ سے بھارت نے مقبوضہ کشمیر پر مسلح افواج کی مدد سے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ جہاں مسلمانوں کا قتل عام اور عفت مآب خواتین کی عصمت دری جیسے انسانیت اور حیا سوز واقعات روزانہ کا معمول بن چکے ہیں۔ بھارت کی مسلح افواج نہتے کشمیریوں کو جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں بھیڑ بکریوں کی طرح موت کے گھاٹ اتار رہی ہے۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اس کی آزادی اور بھارتی غنڈوں کی خون آشامیوں کو روکنے کیلئے اسلامیانِ کشمیر کی مدد کرنا ہم سب کا دینی فریضہ ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی فعال قیادت حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر نہ صرف مجاہدین کشمیر کی اخلاقی اور مالی مدد کرتی ہے بلکہ مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرنے اور نوجوانوں کو جہاد کشمیر کی ترغیب دلانے کیلئے ملک بھر میں "جہاد کشمیر کانفرنسوں" کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس کی سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے رہے۔ اسی سلسلے میں مرکزی جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ شہر کے زیرِ اہتمام مورخہ 19 دسمبر 1994 بروز سوموار بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد اہلحدیث 'چوک اہلحدیث گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان جہاد کشمیر کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے فرمائی۔ جبکہ مرکزی قائدین امیر محترم علامہ پروفیسر ساجد میر' الحاج میاں فضل حق ناظم اعلیٰ مرکزیہ' میاں محمد جمیل ایم۔اے' حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری' حضرت مولانا محمد اعظم' محمد نعیم بٹ و دیگر علماء کرام تشریف لائے۔ یہ کانفرنس اپنے موضوع' حاضری اور تقاریر کے اعتبار سے انتہائی کامیاب رہی۔ کانفرنس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو صدارتی خطاب فرمایا اس کی اہمیت کے پیشِ نظر آڈیو کیسٹ کی مدد سے لوح قرطاس پر منتقل کر کے ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

الحمدللہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

حضرات! جب ہم مسئلہ کشمیر کا تصور اپنے ذہنوں میں لاتے ہیں تو ہمارا خون کھولنے لگتا ہے۔ کن لوگوں کا خون کھولتا ہے؟ جنہیں مسئلہ کشمیر کی اہمیت کا علم ہے۔ جو لوگ مسئلہ کشمیر کی اہمیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ نہیں وہ مسلمان ہونے کے ناطے ان کے ساتھ ہمدردی تو ضرور رکھتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں دشمن کے خلاف اشتعال پیدا نہیں ہوتا۔ اشتعال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یہ علم ہو کہ مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں ہم پر کیا گزری؟ ہمیں کس طرح مسئلہ کشمیر میں الجھایا گیا ہے؟ اس مسئلے کو دشمنانِ اسلام امریکہ، برطانیہ اور بھارت نے مل کر پیدا کیا تھا تاکہ پاکستان کو طرح طرح کے مسائل میں الجھادیا جائے۔ یہ مسئلہ پاکستان کیلئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ کشمیری مسلمان جو کشمیر کی آزادی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے برسرِ پیکار ہیں اور وہ پاکستان کی بقا، استحکام اور تکمیل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے بہت بڑے محسن ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے بھارت کی غلامی کا مزہ چکھ لیا ہے۔ لیکن کشمیر کی آزادی کا سب سے زیادہ فائدہ پاکستان کو ہی پہنچے گا۔ اس لئے ملک کا ہر فرد اس مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ ہم اس مسئلے میں کیوں اور کیسے الجھائے گئے ہیں؟

دراصل جس خطے کا مطالبہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قائداعظمؒ نے کیا تھا اگر وہ پاکستان ہمیں مل جاتا تو بھارت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ شاندار منصوبہ جو علامہ اقبال مرحوم، محمد علی جناح مرحوم اور دیگر مسلمان سیاسی راہنماؤں نے بنایا تھا۔ جس کے تحت انبالہ تک پنجاب کی سرحد قائم ہوتی۔ اگر یہ سارا پنجاب ہمیں مل جاتا تو آج نہ کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوتا اور نہ مشرقی پنجاب کا کوئی مسئلہ باقی رہتا۔ مشرقی پنجاب کو بھی سازش کے تحت پاکستان سے علیحدہ کیا گیا۔ دوسرا مسئلہ مشرقی پاکستان کا تھا کہ بنگال اور آسام، دونوں صوبوں میں سندھ اور پنجاب کی طرح مسلمان اکثریت میں تھے لیکن انگریز، مسلمانوں کو طاقتور دیکھنا چاہتا تھا اور نہ ہندو بنیا۔ چنانچہ آسام کا پورا صوبہ اور آدھا بنگال کلکتہ سمیت مشرقی پاکستان سے کاٹ دیا گیا۔ اس لئے کہ اگر یہاں تک مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی تو پھر بھارت اس کے پڑوس میں باقی نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ تمام اسلام دشمن طاقتوں کی سازش کے نتیجے میں پنجاب کی طرح بنگال اور آسام بھی تقسیم ہو گئے۔ اس کے بعد مشرقی اور مغربی پنجاب کے درمیان سرحد قائم کرنے کیلئے جو باؤنڈری کمیشن قائم ہوا اس نے بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ جواہر لعل نہرو سے رشوت لیکر امرتسر، فیروزپور اور گورداسپور کو پاکستان میں شامل کرنے کی بجائے ایک سازش کے تحت انہیں بھارت میں شامل کر دیا گیا تاکہ بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ مل جائے۔ پھر یہ بھی طے ہوا تھا کہ جن ریاستوں میں ہندو کی اکثریت ہے وہ ہندوستان میں شامل ہو جائیں۔ اور جن ریاستوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کرلیں۔ جبکہ حیدرآباد، جوناگڑھ ایسی ریاستیں تھیں جن کے نواب تو مسلمان تھے لیکن رعیت کی اکثریت ہندو تھی۔ ان نوابوں نے اپنی ریاستوں کا پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اسلام دشمن طاقتوں اور ہندوستان نے کہا کہ چونکہ رعیت کی اکثریت ہندو ہے اس لئے نوابوں کے اعلانات کی کوئی حیثیت نہیں۔ چنانچہ ہندوستان نے حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ اگر کشمیر کا مسئلہ بھی اسی اصول کے تحت طے ہوتا کہ جہاں کی رعیت اکثریت میں ہے وہ ریاست انہی کو ملے تو پھر کشمیر پاکستان کو ملنا چاہیے تھا۔ کیونکہ وہاں مسلمانوں کی آبادی 98 فیصد ہے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ وہاں کے راجہ نے ہندوستان کے ساتھ الحاق کر لیا ہے۔ اندازہ لگایئے کہ حیدر آباد' جونا گڑھ اور مناودر کے نوابوں نے تو الحاق پاکستان کے ساتھ کیا تھا اسے تو تسلیم نہیں کیا کیونکہ وہاں کے علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے لیکن جب کشمیر کے راجہ نے ہندوستان کے ساتھ الحاق کیا تو کسی نے نہیں کہا کہ یہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے' ہندوستان کے ساتھ الحاق نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان نے صرف راجہ کے کہنے پر قبضہ کر لیا۔ اگر اس وقت مسلم لیگ' جہاد کے ذریعے آزاد کشمیر والے حصہ پر قبضہ نہ کرتی تو پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جاتا۔ پاکستان کی خالق جماعت کا یہ کارنامہ ہے کہ اس نے کشمیر کا تیسرا حصہ جہاد کے ذریعے آزاد کروالیا۔ اور اسی وجہ سے پاکستان کی سرحدیں کچھ محفوظ ہو گئیں ورنہ جہلم کے ساتھ کشمیر کی سرحد ملتی ہے۔ اگر ہندوستان یہاں داخل ہو جاتا تو پاکستان گھیرے میں آجاتا اور چین تک کوئی رابطہ نہ ہو سکتا۔ شاہراہ ریشم وجود میں نہ آتی۔ اگر 1948ء کی جنگِ کشمیر بند نہ ہوتی تو پورا کشمیر قبضے میں آسکتا تھا۔ لیکن ہمارے بزدل حکمران ڈر گئے۔ اور جواہر لعل نہرو اس مسئلے کو سلامتی کونسل میں لے گیا اور جنگ بند ہو گئی۔ اگر اس وقت جنگ بندی نہ ہوتی تو سارا کشمیر آزاد ہو جاتا۔ لیکن لیاقت علی خاں سے یہ فاش غلطی ہوئی جس کا خمیازہ آج تک پوری قوم بھگت رہی ہے۔

سلامتی کونسل نے اس شرط پر جنگ بند کروائی تھی کہ حالات ٹھیک ہونے پر کشمیریوں کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ رائے شماری کے ذریعے جس کے ساتھ شامل ہونا چاہیں ہو جائیں۔ اول تو یہاں استصواب رائے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ یہ مسلم اکثریت کی ریاست ہے۔ لیکن جس طرح کہتے ہیں کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ لہذا ان کی بات ماننا پڑی ہمارے لیڈروں کی یہ کمزوری ہے کہ انہوں نے وقت سے فائدہ نہ اٹھایا ورنہ آج کشمیر پاکستان کی طرح آزاد ہوتا۔ جنگ بندی کے بعد دیکھ لیا کہ آج تک بھارت کسی سمجھوتے پر تیار نہیں ہوا اور نہ ہی کشمیر چھوڑنا چاہتا ہے۔ 62-1960 میں جب ہندوستان اور چین کی لڑائی شروع ہوئی تو بھارت کی ساری فوج چین کی سرحد پر چلی گئی۔ اس وقت بھارت کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ اس کی فوج کشمیر سے نکل آئی ہے۔ اور پاکستان اپنی فوج وہاں داخل کر دے گا۔ چنانچہ وہ امریکہ اور برطانیہ کے آگے گڑگڑایا کہ جس طرح ہو سکے صدر ایوب کو روکو کہ وہ ہماری اس کمزوری سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ایسے موقع

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فائدہ نہ اٹھا کر صدر ایوب نے بہت بڑا نقصان کیا۔ ورنہ پاکستان آٹھ پہر کے اندر اندر پورے کشمیر پر قبضہ کر سکتا تھا کیونکہ وہاں ہندوستان کی فوج موجود نہ تھی۔ وہ چین کی سرحد پر جا چکی تھی۔ پس امریکہ نے آنکھیں دکھائیں ہمارے حکمران بلی بن گئے۔ ایوب خاں نے کہا کہ ہم موقع سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ تم اپنی جنگ سے فارغ ہو تو پھر رائے شماری کے ذریعے فیصلہ ہو گا۔ جب ہندوستان چین کی جنگ سے فارغ ہوا تو اس نے کہا کہ کشمیر تو ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔ یہ ہندوستان سے الگ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے بعد پھر ایک اور موقع آیا کہ جب ہندوستان کے اندر سکھوں نے بغاوت کر دی ادھر کشمیر میں بھی آزادی کی تحریک زوروں پر تھی۔ ہماری بدقسمتی کہ ہمارے ملک کی پیپلز پارٹی کی راہنما بے نظیر نے برسر اقتدار آنے کے بعد سکھوں کے تمام خفیہ فوجی اڈوں کی معلومات ہندوستان کے حوالے کر دیں۔ انہوں نے سارے حریت پسند سکھوں کو چن چن کر قتل کروا دیا۔ یہ الزام نہیں اس بات کا اقرار بے نظیر نے خود کیا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر وہ سکھوں کی بغاوت کچلنے کیلئے ہندوستان کی مدد نہ کرتی تو ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ جو وزیر اعظم ہندوستان کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچانے کی کوشش کرتی ہے کیا اس ظالم کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ ہندوستان نے کس طرح مشرقی پاکستان میں اپنی فوج داخل کر کے اسے پاکستان سے علیحدہ کیا تھا۔ پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے والا ہندوستان' اس کے ساتھ احسان کرنے والی بے نظیر۔ سکھوں کی بغاوت کا فائدہ براہ راست پاکستان کو پہنچ رہا تھا اگر سکھ کامیاب ہو جاتے تو ان کا صوبہ آزاد ہو جاتا تو پھر ہندوستان کو کشمیر کا راستہ کسی صورت نہیں مل سکتا تھا۔ کشمیر کی موجودہ داستان مظلومیت پیپلز پارٹی کی سربراہ بے نظیر کی پیدا کردہ ہے۔ ایسی صورتحال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **مالکم لا تقاتلون فی سبیل الله** اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اللہ کی راہ میں کیوں نہیں لڑتے۔ اللہ کی راہ میں لڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جو مکے میں مظلوم مسلمان تھے ان کی امداد کیلئے اور ان کو آزاد کرانے کیلئے نکلو۔ بالکل اسی آیت کا مطلب یہاں فٹ آتا ہے کہ آج مسلمانان کشمیر ہماری طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جو دن رات بہو بیٹیوں کی عزتوں کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ ان کے نوجوان قتل ہو رہے ہیں۔ لیکن پاکستان کا نوجوان بسنت منا رہا ہے۔ جو ہندوؤں کا تہوار ہے۔ انہیں دانستہ طور پر ہندو بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پاکستان کا نوجوان ہندوستان کی فلمیں دیکھتا ہے۔ پاکستان کا نوجوان ان کے ساتھ رابطے بڑھاتا ہے۔ ہم نے ان سے کیا جنگ کرنی ہے ہم تو اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے کے درپے ہیں۔ اگر کشمیر کی یہ جنگ (خدانخواستہ) ہندوستان نے جیت لی تو پاکستان کیسے زندہ رہے گا؟ یہاں کی صورتحال یہ ہے کہ جس کے پاس طاقت ہے اس نے کشمیر پر قبضہ جما رکھا ہے۔ ورنہ سیاسی'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جغرافیائی اور تقسیم ہند کے ایجنڈا کے مطابق کوئی ایسا قانون نہیں ہے جس کے تحت ہندوستان کشمیر پر قابض رہ سکتا ہے۔ لیکن ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ان کا کشمیریوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ سنتے ہو! ہماری حکومت یہ کہہ کر امریکہ کو یقین دلا رہی ہے کہ وہ وہاں مجاہدین نہیں بھیج رہے۔ اور بے نظیر کی حکومت آنے کے بعد جس طرح سکھوں کے خفیہ اڈے ختم کئے گئے اسی طرح آزاد کشمیر کے اندر بھی مجاہدین کے تربیتی کیمپ ختم کرا دیئے ہیں۔ جس کا امریکہ نے بھی اعتراف کیا ہے کہ پاکستان نے کوئی تربیتی کیمپ باقی نہیں رہنے دیا۔

آپ نے دیکھ لیا ہے کہ پاکستان نے ایک بار اقوام متحدہ میں قرارداد پیش کی جو ناکام ہو گئی۔ دوسری بار پیش کی پھر ناکام ہو گئی اور تیسری بار واپس لے لی۔ کیا آپ کو اب بھی سمجھ نہیں آتی کہ پیپلز پارٹی کی اس حکومت نے پہلے پاکستان کو دو ٹکڑے کیا "ادھر ہم ۔۔ ادھر تم" کا نعرہ لگایا۔ صرف اپنی حکومت قائم کرنے کیلئے ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کو دولخت کر دیا تھا اور اب اس کی بیٹی بے نظیر صرف اپنی حکومت قائم رکھنے کیلئے امریکہ کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہے۔ اس سے بھی آگے دیکھئے کہ ایران نے کہا ہے کہ پاکستان کی حکومت نے امریکہ سے یہ کہہ دیا ہے کہ اگلے سال 1995 کے اوائل میں ہم یکطرفہ طور پر ایٹمی پلانٹ بند کرنے کے معاہدے پر دستخط کر دیں گے مگر ہماری حکومت کا موقف یہ ہے کہ ہندوستان کے دستخط کرنے پر ہم دستخط کریں گے۔ اگر ہندوستان دستخط کر بھی دیتا ہے تو پھر بھی ہمیں دستخط نہیں کرنے چاہیے۔ قربان جائیں ہندو لالوں پر کہ جنہیں ہم بزدل اور کمینے سمجھتے تھے آج امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم کسی ایٹمی سمجھوتے پر دستخط نہیں کریں گے۔ اور نہ قرارداد قبول کریں گے۔ اس کے برعکس ہمارے حکمران مسلمانی کا دعویٰ رکھتے ہوئے بھی اتنے بزدل اور اقتدار کے حریص ہیں کہ جیسے امریکہ کہتا ہے ویسے ہی کرنے کو تیار ہیں۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مہنگائی دن بدن کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟ عالمی مالیاتی ادارے مطالبہ کرتے ہیں کہ فلاں چیز کا یہ ریٹ مقرر کرو۔ جب مسلمان اسے برداشت کر لیتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ریٹ اور بڑھاؤ۔ اور بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس طرح بجلی، تیل اور گیس کے ریٹ بھی بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ عوام کو مہنگائی کا شکار کر دیا جائے۔ کیا آپ نے اخبار میں نہیں پڑھا کہ حکومت نے اتنے ارب روپے کا قرض ادا کر دیا ہے۔ کہاں سے ادا کیا ہے؟ آپ کی جیبوں سے نکال کر اور مہنگائی پیدا کر کے جو رقم اکٹھی کی ہے اس سے ادا کیا ہے۔ پھر آئندہ سال 1995 کے اوائل میں انہوں نے امریکہ کو ایٹمی پلانٹ بند کرنے کے سمجھوتے پر دستخط کرنے کا یقین دلایا ہے۔ ہمارے مخلص سیاست دان یونہی دن رات دہائی نہیں دے رہے کہ اگر تم نے اس نسوانی حکومت کو مزید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہلت دے دی تو یہ تمہیں ختم کر کے رکھ دے گی اور تمہیں دشمنوں کے پاس گروی رکھ دے گی۔ ہمیں تو سمجھایا گیا اور ہمیں تنبیہ کی گئی تھی لیکن اس وقت ہم نے کچھ نہ کیا۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ یاد رکھیں کہ کشمیر کے مسئلے پر ہماری حکومت صرف زبانی جمع خرچ کر رہی ہے عملاً کچھ نہیں ہے۔ جو مجاہدین جہاد کے لئے جا رہے ہیں وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث سمیت چند دینی جماعتوں کے کارکن ہیں جو حکومت کی مرضی کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں حالات پر پوری نظر رکھنی چاہیے۔ ورنہ

تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

غور و فکر کا مقام ہے کہ ہمارے ساتھ کتنا بڑا فراڈ کیا جا رہا ہے کہ بے نظیر کہتی ہے کہ تمام اسلامی ممالک ہندوستان کے ساتھ اقتصادی بائیکاٹ کریں اور خود تجارتی معاہدے کر رہی ہے۔ کیا اسلامی ممالک بیوقوف ہیں کہ جن کا مسئلہ ہے وہ خود تو اقتصادی بائیکاٹ نہیں کرتے ان کے ہندوستان کے ساتھ تعلقات معمول کے مطابق چل رہے ہیں وہ تو ان کے تخریب کاروں کو سندھ میں داخل ہونے سے بھی نہیں روکتے۔ ہمیں کہتے ہیں کہ اس کا اقتصادی بائیکاٹ کرو۔ جبکہ یہ خود نیا تجارتی معاہدہ کر رہے ہیں۔ اور ایران کی گیس پاکستان سے گزر کر ہندوستان جائے گی تو اس کا فائدہ ہندوستان کو پہنچے گا۔ ہندوستان زیادہ ترقی کرے گا اور پاکستان کمزور ہوگا۔ جو حکومت اپنے ملک کے نقصان کو محسوس نہیں کرتی اس کی ہمدردیاں ہندوستان کے ساتھ ہیں۔ وہ پاکستان پر ایک دن بھی حکومت کرے تو گناہ ہے وہ دس دن بھی حکومت کرے تو گناہ ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اے اللہ! ایسی بے حس' بے شرم اور بے حیا حکومت جس کو پاکستان کے ساتھ نہیں ہندوستان کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہے یا اللہ اسے ہمارے اوپر سے ٹال دے۔ آمین۔ اے اللہ اس ملک کو ان لوگوں کے حوالے کر جو پاکستان کے خیر خواہ اور ہمدرد ہوں اور جو دشمن ہیں اے اللہ انہیں ختم کر دے۔ اے اللہ ہماری دعاؤں کو قبول فرما اور پاکستان آزاد رہ کر اور صحیح اسلامی ملک بن کر اپنی زندگی بسر کرے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں جمہوریت کا تصور!

از افادات۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

برصغیر پاک وہند کی تاریخ شاہد ہے کہ یہاں بہت سے فتنے اور دین کے نام پر تحریکیں اٹھیں۔ عوام کے ساتھ علماء بھی ان کا شکار ہو گئے۔ ایک وہ دور تھا جب دہلی کے علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص قرآن مجید کا ترجمہ کرے گا وہ واجب القتل ہے۔ اس وقت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا خاندان موجود تھا۔ اس خاندان کے نامور فرزند شاہ عبدالقادر دہلوی نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا تو ان کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا ہوا۔ لوگ ان کی جان کے دشمن ہو گئے لیکن شاہ صاحب حق پر قائم رہے۔ لڑائی بھی ہوئی بالآخر مخالفین بھاگ گئے۔ ایسی صورتحال میں علماء کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ملک وملت کی رہنمائی اور معاشرے کی اصلاح کریں۔ اگر وہ خود ہی نئے فتنوں کی رو میں بہہ جائیں تو پھر اصلاح امت کا فریضہ کون ادا کرے گا؟ یہاں علامہ مشرقی اٹھا تو لوگ اس کے پیچھے ہو لئے۔ فتنہ انکار حدیث نے سر اٹھایا تو لوگ اس کے جال میں پھنس گئے۔ یہاں اہلحدیث میں مرکز الدعوۃ کی تحریک اٹھی تو عوام ہی نہیں خواص بھی اس کا شکار ہو گئے۔ کون سی نئی بات انہوں نے کی تھی اگر یہ لوگ علماء اہلحدیث کے ماضی کی تاریخ پڑھ لیتے تو اہلحدیث علماء پر نہ برستے ان کو کافر قرار نہ دیتے۔ لیکن وہ تو خود جاہل ہیں کیا سمجھتے ہو کہ پروفیسر حافظ سعید بہت بڑا عالم دین ہے کس کو یہ غلط فہمی ہے؟ کہ وہ عالم دین ہے مولانا عبدالسلام بھٹوی کو انہوں نے آگے لگا رکھا ہے کہ یہ عالم دین ہیں۔ میرے ساتھ ان کی ایک دفعہ گفتگو ہوئی میں نے پوچھا کہ آپ مرکز سے الگ ہو کر کیوں کام کرتے ہیں؟ مرکزی جمعیت میں شامل ہو جایئے۔ کہنے لگے کہ ہمارا ان سے اختلاف ہے کیونکہ ان کا امیر بنانے کا طریقہ غیر شرعی ہے میں نے کہا کہ آپ کوئی وقت طے کر لیں تاکہ باہمی گفتگو ہو جائے آپ اس طریقہ کو غیر شرعی ثابت کریں اور شرعی طریقہ پیش کریں وہ اپنا لیا جائے گا۔ حافظ سعید صاحب اور مولانا عبدالسلام پانچ چھ مجاہدوں کو ساتھ لے کر ہمارے دفتر 106 راوی روڈ آ گئے۔

امیر بنانے کا شرعی طریقہ؟

حافظ سعید نے کہا کہ ہماری طرف سے مولانا عبدالسلام بھٹوی گفتگو کریں گے میں نے کہا ٹھیک ہے تب میں نے مولانا عبدالسلام سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کیا کہ آپ مرکزی جمعیت کے امیر بنانے کے طریقہ کو غیر شرعی ثابت کرتے ہوئے شرعی طریقہ بتائیں تو انہوں نے یہ آیت پڑھی **یاایھاالذین امنوا اطیعوااللہ واطیعواالرسول واولوا الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول** جب وہ یہ آیت پڑھ چکے تو میں نے کہا کہ محترم آپ ہمارے جامعہ محمدیہ میں استاد بھی رہے ہیں۔ قرآن مجید بھی آپ نے پڑھا ہوا ہے کیا یہ آیت امیر بنانے کے طریقہ کے متعلق ہے۔ کہنے لگے نہیں میں نے کہا پھر کیوں پڑھی؟ کہنے لگے اب بتاتا ہوں۔ میں نے کہا بتاؤ انہوں نے کہا ملک بھر سے راسخ العقیدہ اہلحدیث علماء کرام کو اکٹھا کرو وہ ایک سو تین سو یا پانچ سو ہو جائیں تو ان میں سے ایک امیر بنالو۔ میں نے کہا کہ اسلام میں پہلے امیر حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے کیا ان کو امیر بناتے وقت تمام اسلامی دنیا کے جید صحابہ کرام کو اکٹھا کیا گیا تھا کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا کہ تمام صحابہ کو چھوڑو کیا صرف مدینہ کے صحابہ کرام کو اکٹھا کر کے ابوبکرؓ کو امیر بنایا گیا تھا کہنے لگے نہیں۔ تو میں نے کہا کہ پھر آپ کے نزدیک سب سے پہلے غیر شرعی امیر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوئے اسی طرح خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کو امیر بنایا گیا تو صحابہ کو اکٹھا نہ کیا گیا بلکہ حضرت ابوبکرؓ نے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد حضرت عمرؓ امیر ہوں گے۔ یہاں **شاورھم فی الامر** بھی نہ رہا **امرھم شوریٰ بینھم** بھی نہ رہا یہ دوسرے امیر ہیں اور ایسے ہی تیسرے امیر حضرت عثمانؓ نے اور چوتھے حضرت علیؓ کو تو حضرت عثمانؓ کے قاتلوں اور باغیوں نے امیر بنا دیا کیا باغیوں کا بنایا ہوا امیر شرعی ہے یا غیر شرعی؟ آپ کہتے ہو کہ الیکشن میں ایسے ویسے لوگ آجاتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو امیر بنانے والے کیا بڑے متقی اور پرہیزگار تھے جب یہ چار باتیں سامنے آئیں تو پروفیسر حافظ سعید کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا کہ مجھے مولانا عبداللہ صاحب سے اتفاق ہے کہ اگر شریعت میں امیر بنانے کا کوئی طریقہ موجود ہوتا تو وہ خلفاء کو بھی معلوم ہوتا چونکہ چاروں خلیفوں کے انتخاب کا طریقہ مختلف ہے۔ لہذا یہ چاروں طریقے بھی درست ہیں اور آج بھی اگر کسی طریقہ سے کوئی امیر منتخب کر لیا جائے تو اس کی اطاعت لازم ہے۔

آپ ان لوگوں کے پیچھے دوڑتے ہیں جن کو اسلامی تاریخ کا علم نہیں جن کو یہ نہیں معلوم کہ اسلام میں امیر بنانے کا طریقہ موجود ہے یا نہیں یہ صرف "اٹکل پچو" ہی مارتے ہیں ان کے پیچھے علماء بھی گئے طلباء بھی گئے اور عوام بھی اب تو غبارے سے ہوا نکل چکی ہے اب وہ اٹھان نہیں رہی اب پاؤں کے نیچے سے زمین نکل رہی ہے۔ رہی بات جمہوریت کی تو ہم نے کئی مرتبہ انہیں کہا کہ تم کہتے ہو کہ جمہوریت کفر ہے آؤ ہمارے ساتھ اس مسئلہ پر بات کر لو۔

اسلام میں جمہوریت

سنو ایک خلیفہ (حضرت عثمانؓ) نے غیر جمہوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کیا مصر والوں نے کہا کہ جو گورنر آپ نے بھیجا ہے اس کو واپس بلواؤ اور ہماری مرضی کا گورنر بھیجو۔ حضرت عثمانؓ نہ مانے تو بغاوت ہو گئی اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ کوفے والے مجھے کہیں کہ ہماری مرضی کا گورنر بھیجو تو میں بھیج دوں گا۔ شام والے کہیں کہ اسے تبدیل کر دو تو میں تبدیل کر دوں گا۔ جن عوام کے ذریعے میں نے حکومت کرنی ہے اگر اس کو اعتماد میں نہ لیا گیا تو آپ حکومت کس طرح کر سکتے ہیں؟ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو وصیت کی تھی کہ قلیل تعداد والے کثرت والوں کی اتباع کریں اگر اقلیت کا اکثریت کی اطاعت کرنا کفر ہے تو حضرت عمرؓ کے بارے میں کیا کہو گے؟ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے کہا کہ اے عبداللہ یہ چھ آدمی جو میں نے مقرر کئے ہیں ان میں اتفاق ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اکثریت جس کے ساتھ ہو تو اس کی اطاعت کرو۔ آپ اپنے بیٹے کو اکثریت کی اطاعت کیلئے کہہ رہے ہیں اور جب اکثریت اقلیت کے پیچھے چلے تو ملک کا نظام کیسے چل سکتا ہے؟ ان کو نہ دین کا علم ہے نہ حدیث کا اور نہ تاریخ سے واقف ہیں۔

آؤ میں بتاؤں جمہوریت کیا ہے؟

اسلام دنیا کا واحد جمہوری دین ہے۔ اس میں آمریت کی کوئی گنجائش نہیں۔ جمہوریت کو مادر پدر آزاد قرار دے کر کفر کے فتوے لگا دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ جمہوریت کا مطلب آزادی اظہار اور بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی ہے۔ اگر مغرب میں جمہوریت مادر پدر آزاد ہے تو یہ ان کا قصور ہے۔ ہمارے ہاں کی جمہوریت شریعت کی پابند ہے۔ قرارداد مقاصد کے تحت ملک میں کتاب و سنت کے خلاف کوئی قانون پاس نہیں کیا جا سکتا۔ اب بتائیں جب اکثریت کا کوئی فیصلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بن سکتا تو حرام کیوں ہے؟ قرآن مجید میں آیا ہے کہ مسلمان مشورے سے کام کرتے ہیں "**امرھم شوری بینھم**" بتائیں کیا باہم مشورے سے پانچ کی جگہ چھ نمازیں کی جا سکتی ہیں؟ اصل میں مشورے کا حکم نصوص کے علاوہ جو معاملات آتے ہیں ان کیلئے دیا گیا ہے۔

نبی مکرم ﷺ بھی جمہوریت کے حق میں فیصلہ دیا کرتے تھے۔ غزوہ احد سے قبل رسول اللہ ﷺ نے مشورے کیلئے تمام صحابہ کو جمع کیا۔ فیصلہ یہ کرنا تھا کہ مدینے میں رہ کر جنگ کی جائے یا باہر؟ جب کہ عبداللہ بن ابی منافق جو شوریٰ میں شامل تھا اس کی رائے بھی یہی تھی کہ مدینہ میں رہ کر لڑنا چاہیے۔ لیکن اکثریت کی رائے یہ تھی کہ باہر نکل کر لڑنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے اپنی اور ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمرؓ کی رائے کو چھوڑ اکثریت کی بات مانی ہے۔ یہ جمہوریت نہیں تھی تو اور کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت میں حق بات کہی جا سکتی ہے

کہتے ہیں

جمہوریت کے ذریعے کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ یہ ملک جمہوریت کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے۔ یہاں غیر شرعی قانون کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ جمہوریت کی برکت ہے کہ ہم برسرِ عام حکومت اور طاقتور عناصر سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ آپ ہر کسی کے سامنے حق بات کہہ سکتے ہیں۔ جمہوریت نے ہی ہمیں آزادی اظہار کا حق دلایا ہے۔ ہمیں جو خالص کتاب و سنت کی تبلیغ کی اجازت ہے وہ بھی جمہوریت کا ثمر ہے۔ اگر آمرانہ حکومت ہو تو تبلیغ پر بھی پابندی عائد کر سکتی ہے۔ اس لئے یہ جمہوری نظام ہر لحاظ سے ہمارے لئے بہتر ہے۔

ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے حکمران ہم سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں اگر وہ اپنی مرضی سے اپنی عیاشیوں پر خرچ کرنے لگیں تو کیا ہم ان کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں تب تک زکوٰۃ انہی کو دو اگر وہ بے محل پیسہ خرچ کریں گے تو جوابدہ وہ ہوں گے اور اگر آپ زکوٰۃ دیں گے تو جوابدہ آپ ہوں گے۔ جب نماز پڑھتے ہوئے خلیفہ رہا جا سکتا ہے تو نماز پڑھتے ہوئے ووٹ کیوں نہیں دیا جا سکتا۔ جب اسلامی سلطنت میں عبداللہ بن ابی منافق جو دل سے اسلام کو قبول نہیں کرتا وہ ووٹ دے سکتا ہے تو اور کون سا بے عمل اور بے علم ووٹ سے محروم رہ سکتا ہے؟

بقیہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے چند پسندیدہ اشعار

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر ۔۔۔ داغ رویا خون کے آنسو جہاں آبا پر
آسماں نے دولت غرناطہ جب برباد کی ۔۔۔ ابن بدروں کے دل نا شاد نے فریاد کی
غم نصیب اقبالؔ کو بخشا گیا ماتم ترا ۔۔۔ چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر ۔۔۔ خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار ۔۔۔ قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی ۔۔۔ خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے ۔۔۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے ۔۔۔ نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9 دسمبر 1990 شہنائی ہال لاہور میں خطاب

حضرت مولانا محمد عبداللہ ؒ

مسئلہ خلیج

جماعت اہلحدیث نہ صرف اسلامی نظریہ کی داعی ہے بلکہ وہ ایک ایسی تحریک ہے جو ہر دور میں عصری تقاضوں اور مسائل کے حل کیلئے دنیا کو کتاب وسنت کی رہنمائی اور روشنی مہیا کرتی ہے۔ اس کا دائرہ کار زمان ومکان کی مصنوعی حد بندیوں سے بلند ہے۔ جہاں کتاب وسنت کی یہ شمع روشن ہوتی ہے وہاں دور ونزدیک سے پروانے جمع ہوجاتے ہیں۔ حرمین شریفین کی سرزمین وحی الٰہی کے پیغام کی امین ہے۔

اس وقت دنیا میں جو مصائب وآلام منڈلا رہے ہیں وقت کی اہم ضرورت یہ تھی کہ اسلامی دنیا متحد ہوجاتی۔ لیکن عراق کے صدر صدام نے مسلمانوں کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ صدام ملوکیت کو ختم کرنا چاہتا ہے اور وہ دوسرا صلاح الدین ایوبی ہے۔ ملوکیت صرف وہ حرام ہے جو آمریت پر مبنی ہو۔ لیکن سعودی عرب میں کتاب وسنت کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ سعودی عرب کی کوشش یہ ہے کہ کسی طرح خلیج کا علاقہ جنگ سے محفوظ رہے۔ مگر فتنہ وفساد کی اصل جڑ صدام حسین ہے۔ مولانا صاحب نے کہا کہ ہم سعودی عرب کی طرف سے امریکی فوج کو دعوت دینے کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اپنے دفاع کی کوشش نہ کرتا تو آج سعودی عرب بھی کویت جیسا ہوتا۔ انہوں نے حکومت پاکستان کی طرف سے سعودی عرب فوجیں بھیجنے کے فیصلے کو خراج تحسین پیش کیا۔

جمعیت اہلحدیث کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ جمعیت نے سعودی عرب کے صحیح موقف کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ اور اب خلیج کے مسئلہ پر بھی کویت اور سعودی عرب کے موقف کی نہ صرف حامی ہے بلکہ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ جمعیت اہلحدیث نے پورے ملک میں حرمین شریفین کانفرنسیں منعقد کرکے عراق کی جارحیت کا پردہ چاک کیا ہے اور سعودی موقف کی حمایت کی ہے۔ اس پر ملک کا پریس گواہ ہے۔ خادم حرمین شریفین شاہ فہد نے خلیج کے مسئلہ پر جو موقف اختیار کیا ہے اور جو دفاعی اقدامات کئے ہیں ہم ان کی نہ صرف حمایت کرتے ہیں بلکہ اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

مولانا صاحب نے سلسلہ خطاب جاری رکھتے ہوئے کہا: کہ آج اپنی حرماں نصیبی پہ رونا آتا ہے کہ کویت پر عراق کے قبضہ نے عالم اسلام کو ایک عجیب آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ صدام حسین نے پوری دنیا کی بات کو رد کرکے اپنی ہٹ دھرمی سے مسلمانوں کو جنگ کے منہ میں جھونک دیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کی وہ کوششیں جو انہوں نے نصف صدی میں اتحاد وارتقاء کے لئے کی تھیں وہ بری طرح متاثر ہورہی ہیں۔ اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ سے مسلمان پھر نصف صدی پیچھے چلے جائیں گے۔ آیئے ذرا دیکھیں کہ اس صورت حال سے ہم کس طرح دوچار ہوئے؟ 2۔ اگست 1990ء کو جب عراق نے کویت پر اچانک یلغار کی تو اسکی کوئی وجہ بیان نہ کی بعد میں اس نے یہ کہا کہ کویت مشترکہ سرحد سے تیل چوری کرتا رہا ہے جب عراقی حملے کی پوری دنیا میں مذمت ہوئی تو عراق نے پھر پینترا بدلا کہ اس نے کویتی عوام کے مطالبے پر جمہوریت کی بحالی کیلئے فوجی مداخلت کی ہے۔ جونہی جمہوری حکومت قائم ہوئی فوجیں واپس چلی جائیں گی۔ (جبکہ ایک عرصہ سے عراق میں آمریت قائم ہے۔ اور وہاں جمہوریت کا نام ونشان نہیں ہے) اس دوران اسے کوئی کٹھ پتلی حکمران نہ ملا تو اس نے کہا کہ کویت چونکہ عراق کا حصہ رہا ہے اس لئے اسے عراق میں ضم کرلیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ بفرض محال اگر اسے تسلیم کرلیا جائے تو خود فلسطین کے متعلق صدام کے دعوے کی تکذیب ہوتی ہے۔ اس پر فلسطینیوں کی بجائے عیسائیوں اور یہودیوں کے حق کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور کل کو بھارت بھی پاکستان پر یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ پاکستان بھارت کا حصہ رہا ہے۔ اور بھارت ہندو فرقہ پرست جنونی ایک کٹر ہندو ریاست کا خواب دیکھیں گے جس کی سرحدیں جزائر فجی سے لے کر بغداد تک ہوں گی۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ سعودی عرب نے مسلمان ممالک کی افواج کی بجائے امریکی افواج کی مدد کیوں طلب کی؟ جبکہ دنیا جانتی ہے کہ مسلمان ممالک اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ فوری طور پر کسی کو بھاری کمک پہنچا سکیں۔ اس لئے امریکہ کی سریع الحرکت افواج کی مدد لینا پڑی اور اس کا سبب بھی صدام کا طریق عمل ہے۔ اگر وہ کویت پر حملہ نہ کرتا اور سعودی سرحد پر فوجوں کو جمع نہ کرتا تو امریکی فوجیں بلانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ صدام حسین کی ضد اور محسن کشی کے نتیجہ میں عالم اسلام کو اس المیہ سے دوچار ہونا پڑا۔ شاعر کی زبان سے یوں کہہ سکتے ہیں:

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

کویت پر قبضہ اور جنگ کا رستہ ہموار کرکے صدام حسین نے محسن کشی کی ساری سنتیں' تازہ کردی ہیں۔ کویت اور سعودی عرب کے اربوں ڈالر کی مدد سے ایک عشرے تک ایران سے جنگ لڑی۔ پھر انہی محسنوں پر چڑھائی کرنا کہاں کا انصاف اور کہاں کی انسانیت ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شیخ الحدیث کے چند پسندیدہ اشعار

مرتبہ: میاں مجیب الرحمن صاحب

والد مرحومؒ اعلیٰ پایہ کے خطیب تھے۔ جب وہ تقریر کرتے تو سامعین ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ اعلیٰ درجہ کا شعری ذوق رکھنے کی وجہ سے آپ تقریر میں برمحل اشعار پڑھتے تھے جس سے ان کی تقریر دو آتشہ ہو جاتی۔ ذیل میں ان کے چند ایک پسندیدہ اشعار ہدیہ قارئین ہیں۔ جو ان کی مختلف تقاریر سے اخذ کئے گئے ہیں:

میر احباب جمع ہیں حال دل کہہ لے پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے
دریں دنیا کے بے غم نہ دیدم اگر دیدم بنی آدم نہ دیدم

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق نے آبلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

تیری دنیا جہان مرغ و ماہی مری دنیا فغان صبح گاہی
تیری دنیا میں میں محکوم و مجبور مری دنیا میں تیری بادشاہی

وہی اصل مکان و لامکاں ہے مکان کیا شے ہے انداز بیاں ہے

خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے؟

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

حکیمی نہ مسلمانی خودی کی کلیمی رمز پنہانی خودی کی
تجھے گر فقر و شاہی کا بتا دوں غریبی میں نگہبانی خودی کی

وہ میرا رونق محفل کہاں ہے؟ مری بجلی مرا حاصل کہاں ہے؟
مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں خدا جانے مقام دل کہاں ہے؟

سودا قمار عشق میں مجنوں سے کوہکن بازی اگر نہ لے سکا جاں تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا
ادھر آ مسلماں تجھے میں بتاؤں تو در در کی کیوں ٹھوکریں کھا رہا ہے
محمد کی قرآن کو تو نے چھوڑا تو اپنے کئے کی سزا پا رہا ہے

نئے روزن بنا لو اب گھروں میں ہوا کا رخ بدلتا جا رہا ہے

(باقی صفحہ نمبر 187 پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از: افادات شیخ الحدیثؒ

اسے کیا کہئیے؟

افسوس کی بات ہے کہ اس وقت ہم جن مصنوعی عقیدوں اور خودساختہ اعمال کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے آزاد ہو کر ہم ایسے ایسے طریقے اپنائے ہوئے ہیں۔ جس کا نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں نام و نشان تک نہ تھا۔ ایک روز راقم الحروف گوجرانوالہ کی جامع مسجد دال بازار میں بیٹھا ہوا تھا کہ عصر کی اذان ہو چکی تھی۔ ایک سفید پوش بظاہر متشرع بزرگ بھی نماز باجماعت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک انہوں نے سوال کیا کہ مولوی صاحب نبی ﷺ کو غیب نہ تھا؟ میں نے گذارش کی کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے پیغمبر ﷺ ان کو کہہ دو میں غیب نہیں جانتا تو وہ شخص تعجب سے پوچھنے لگا۔ یہ قرآن میں ہے کہ نبی غیب نہیں جانتا۔ میں نے گذارش کی کہ ہاں جناب یہ قرآن کی آیت ہے کہ لا اعلم الغیب تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اگر قرآن میں یہ بات ہے تو میں اس قرآن کو ہی نہیں مانتا۔ بغیر نماز پڑھے چل دیا۔ بتائیے ان لوگوں کو خدائی کتاب کا اتنا علم بھی نہیں ہے کہ ہم نے عقیدہ قرآن سے لینا ہے یا قرآن سے باہر کسی اور چیز سے۔

اسی طرح ایک اہلحدیث ایک گاؤں میں گیا مغرب کا وقت ہو چکا تھا ایک شخص نے اذان کہہ دی اور پوچھا امام صاحب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ تو باہر ہوں گے۔ آپ ہی جماعت بھی کرا دیں۔ اس نے جماعت کرائی اور قرأت میں قرآن مجید کی سورہ کہف کا آخری رکوع پڑھا۔ مولوی صاحب بھی بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہو گئے۔ سلام پھیرتے ہی کہنے لگے کس مردود نے جماعت کروائی ہے؟ اس نے کہا جی میں نے جماعت کرائی ہے۔ کہنے لگے مردود کہیں کے' تجھے وہی رکوع یاد ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی خدا نے توہین کی ہے۔ غور کیجئے یہ ہیں وہ علماء جو خدا سے بھی زیادہ رسول اللہ ﷺ کی عزت کرتے ہیں۔ جب ان مولویوں کا یہ حال ہے تو مقتدی حضرات کیا کچھ نہ کریں؟

اذا کان رب البیت بالطبل ضاربا
فلا تلم الاولاد فیھا علی الرقص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوجرانوالہ

ایک تعارف

برصغیر ہندو پاک میں انگریز کے تسلط کے بعد مسلمانوں کی دینی اقدار، ثقافت، تمدن انتہائی خطرے میں تھے۔ علمائے حق نے اس صورتحال کو شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے اور دینی اقدار کا تحفظ کرنے کے لئے اپنے کام کی از سرِ نو منصوبہ بندی کی۔ اس منصوبہ بندی کا پہلا ہدف یہ تھا کہ ہندوستان میں جگہ جگہ دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے کیونکہ جب تک دین اور علماء موجود رہیں گے دشمن کی ریشہ دوانیاں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ دوسرے مذاہب اور فرق کے ساتھ اہلحدیث علماء نے کچھ زیادہ ہی اس میں مستعدی کا مظاہرہ کیا۔ ایسا کرنا ان کے منصبی فرض کا تقاضا تھا۔ کیونکہ اہلحدیث ہی نبی اکرم ﷺ کے سچے دین کے جانشین اور وارث ہیں۔ اسی منصوبہ کے پیش نظر جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کی بنیاد جامع مسجد اہلحدیث چوک نیائیں میں دین حق کی نشر و اشاعت کے بہترین جذبہ کے تحت شیخ الحدیث، مفکر اسلام مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے 1921ء میں رکھی اب تک جامعہ محمدیہ سے ہزاروں علماء فارغ التحصیل ہو کر اندرون اور بیرون ملک خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حالانکہ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ جب گوجرانوالہ میں تشریف لائے اہلحدیث کی صرف دو ہی مسجدیں تھیں جب وہ 1968ء میں اس دنیائے فانی سے عالم بقا کی طرف رخصت ہوئے تو شہر گوجرانوالہ میں 200 کے قریب مسجدیں تعمیر ہو چکی تھیں۔ جامعہ محمدیہ سے مولانا کی زندگی میں جو شخصیات فارغ ہوئیں ان میں سے چندایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا عطاء اللہ حنیفؒ بھوجیانی، شارح سنن نسائی۔ مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی، شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ۔ مولانا امام خان نوشہروی، مصنف کتب کثیرہ۔ مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ مدیر مجلہ اہلحدیث۔ مولانا معین الدین لکھوی۔ پروفیسر مولانا محمد بن مولانا اسماعیل سلفی۔ مولانا محی الدین لکھوی۔ مولانا عاصم الحداد رکن رابطہ عالم اسلامی۔ مولانا محمد یعقوب قریشی۔ مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح۔ مولانا عبدہ فیروز پوری اور مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی کی وفات کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب نے جامع چوک نیائیں کی خطابت کا فریضہ سنبھالا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے جامعہ شرعیہ کو جامعہ محمدیہ میں ضم کر دیا۔ جامعہ محمدیہ چوک نیائیں کی مسجد میں چند کمروں پر مشتمل تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب نے ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جامعہ شرعیہ کا نام ختم کر کے اپنے استاد گرامی حضرت سلفیؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کے جامعہ محمدیہ کا نام نہ صرف باقی رکھا بلکہ گوجرانوالہ جی ٹی روڈ پر وسیع وعریض بلڈنگ کو جامعہ محمدیہ کے حوالے کر دیا۔ شیخ الحدیث کی شب وروز کی محنت کی وجہ سے مولانا سلفیؒ کے بعد جو علماء جامعہ محمدیہ سے فارغ ہوئے وہ بھی علمی دنیا میں اعلیٰ مقام کے حامل ثابت ہوئے۔ اور آج مختلف مدارس میں شیخ الحدیث کے مصنف پر جلوہ افروز ہیں۔

جامعہ کے ذیلی ادارے

جامعہ کے ذیلی اداروں میں شعبہ حفظ وتجوید چوک اہلحدیث ہے۔ جس میں سوسوا کے قریب بیرونی طلبہ ہیں اور چار اساتذہ کرام تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ناظم عبدالحلیم ناگی، باورچی وغیرہ اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ اسلامی دارالمطالعہ جس میں سینکڑوں کتابیں اردو میں موجود ہیں ہفتہ وار پندرہ روزہ ماہوار رسائل اور روزنامہ اخبارات کا بھی اہتمام ہے۔ جن سے اہل ذوق اور دینی جذبہ سے سرچار حضرات استفادہ کرتے ہیں باقاعدہ ایک لائبریرین ہے اور عظیم الشان نئی تعمیر شدہ عمارت میں قائم ہے اور اس کے نگران شیخ محمد جمیل ہیں۔ جو عرصہ بیس سال سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامع مسجد اہلحدیث چوک میں لڑکیوں کی دینی تعلیم کی باقاعدہ درسگاہ ہے۔ جس میں معلمات سے مقامی بچیاں قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ جامعہ محمدیہ کے تمام شعبہ جات پر سالانہ ساٹھ لاکھ سے زیادہ اخراجات ہوتے ہیں۔ اب تک یہ اخراجات شہری جمعیت کے اراکین کے ذمہ ہیں۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے شہری حدود سے باہر کسی سے بھی تعاون کی اپیل نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی سفیر کہیں بھیجا گیا ہے۔ جماعت کے مخیر حضرات کسی بھی وقت جامعہ کو پریشان نہیں ہونے دیتے۔ اہلحدیث کی مساجد کی تعداد ڈھائی سو سے تجاوز کر گئی ہیں۔ جامعہ محمدیہ کا داخلہ دس شوال سے شروع ہوتا ہے اور بیس شوال کو پڑھائی شروع ہوتی ہے۔ طلباء سے کوئی داخلہ فیس نہیں لی جاتی۔ ایران سعودی عرب کے وفود کے علاوہ مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق کے مشیر تعلیم مصلح دین جامعہ محمدیہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ نیز وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی عبداللہ الصالح العبید، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ ریاض کے الشیخ عبدالعزیز بن محمد المرزوق، الشیخ ناصر بن عبدالرحمٰن، الشیخ عبداللہ بن عبدالعزیز، الشیخ عبدالرحمٰن سلیمان، الشیخ عاصم عبداللہ ابراہیم مکتبہ الدعوۃ الاسلامیہ، الشیخ عبداللہ طلابی، الشیخ مجدی الرؤف علی عطیہ الشارقۃ، الشیخ عمر محمد الرفع الشارقۃ، الشیخ عبداللہ وزارۃ المالیہ ریاض، الشیخ عمر بن عبدالعزیز عثمان مدیر الدعوۃ دبئی، ڈکتور فواد علی استاد جامعہ از ہر مصر نے جامعہ محمدیہ کے معائنہ کے دوران جامعہ کی اعلیٰ کارکردگی کی بے حد تعریف کی اور امید ظاہر کی ہے کہ یہ اسلام کے قلعوں میں سے ایک عظیم قلعہ ثابت ہوگا۔ شاہ فہد کے مشیر عبداللہ عبدالمحسن الترکی بھی جامعہ کا دورہ کر چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ محمدیہ کے شعبہ جات

مرکزی مسجد چوک اہلحدیث میں خواتین کے لئے مدرسہ جاری ہے۔ جس میں ترجمہ‘ تفسیر اور درس نظامی سے کچھ کتب پڑھائی جاتی ہیں اور وہاں دو ماہر معلمات کی خدمات حاصل ہیں اور اس مدرسہ کی نگرانی مولانا محمد عبداللہؒ صاحب کی صاحبزادی کر رہی ہیں۔

مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات

مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات محلّہ نور باوا گلی نمبر آٹھ میں بیس مرلہ کی پختہ عمارت میں جاری ہے۔ جس میں ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس وقت اس میں ڈیڑھ صد سے زیادہ بچیاں رہائش پذیر ہیں۔ اس ادارہ کو شہر میں بہت جلد منفرد مقام حاصل ہو چکا ہے اس کے شعبہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

شعبہ ناظرہ‘ شعبہ تحفیظ القرآن‘ شعبہ ترجمہ وتفسیر‘ شعبہ فاضلات‘ شعبہ عربی فاضل اور شعبہ وفاق المدارس کا داخلہ بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ الحمدللہ

شعبہ سکول

نرسری تا میٹرک تک سکول میں اس وقت دو سو زائد بچے زیر تعلیم ہیں۔ جن کے لئے اعلیٰ کوالیفائیڈ لیڈی ٹیچرز کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ شعبہ اکیڈمی میں بچیوں کی نامکمل تعلیم کو مکمل کرنے کے لئے اور تعلیمی معیار برقرار رکھنے کے لئے شعبہ اکیڈمی کا قیام عرصہ تین سال سے کیا گیا ہے۔ جس میں نرسری سے بی اے تک پڑھائی کے لئے اعلیٰ کوالیفائیڈ ٹیچرز کی خدمات حاصل ہیں۔ شعبہ ٹیلرنگ بھی جاری ہے تاکہ فارغ التحصیل طالبات کو ہنر بھی سکھایا جائے اور وہ معاشی طور پر بھی کسی کی محتاج نہ ہوں۔ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ کی دو برانچز بھی کھولی گئی ہیں۔ اس وقت جامعہ اور برانچز میں 35 معلمات و ٹیچرز کام کر رہی ہیں۔ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کی نگرانی انتظام وانصرام کے لئے شیخ محمد جمیل اور میاں محمد یوسف پر مشتمل کمیٹی کام کر رہی ہے۔ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات سے جامعہ محمدیہ کے لئے عیدالاضحیٰ پر کھالیں بھی اکٹھی کر کے بھیجی جاتی ہیں۔

جامعہ محمدیہ کے اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی

جامعہ میں نہایت قابل‘ محنتی اور اہل علم اساتذہ کی تدریسی خدمات حاصل ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں (جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ)

مولانا عبدالحمید ہزاری صاحب (صدر مدرس وقائم مقام مہتمم)

مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری مدرس (شیخ الحدیث)

مولانا محمد رفیق سلفی صاحب (مدرس)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا قاری منظور احمد صاحب (مدرس)
مولانا حافظ محمد عمران عریف صاحب (مدرس)
مولانا محمد مالک بھنڈر صاحب (مدرس)
قاضی عبدالرزاق صاحب (مدرس)
مولانا حافظ رضاء اللہ روف صاحب (مدرس)
قاری مولانا نصیر احمد صاحب (مدرس)
مولانا عبدالدیان صاحب (مدرس)
عبدالمنان سلفی صاحب (لائبریرین)
محمد شاہد نصیر صاحب
پروفیسر شہباز (انگلش ٹیچر)
حفیظ الرحمٰن پسروری (ناظم دفتر)

جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث کے اساتذہ

☆ قاری محمد منیر شاکر صاحب (شعبہ حفظ القرآن)
☆ قاری عرفان الحق صابر صاحب ☆ قاری محمد الطاف صاحب

انتظامیہ باڈی جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ چوک اہلحدیث گوجرانوالہ

امیر...... میاں محمد یوسف صاحب ستارہ فیکٹری والے۔ ناظم...... شیخ محمد جمیل وان سوتری والے
خزانچی...... حاجی غلام نبی صاحب

ممبران

☆ میاں جمیل الرحمٰن صاحب ایل
☆ حفیظ الرحمٰن بٹ صاحب
☆ شیخ فضل الحق صاحب کپڑے والے
☆ صفدر صاحب امرتسر پینٹ والے
☆ مولانا محمد اعظم صاحب
☆ محمد صدیق صاحب تولیے والے
☆ عبدالوکیل صاحب مدینہ کتاب گھر
☆ میر محمد جمیل صاحب
☆ محمد یوسف احرار صاحب
☆ منیر احمد بھٹہ صاحب
☆ حنیف الرحمٰن بٹ صاحب
☆ شیخ عبدالحفیظ صاحب
☆ شیخ امان اللہ ایڈووکیٹ صاحب
☆ عبدالمنان ناگی صاحب
☆ میاں ضیاء اللہ صاحب ستارہ فیکٹری والے
☆ محمد یعقوب پہلوان صاحب
☆ شیخ محمد یوسف وان سوتر والے
☆ عبدالعلیم ناگی صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدی ومخدومی حضرت شیخ الحدیثؒ کی علمی یادگار

جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

تاریخ کے آئینہ میں

ابتداء............................ فروری 1963ء جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم دالباز ار گوجرانوالہ

آغاز تعلیم............................ شوال 1382ھ بمطابق مارچ 1963ء

افتتاح............................ حافظ محمد محدث گوندلویؒ۔ حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ

دور ثانی

مقام............................ جامعہ شرعیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

افتتاح............................ شوال 1383ھ مارچ 1965ء

شخصیات............................ پروفیسر سید ابوبکر غزنویؒ۔ حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

دور سوم

جامعہ محمدیہ میں جامعہ شرعیہ کا ادغام

جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ: حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات فروری 1968 کے بعد جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کا سنگ بنیاد ضیغم اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔

منجانب: کفایت اللہ شاکر پسروری خادم خاص حضرت شیخ الحدیثؒ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Regd.
CPL No. 36

WEEKLY AHL - E- HADITH
106-RAVI ROAD, LAHORE (54000)
E-MAIL:editor_ahl_e_hadith@hotmail.com

Ph: 7739933
206097
Fax: 7725525

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتب

عیسائیت: مطالعہ وتجزیہ	امیر محترم پروفیسر ساجد میر
شہادۃ القرآن	حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ
واضح البیان (تفسیر سورۂ فاتحہ)	حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ
نماز مسنون (مترجم)	حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ
تاریخ اہل حدیث	حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ
اہل حدیث کی خدمات	قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوریؒ
تحریک اہل حدیث......افکار وخدمات	بشیر انصاری، ایم۔اے
تحریک اہل حدیث منزل بہ منزل	ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفور راشد
حج اور اس کے مسائل	الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ
کربلا جو واقعو (سندھی)	شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ
اللہ وحدہ لاشریک لہ (سندھی)	الشیخ جمیل زینو
عالمن کان ھک مشکل کشا کیر (سندھی)	مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ	مولانا محمد رفیق خاں پسروریؒ

ناظم مرکزیہ میاں محمد جمیل کی مؤلفات

سیرت ابراہیم علیہ السلام	آپ ﷺ کی نماز
آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن	آپ ﷺ کا حج
اتحاد امت اور نظم جماعت	خطبات انبیاء علیہم السلام
مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے	زکوۃ کے مسائل وفوائد
انبیاء علیہم السلام کا طریقہ دعا	فضیلت قربانی اور اس کے مسائل

رانا محمد شفیق پسروری کی مؤلفات

مضامین شفیق پسروری	سواد اعظم اور اہل حدیث
انسانیت	حلالہ کی شرعی حیثیت